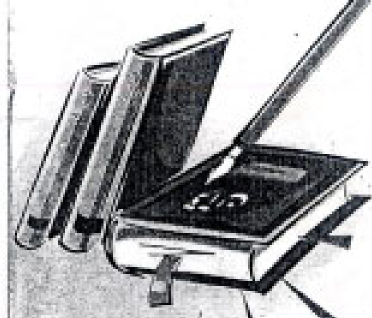
میثم قادری

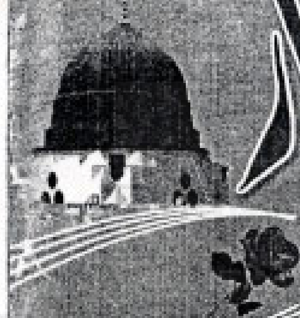
بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت بموقع: ۲۵ ؍ سالہ عرس مفتیٔ اعظم



رُوداد

مُناظرہ کٹیہار ۲۰۰۵ء



بمقام الگ پور گھاٹ، ضلع کٹیہار، بہار

سنی مناظر: مفتی مطیع الرحمٰن رضوی

دیوبندی مناظر: مولانا طاہر گیاوی

مرتب: شکیل احمد سبحانی



رضوی کتاب گھر دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت بموقع: ۲۵ رسالہ عرس حضور مفتی اعظم

رُوداد
مناظرۂ کٹیہار

سن 2005

(بمقام ملک پور ہاٹ، ضلع کٹیہار، بہار)

سنی مناظر: مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی

دیوبندی مناظر: مولانا طاہر گیاوی

مرتب

شکیل احمد سبحانی




ناشر: رضا اکیڈمی، بمبئی

سلسلۂ اشاعت نمبر ۳۸۹

نام کتاب : روداد مناظرۂ کٹیہار ۲۰۰۵ء

مرتب : شکیل احمد سبحانی

طباعت : اقصیٰ آفسیٹ پرنٹرس، مالیگاؤں

کمپوزنگ : عقیل ورلڈ کمپیوٹرس، مالیگاؤں

پروف ریڈرس : رضوی حامد اختر، رضوی محمد قاسم

تعداد : پانچ ہزار

صفحات : ۱۱۲

سن اشاعت : ۲۰۰۵ء / ۱۴۲۶ھ

قیمت : ۴۰ روپے

ناشر : رضا اکیڈمی، ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی نمبر ۳

ملنے کے پتے:

- رضا اکیڈمی، ۸۵۳، اسلامپورہ، مالیگاؤں (ضلع ناسک)
  Ph:(02554) 237878, Mob.937272 1955 / 1640
- رضا اکیڈمی، کوارٹر گیٹ، بھیونڈی، ضلع تھانہ
- دار العلوم امجدیہ، گانجہ کھیت، ناگپور، مہاراشٹر
- مدینہ کتاب گھر، آگرہ روڈ، مالیگاؤں، ناسک
- اقرأ بک ڈپو محمد علی روڈ ممبئی
- المجمع الاسلامی، مبارکپور
- رضوی کتاب گھر، دہلی
- فاروقیہ بک ڈپو، دہلی

فہرست مضامین

انتساب

اپنی اس قلمی کاوش کو

❁ جانشین حضور احسن العلماء **ڈاکٹر سیّد محمد امین برکاتی** مارہروی مدظلہ العالی

❁ مرشد گرامی، جانشین حضور مفتی اعظم، **مفتی محمد اختر رضا خاں** ازہری بریلوی مدظلہ العالی

❁ خلیفہ حضور مفتی اعظم، **مفتی محمد مجیب اشرف رضوی** مدظلہ العالی، بانی دارالعلوم امجدیہ، ناگپور

❁ فدائے اہل سنت **مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری** مدظلہ العالی، چریا کوٹ، مئو

❁ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مجاہد اہلسنت **الحاج محمد سعید نوری**، بانی رضا اکیڈمی، ممبئی

سے منسوب کرتا ہوں

یہ وہ حضرات ہیں جنھوں نے اپنے خونِ جگر سے اہل سنت کے گلشن کی آبیاری کی ہے۔

جن کی کفش برداری میری زندگی کا سرمایۂ افتخار ہے۔

شکیل احمد سبحانی

(مناظرے کے لیے جو اشتہار مناظرہ کمیٹی نے شائع کیا۔ قارئین کیلئے اسے من وعن شائع کیا جارہا ہے، جس سے شرائط اور موضوعات سے واقفیت حاصل کی جاسکتی ہے۔)

سرزمین ملکپور رہاٹ (دلکولہ) میں دیوبندی اور بریلوی علماء کے درمیان سہ روزہ مناظرہ

زیرانتظامیہ : محترم جناب نورصنور (سنّی) صاحب، سکریٹری مناظرہ کمیٹی از بریلوی مکتب فکر

094334144681-09932321843-03525-257742

جناب جاوید عالم صاحب، سکریٹری مناظرہ کمیٹی از دیوبندی مکتب فکر

09434120594-09932321502-03525-255834

بتاریخ ۸/۹/۱۰ مئی ۲۰۰۵ء بمطابق ۲۸/۲۹ ربیع الاوّل وکیم ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ بروز اتوار، سوموار، منگل

نشست اوّل: ۹ بجے صبح سے ۱ بجے دن ـ نشست دوّم: ۲ بجے سے ۴:۳۰ بجے شام

﴿ زیرنگرانی ﴾

محترم جناب محمد زبیر عالم صاحب ملکپور Mob.09434055577, Ph:03525-257074

محترم جناب الحاج مکھیا محمد محسن عالم، صاحب ملکپور Mob.09434161915

مناظرہ گاہ : ملکپور رہاٹ، پوسٹ دلکولہ، تھانہ بلرام پور، ضلع کٹیہار (بہار)

شرائط : (۱) اس ایجنڈا کے تحت حکم مناظرہ کی تجویز پر گفتگو ہوئی باتفاق آراء یہ طے ہوا کہ حکم مناظرہ کمیٹی طے کریگی مناظرہ کمیٹی کی تشکیل جاوید بھائی اور نورصنور بھائی کریں گے۔ (۲) مناظرہ تقریری اُردو زبان میں ہوگا۔ (۳) ہر مناظر کو ۳۰-۳۰ منٹ کا وقت دیا جائیگا اس سے زائد نہیں اور کم کی کوئی قید نہیں۔ (۴) استدلال میں پیش کی جانے والی اصل کتاب طلب کرنے پر حکم کے ہاتھ اس وقت دینا ضروری ہوگا جب فریق مخالف حوالہ کی صحت پر اطمینان حاصل کرنا چاہے تاکہ حکم کے پاس وہ کتاب دیکھ کر اطمینان حاصل کرسکے۔ (۵) دلیل میں قرآن وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور قیاس امام ابوحنیفہ وامام ابویوسف وامام محمد رحمہم اللہ کے علاوہ کسی دوسری چیز کو پیش کرنا غلط ہوگا۔ (۶) ہر فریق کے مناظر کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ دوسرے فریق کے مناظر کی جس تقریر کو چاہے قلم بند کرا کے اس کی دستخط کے ساتھ حاصل کرے۔ (۷) جب تک کسی ایک سوال کا جواب ختم نہ ہوگا اس وقت تک دوسرا

سوال کرنے کا حق نہیں ہوگا اور نہ دوسرے موضوع پر گفتگو کی اجازت ہوگی۔(۸) جو مناظر دیدہ و دانستہ شرائط و ضوابط مناظرہ کی خلاف ورزی کرے گا اسکی شکست مانی جائیگی۔(۹) جو فریق مقررہ تاریخ و متعینہ وقت پر مناظرہ گاہ نہ پہنچے یا پہنچنے میں حیلہ و بہانہ تلاشے اسکی شکست فاش مانی جائیگی اور اسٹیج پر موجود فریق کو غیر موجود فریق کے عقائد و اعمال اور عبارات کے اصل حقائق کو واضح کرنے کا حق حاصل ہوگا۔(۱۰) مناظر کو عربی عبارت خود پڑھ کر سنانی ہوگی اور اسکی صرفی و نحوی گرامر کی غلطی پر گرفت کرنے کا دوسرا مناظر پوری طرح مجاز ہوگا غلطی کرنے والے کو اپنی غلطی تسلیم کرنی ہوگی اور اگر غلطی کی وجہ سے کفریہ عقیدہ بنتا ہو تو غلطی کرنے والے کو توبہ کرنا ہوگا۔(۱۱) ہر مناظر کی گفتگو میں عالمانہ سنجیدگی اور وقار کا پورا پورا لحاظ کرنا ضروری ہوگا کسی طرح کی نعرہ بازی، تالی لگانا، شور کرنا بدتہذیبی کی علامت ہوگی بذریعہ انتظامیہ ومحکمہ اس پر پابندی لگائی ہوگی۔(۱۲) پہلے اصل مسئلہ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں گفتگو ہوگی اسکے بعد کسی شخصیت یا کتاب پر بحث ہوگی۔(۱۳) مناظرہ گاہ میں مناظرہ کمیٹی کی اجازت کے بغیر کوئی فریق کوئی عمل یا کوئی کام نہیں کریگا۔(۱۴) شکست و فتح کے اشتہار کی اجازت فریقین میں سے کسی کو نہیں ہوگی بلکہ مناظرہ کے بعد حکم مناظرہ کمیٹی شکست و فتح کا اشتہار شائع کریگی اگر فریقین میں سے کسی بھی فریق نے اسکی خلاف ورزی کی تو کمیٹی اس سے باز پرس کرے گی۔(۱۵) (الف) بریلوی مکتب فکر کے چیلنج کرنے والے عالم (۱) مفتی مطیع الرحمٰن صاحب (پچھلا) (۲) مفتی عبدالستار حبیب ہمدانی صاحب (گجرات) (ب) دیوبندی مکتب فکر کے عالم مولانا سید طاہر حسین صاحب گیاوی و مولانا محمد منظور عالم صاحب (مادھے پور) ان حضرات کی حاضری بحیثیت مناظر ضروری ہے۔(۱۶) ہر فریق کے اکابر کی کتابیں اسکے خلاف حجت ہوں گی اور ہر فریق کو رفع الزام کا حق حاصل ہوگا۔

موضوعات: (۱) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں یا نہیں؟ (۲) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ درجہ کی گستاخی کرنے والا مومن ہے یا کافر؟ (۳) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ (۴) گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمان سمجھنے والا مسلمان ہے یا کافر؟ (۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسا بشر ہیں یا نور؟ (۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش نور سے ہے یا مٹی سے؟ (۷) قبر پر اذان (۸) قبر پر عرس و چادر پوشی و چراغاں (۹) مروجہ قیام و میلاد (۱۰) مختار کل (۱۱) حاضر و ناظر (۱۲) رویت ہلال قرآن و حدیث کی روشنی میں (۱۳) قدرت

باری تعالیٰ اور امکان کذب۔

ضروری اعلان: (۱) شرط نمبر ۱۱ کے تحت انتظامیہ کمیٹی و محکمہ کی طرف سے یہ واضح کیا جاتا ہے کہ گفتگو شروع ہونے سے ختم ہونے تک مجمع اور اسکے آس پاس میں کسی قسم کی نعرہ بازی، تالی لگانا، آپس میں چون چرا کرنا الغرض ہر ایسے کام کرنے سے پرہیز کریں جو شورش و ہنگامہ کا سبب ہو۔ اگر کوئی ایسا کرتے ہوئے پایا گیا تو امن و سکون کا خیال کرتے ہوئے اس سے سختی سے نمٹا جائے گا۔(۲) عورتوں اور بچوں کی شرکت اس میں سخت منع ہے۔(۳) کھانے کیلئے ہوٹل کا معقول انتظام رہے گا انشاء اللہ۔

اپیل: تمام مسلم بھائیوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ دیوبندی و بریلوی علماء کے درمیان مذکورہ شرائط و موضوعات کے تحت مندرجہ بالا تاریخوں میں ایک سہ روزہ مناظرہ ہونا طے پایا ہے۔ لہٰذا دین حق کو سمجھنے والوں سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوکر کھرے وکھوٹے کو پرکھیں، جانیں اور راہ حق کو اپنائیں۔

منجانب: مشترکہ انتظامیہ مناظرہ کمیٹی ملکپور ہاٹ متصل دلکولہ، بلرام پور، کٹیہار (بہار)

﴿ تقریظ ﴾

رہبر شریعت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی صاحب قبلہ، ناگپور

[illegible]

مورخہ ۸،۹،۱۰ رمئی ۲۰۰۵ء کو ملک پور ہاٹ بہار میں سنی اور دیوبندی علماء کے درمیان مناظرہ ہوا، اہلسنت کی طرف حضرت مولانا مطیع الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم، اور دیوبندی مکتب فکر کی جانب سے مولانا طاہر گیاوی صاحب مناظر تھے۔

یہ مناظرہ ۸،۹،۱۰ رمئی تک ہونے والا تھا مگر صرف ۸ اور ۹۔ دو دن ہی چلا۔

موضوع مناظرہ یہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "آخری نبی ہیں یا نہیں" اسی ایک موضوع پر مسلسل دو دنوں تک گفتگو ہوئی، جس کو ویڈیو کے ذریعہ ریکارڈ کیا گیا، بعد میں اس کی سی ڈی بنا کر پورے ملک میں دکھائی گئی۔ لاکھوں افراد نے اسے دیکھا اور اپنے علم وفہم کے مطابق اس پر تبصرے بھی کیے۔ مگر بہت سی علمی گفتگو اس میں ایسی بھی تھیں جن کو عوام نہ سمجھ سکے تو علماء سے سوالات شروع کر دیے۔ علمائے کرام نے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے مگر یہ کام محدود رہا بہت سے لوگ اس سے محروم رہے۔ ضرورت تھی کہ مناظرہ کی سی ڈی سے من وعن نقل کر کے عوام تک پہنچا دیا جائے۔ بحمدہ تعالیٰ اس کام کو احسن طریقہ سے عزیز گرامی شکیل سبحانی صاحب نے انجام دیا اور پورے مناظرہ کی روداد کو بڑی محنت اور ایمانداری کے ساتھ سی ڈی کی مدد سے تیار کیا اور حسب ضرورت مناسب توضیح وتبصرہ بھی فرمایا جس سے فہم مطلب میں بڑی آسانی ہو گئی ہے۔

عزیز موصوف کی یہ کوشش بڑی کامیاب کوشش ہے، مجھے امید ہے کہ یہ روداد مناظرہ ہر اعتبار سے مفید ثابت ہوگی اور اس کے ذریعہ بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تمام اہلسنت کو گمراہوں کے شر سے محفوظ رکھے اور عزیز موصوف کے علم اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

فقط: محمد مجیب اشرف رضوی، ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ/۱۷ اکتوبر ۲۰۰۵ء دوشنبہ

تقریظ

رئیس التحریر: علامہ یٰسین اختر مصباحی، بانی وصدر دارالقلم، دہلی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! متحدہ ہندوستان کے اندر امت اسلامیہ کو افتراق وانتشار سے دوچار اور اسے مذہبی ومسلکی اختلافات کے آزار میں مبتلا کرنے والی رسوائے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" کے اندر اس کے مصنف شاہ محمد اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ "اس کی شان یہ ہے کہ وہ چاہے تو ایک آن میں کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے۔"

شاہ محمد اسماعیل دہلوی کی یہ تحریر ملت اسلامیہ کے سینے میں تیر بن کر چبھی اور ناسور بن کر ابھری اور اس نے ہندوستان کے طول وعرض میں ایک ہنگامۂ محشر بپا کر دیا۔ اسی نے امتناع نظیر محمدی وامکان نظیر محمدی کا وہ زبردست اختلافی مسئلہ پیدا کیا، تحریر وتقریر کی وہ گرم بازاری اور مناظرانہ محاذ آرائی کا وہ ماحول اور ایسی مسموم فضا اس نے بنائی کہ آج تک ملت اسلامیۂ ہند اس کے درد وکرب سے کراہ رہی ہے اور اسے چھٹکارا نہیں مل پا رہا ہے۔

امام الحکمۃ والکلام علامہ فضل حق خیرآبادی نے "امتناع النظیر" کے نام سے اس کا رد لکھا جو آپ کے تلمیذ رشید استاذ العلماء حضرت علامہ ہدایت اللہ جون پوری کے اہتمام سے شائع ہوئی۔ اسی طرح اس دور کے دیگر علماء ملت ومشائخ اہلسنت نے اس اعتقادی بدعت کا رد بلیغ کیا۔ پھر جب اسمٰعیلی خیالات کے ایک حامی ومؤید مولوی محمد احسن نانوتوی نے اثر ابن عباس کا سہارا لے کر اس فتنہ کو ہوا دینا چاہا تو رئیس المحققین علامہ نقی علی بریلوی ومحبّ الرسول تاج الفحول علامہ عبدالقادر بدایونی وعلامہ مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری جیسے مشاہیر علمائے ہند نے اس کی بھرپور سرکوبی کی۔ علامہ عبدالقادر بدایونی اور غیر مقلد مولوی امیر حسن سہسوانی کے درمیان اسی موضوع پر شیخوپور ضلع بدایوں میں ایک مناظرہ بھی ہوا جس کی تفصیلی روداد شائع ہو چکی ہے۔

دیوبندی قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتوی نے بعد میں اسی موضوع پر "تحذیر الناس"

کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ انہوں نے یہ ایمان سوز خیال ظاہر کیا کہ "بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے جب بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔" اسی طرح یہ بھی لکھ مارا کہ خاتم النبیین کا معنیٰ آخر النبیین سمجھنا یہ عوام اور ظاہر پرستوں کا خیال ہے۔

حالانکہ نانوتوی صاحب کا یہ عقیدہ قرآن حکیم کی آیت وَلٰـكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور حدیث نبوی خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ ٥ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے صریحاً معارض اور جملہ مفسرین ومحدثین وائمۂ مجتہدین کے اقوال وارشادات اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ جو قطعاً ناقابل قبول ومردود ومطرود ومخذول ہے۔

اس مرحلے میں امام اہلسنت فقیہ اسلام مولانا الشاہ محمد احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی نے نانوتوی خیال کا زبردست تعاقب کرتے ہوئے اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں اور حجاز مقدس و عالم اسلام کے علماء وفقہاء ومشائخ کرام کی تصدیقات وتائیدات حاصل کر کے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔

مگر کیا کیا جائے اس حرکت مذبوحی کو کہ اسمٰعیلی فکر سے متأثر اور اس کے بطن سے جنم لینے والی دیوبندیت کے بعض مبلغین گاہے گاہے اس فتنہ کے تن مردہ میں جان ڈالنے کی مذموم کوشش کرتے رہتے ہیں اور اپنی حرکتوں سے مسلم معاشرہ میں اضطراب وبے چینی کی لہریں پیدا کرتے رہنے کو ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں۔

قارئین کرام یہاں اس حقیقت کو بھی ذہن نشین رکھیں کہ نانوتوی صاحب نے کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کے جس "امکان" کو مان لیا تھا غالباً اسی کا سہارا لیتے ہوئے قادیانی دجال مرزا غلام احمد نے "وقوع" اور پھر اپنی بعثت کاذبہ کا اعلان بھی کر دیا۔ قادیانی مبلغین ومناظرین نے تحذیر الناس کے مذکورہ خیالات کا بار بار اپنی تحریروں میں ذکر بھی کیا ہے اور اپنے دفاع کے لیے انہیں ہتھیار بھی بنایا ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آخری نبی ورسول ہیں،

آپ کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوگا، نہ ظلی نہ بروزی، یہ اہل ایمان واسلام کا قطعی یقینی اجماعی عقیدہ ہے۔ اور کسی بھی تاویل کے ساتھ کسی نئے نبی کی بعثت کا قائل شخص باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

کٹیہار صوبہ بہار میں اہلسنت کے ایک معتمد مفتی، بالغ نظر عالم، ماہر مدرس، تجربہ کار مناظر حضرت مولانا مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی اور دیوبندی مولوی طاہر حسین گیاوی کے درمیان تحذیر الناس اور بالفاظ دیگر مسئلہ ختم نبوت کے موضوع پر جو مناظرہ ہوا تھا اسی کی ایک مستند روداد زیر نظر کتاب ہے۔ جسے عزیزم شکیل سبحانی (رضا اکیڈمی، مالیگاؤں، مہاراشٹر) نے بڑی محنت اور ذمہ داری کے ساتھ مرتب کیا ہے۔

میں اس کا مطالعہ تو نہیں کر سکا مگر عزیز موصوف کی خواہش واصرار پر میں نے قلم برداشتہ یہ چند جملے سپرد قلم کر دیے ہیں۔

دعا ہے کہ رب قادر وقیوم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو مذہب اہل سنت پر قائم رکھتے ہوئے ایمان واسلام پر خاتمہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور عزیز موصوف کی اس خدمت دینی کو شرف قبول سے نوازتے ہوئے انہیں علم وعمل اور صحت و عافیت کے ساتھ تادیر اسی طرح کی مزید دینی خدمات کی توفیق مرحمت فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

یٰسٓ اختر مصباحی
بانی وصدر، دار القلم، ذاکر نگر، نئی دہلی ۲۵
فون: 011-26986872
09350902937

۱۰ر نومبر ۲۰۰۵ء
۷ر شوال المکرم ۱۴۲۶ھ
وارد حال، رضا اکیڈمی، مالیگاؤں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حق آیا اور باطل مٹ گیا........

از رضوی سلیم شہزاد، رکن رضا اکیڈمی، مالیگاؤں

ہٹلر نے کہا تھا کہ کسی جھوٹ کو سچ ثابت کرنا ہو تو اسے بار بار دہرایا جائے۔ ایک دن سچ دب جائے گا اور وہی جھوٹ سچائی معلوم ہونے لگے گا۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ ہٹلر کے اس مقولے کی حقیقت کیا ہے۔ سچ کو کتنا ہی دبایا جائے لیکن ایک نہ ایک دن وہ آشکار ہو ہی جاتا ہے۔ یہی حال مسلمانوں میں نئی فرقہ بندی کرنے والے اور انگریزوں کے بل بوتے پر قوم مسلم میں انتشار و افتراق کا بیج بونے والے دیوبندی، تبلیغی جماعت کا بھی ہے۔ اگر ہم ہندوستانی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ انگریز قوم جس نے مسلمانوں سے ہندوستانی حکومت چھینی تھی، ان کے دلوں میں مسلمانوں سے کیسی شدید نفرت تھی۔ ان کے دلوں میں یہ نفرت و خوف پورے دو سو سال تک قائم رہا کہ جس قوم سے ہم نے ہندوستان کی حکومت چھینی ہے اگر اُسے منتشر نہ کیا گیا تو ممکن ہے کہیں وہ ہمارا تختہ نہ پلٹ دے۔ انگریز قوم کے سینوں میں چھپا یہی ڈر اور خوف جو ۱۸۵۷ء کے غدر سے قبل اور بعد انگریزوں کی حکومت کے اختتام تک اسے مسلمانوں کے خلاف سازشوں پر اُکساتا رہا۔ حالانکہ انگریزوں کے خونی پنجے جیسے جیسے ہندوستان پر مضبوط ہوتے گئے ویسے ویسے اُن کے دلوں میں مسلمانوں سے خوف و نفرت کی یہ شدت کم ہوتی گئی، لیکن کبھی ختم نہ ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزوں نے دہلی کی بہادر شاہ ظفر کی مرکزی حکومت ختم کرنے کے بعد مسلمان اُمراء، دانشوروں، علماء، نوابوں اور اہل ثروت لوگوں کو چن چن کر قتل کیا۔ انہیں پھانسی کی سزائیں دیں، ان کی املاک کو ضبط کیا اور سلطنتوں کو تاراج کیا۔

انگریز قوم جانتی تھی کہ قوم مسلم میں علماء و صلحاء کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ اور یہ کہ یہی وہ لوگ ہیں جو انگریزی حکومت کا تختہ پلٹنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس لیے انگریزوں نے علماء، حفاظ اور مسلم دانشوروں کو خاص طور سے نشانہ بنایا۔ انگریز قوم جانتی تھی کہ مسجدیں اور دینی درس گاہیں قوم مسلم کے پاور ہاؤس ہیں اس لیے مسجدوں اور دینی درسگاہوں کے نظام کو تہس نہس کیا گیا۔ اتنے زیادہ ظلم و ستم کے بعد

بھی مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو یہ شاطر قوم ختم نہ کر سکی۔ متحدہ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جاری شورشیں اُن کے دانت کھٹے کرتی رہیں۔ ان علاقوں میں مسلم علماء، حفاظ اور طبقہ دانشوراں ہی ان حریت پسندوں کی قیادت کرتا رہا۔ بالآخر سلطنت برطانیہ کے عیار و مکار جاسوس ہمفرے کی سفارشات اور اُس کے تجربات کو مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کے لیے ہندوستان میں زمین دوز طریقوں سے نافذ کیا جانے لگا۔ انگریز قوم کو احساس ہو گیا تھا کہ اس طرح قتل عام سے قوم مسلم کو زیر نہیں کیا جا سکتا۔ تاوقتیکہ اُن کے دلوں سے محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال دولت نہ لوٹ لی جائے۔ اس طرح اس غیور قوم کو مفلوج کیا جا سکے گا۔ اس کے لیے انگریزوں نے نام نہاد مسلمانوں اور چند ایمان فروش علماء کو گود لیا۔ اُن سے قرآن کریم کے ترجموں میں تحریف کروائی۔ شریعت کے نئے نئے معنی بیان کروائے اور اسلام کی روح کو مسخ کرنے کی جدوجہد کی۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہیں سے دیوبندی، تبلیغی اور غیر مقلد فرقوں کی ابتداء ہوئی۔

اگر ہم غیر جانبداری سے ان گمراہ جماعتوں کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اُن کی پرورش اور پرداخت میں انگریزی حکومت ان کے کیسے کیسے ناز نخرے برداشت کرتی رہی ہے۔ ان نام نہاد علماء کو ماہانہ وظیفے دیے جا رہے تھے۔ انہیں اعزازات سے نوازا جا رہا تھا۔ انہیں ''سر'' کا خطاب دیا جا رہا تھا۔ ان کی سفارشوں کو قبول کیا جا رہا تھا۔ پھر انہیں ذہنی غلام بنا کر اُن کے قلم کو عیاری، مکاری، شریعت سے دغابازی اور اہانت رسول کی سیاہی مہیا کی جا رہی تھی۔ اور ان سے قرآنی ترجموں میں اور شریعت کی اصل روح میں تحریف و خیانت کا کام لیا جا رہا تھا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو انگریزی حکومت قوم مسلم خصوصاً علمائے حق کے قتل عام پر مامور تھی اور دوسری طرف چند نام نہاد علماء اور ایمان فروشوں کی ناز برداری کی جا رہی تھی۔ میں کہتا ہوں اگر کوئی عام مسلمان عقائد کی بحث میں نہ بھی جانا چاہے تو وہ صرف ان گمراہ فرقوں کی بنیاد ڈالنے والے چند نام نہاد علماء اور اُن کے شاگردوں کی تاریخ کا مطالعہ ہی غیر جانبداری سے کرے تو یقیناً وہ پکار اٹھے گا کہ ان جماعتوں کی بنیاد کا مقصد ہی مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنا اور مسلمانوں کے دلوں سے روح ایمانی کو ختم کرنا رہا ہے۔

ملک پور، دلکولہ ضلع کٹیہار (بہار) کے حالیہ مناظرے کا باریک بینی سے مشاہدہ و مطالعہ کرنے کے ساتھ درج بالا تاریخی حقائق کو سامنے رکھیں تو مناظرے کے مکالمات کو سمجھنے میں آسانی ہوگی زیر نظر

کتاب بھی اسی مقصد کے تحت تالیف کی گئی ہے کہ عام مسلمان اسے پڑھ اور سمجھ کر راہ حق کو جانیں اور پہچانیں جبہ و دستار اور نماز روزوں کی دُہائی دے کر اپنی طرف راغب کرنے اور ایمان کو لوٹنے والے ڈاکوؤں سے ہوشیار ہو جائیں اور اپنے ایمان و عقیدے کی حفاظت کریں۔ اس موقع پر کتاب کے مرتب جناب شکیل احمد سبحانی کو خصوصی طور پر مبارکباد دینا چاہوں گا کہ ایسے وقت میں جب مذکورہ مناظرہ آڈیو، ویڈیو سی ڈی کی معرفت صرف ہندو پاک میں ہی نہیں دنیا بھر میں جہاں جہاں اردو بولنے اور سمجھنے والے مسلمان موجود ہیں، وہاں وہاں مسلمانوں کے درمیان موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ مولف نے اس مناظرے کے مکالمات کو بڑی محنت اور جانفشانی سے قلمبند کر کے کتابی شکل دی ہے۔ یہ کام یقیناً صبر آزما ہے لیکن اس کے فوائد بھی بے شمار ہیں۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اُن کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

سچ بات تو یہ ہے کہ حق و باطل کے درمیان یہ جنگ پہلے دن سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ اگر چہ اس کی نوعیت مختلف اوقات میں مختلف شکلوں میں اجاگر ہوتی رہی ہے۔ اب یہ اہل ایمان کا فریضہ ہے کہ وہ ایمان کے ان ڈاکوؤں سے اپنی دولت ایمانی کی حفاظت کریں۔ اور چودہ سو سال سے آج تک چلے آرہے مسلک حق اہلسنت و جماعت پر گامزن رہیں۔ زیر نظر کتاب میں دیوبندی بریلوی فریقین کے مناظر کی باتوں کو مولف نے ویڈیو سی ڈی سے نقل کر کے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز ان باتوں پر حسب ضرورت اپنی بساط بھر تبصرہ و تجزیہ بھی کیا ہے۔ اس کے باوجود اگر کچھ تشنہ باتوں کی وضاحت کسی کو درکار ہو تو اسے چاہیے کہ سنی علماء سے رجوع کرے۔ علمائے اہلسنت کی کتابوں میں گمراہ فرقوں کے تمام اعتراضات کے جوابات بہ صراحت موجود ہیں لہٰذا اُن کی کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنی علمی تشنگی کو دور کر سکتے ہیں۔

اہلسنت کے مناظر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے تو اس مناظرے میں مکمل طور سے علمی گفتگو کی ہے اور مناظرے کے اصول و ضوابط کی ہر لحہ پاسداری کی ہے۔ لیکن مد مقابل مناظر مولوی طاہر گیاوی نے بار بار بد تہذیبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی ذاتیات پر حملے کیے بلکہ ان کے اعتراضات اور مطالبات پر جواب دینے کی بجائے بے سروپا باتوں میں اپنا وقت بھی برباد کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے اور مناظرے کی سی ڈی دیکھنے کے بعد قارئین کو اس بات کا احساس ضرور ہوگا۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کو قرآنی آیات و احادیث نے کھلے اور

صاف لفظوں میں بیان کر دیا ہے۔ اور ایمان، نام اسی بات کا ہے کہ جو کچھ اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا آنکھ بند کر کے اُسے مان لیا جائے۔ اور اُسی بات کو حرف آخر سمجھا اور مانا جائے۔ پھر ختم نبوت سے متعلق قرآن و احادیث میں واضح اعلان کے بعد بھی نبی کی آمد کو فرض کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ مزید برآں یہ کہنا کہ "خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" یہی تو جاہلوں کی نشانی ہے۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ اگر ایک قطار میں دس افراد کھڑے ہوں تو اُن میں سے دسواں شخص آخری شخص کہلائے گا۔ اور اب اس قطار میں اگر کوئی گیارھواں شخص کھڑا ہو گیا تو اب دسواں شخص آخری کہلانے کا حقدار نہیں ہوگا۔ بلکہ گیارھویں شخص کو آخری کہا جائے گا۔ اور یہی بات علمائے دیوبند کے حلق سے نیچے نہیں اترتی۔ ریاضی کا یہ قاعدہ دُنیا کے کسی کونے میں صحیح ہو تو ہو لیکن علمائے دیوبند کے نزدیک شاید یہ غلط قاعدہ ہے۔ اسی لئے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہو جانے پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی آخری نبی کہنے پر مُصر ہیں اصل میں اس سازش کے پیچھے بانیانِ دیوبند کے ذہنوں میں فتور کچھ اور ہی تھا۔ جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے اور آج تک معاملہ یہ ہے کہ صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں۔

آخر میں صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ قارئین اس کتاب کے مطالعے کے بعد مذکورہ مناظرے کی سی ڈی ایک مرتبہ دیکھیں اور محسوس کریں کہ مولوی طاہر گیاوی صاحب حق کو قبول نہ کرنے کے لیے کیسی کیسی اداکاری دکھا رہے ہیں۔ کہ اگر وہ پردہ سیمیں پر اپنی اداکاری کے ان جلوؤں کو اجاگر کرتے اور ڈائیلاگ بازی کرتے تو یقیناً انھیں ہر سال بہترین اداکار کا ایوارڈ ضرور ملتا۔ وہ غلطی سے مناظرہ کے اسٹیج پر آگئے اور اپنے ساتھ اپنے فرقے کی لٹیا ڈبونے کا بھی باعث بن گئے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مختصری کتاب کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے تا کہ بھولے بھالے مسلمان ان گمراہ فرقوں کی اصلیت کو جان کر راہ حق پر گامزن ہو سکیں۔

رضوی سلیم شہزاد

مالیگاؤں

تحدیث اوّل

انگریزوں کے منحوس قدم جب تک ہندوستان نہیں پہنچے تھے۔ اُس وقت تک برصغیر میں بنام اسلام مسلمانوں کے صرف دو گروہ تھے۔ پہلا گروہ سنی اور دوسرا شیعہ تھا۔ مسلمانوں کی غالب اکثریت اس وقت بھی سنیّوں کی تھی جب کہ شیعہ تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھے۔ جو سُنّی تھے وہ سب کے سب انہیں عقائد و معمولات پر سختی کے ساتھ گامزن تھے جسے اب بریلویت اور بریلوی مکتبِ فکر سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں شہنشاہِ ہندوستان حضور سیّدنا خواجہ غریب نواز، حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی کے علاوہ سینکڑوں اولیائے کرام اور علماء و مشائخ کے مقدس آستانوں اور خانقاہوں کے روح پرور مناظر اپنی پوری کشش کے ساتھ آج تک گواہ ہیں کہ ان کی تعمیر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور ان کے خلفاء و تلامذہ نے نہیں کی تھی۔ بلکہ امام احمد رضا کی ولادت اور انگریزوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے مختلف صدیوں میں ان آستانوں اور خانقاہوں کی بنیادیں رکھی گئیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ برطانوی حکومت سے پہلے ہندوستان کے سارے سنّی علماء اور مسلمان اہلِ سنت و جماعت کے اسی مسلک پر قائم تھے۔ جس کی نشان دہی مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوؤں اور کتابوں سے ہوتی ہے۔

ہمارے ملک میں انگریزوں کی آمد سے قبل نہ تو دیوبندی اور قادیانی فرقوں کا نام و نشان تھا۔ نہ ہی نام نہاد اہلِ حدیث اور اہلِ قرآن نامی فرقوں نے جنم لیا تھا۔ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد برطانوی حکومت کے دور میں رکھی گئی۔ ندوہ کی تعمیر بھی انگریزی راج میں ہوئی۔ غیر مقلدیت، مودودیت اور قادیانیت کے مراکز بھی فرنگیوں کے دورِ اقتدار میں قائم ہوئے۔ ان تمام تحریکوں کا مقصد ان کی تقریروں اور تحریروں سے واضح ہوتا گیا۔ پہلے دبے لفظوں میں نئے نئے خیالات اور نظریات کو اسلام کا نام دے کر پھیلایا گیا۔ پھر شرک و بدعت کے ایسے فتوے جاری کیے گئے جن سے پوری امت ہی مشرک اور بدعتی ٹھہر گئی۔ بزرگانِ دین کی توہین، علمائے دین پر تنقید اور ائمہ دین کی تنقیص کا سلسلہ جب شروع ہوا تو

لگا۔ ایسی من گھڑت باتوں کو دین قرار دیا گیا جن سے اسلام کو کچھ تعلق ہی نہ تھا۔ گستاخیوں کا ایسا سیلاب آیا کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں بخشا گیا۔ جانِ جاں، جانِ جہاں و جانِ ایماں صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں نازیبا کلمات بکے جانے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و گستاخی کے ساتھ ہی اللہ عزوجل پر بھی کذب (جھوٹ) کی تہمت دھری جانے لگی۔

یہ ساری مذموم وملعون باتیں، جب کتابی صورت میں منظر عام پر آنا شروع ہوئیں تو، امام احمد رضا کی غیرت ایمانی نے بڑے ہی درد کے ساتھ علمائے دیوبند کو آواز دی، کہ ایسا گناہ نہ کرو جس سے دنیا و آخرت برباد ہو جائے۔ ملّت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر جائے۔ شیطان کے بہکاوے میں نہ آؤ۔ توبہ کا مقام بہت بلند ہے۔ سچی توبہ کرو۔ اسلام کے اُجالے سے کفر کے اندھیرے میں خود بھی نہ جاؤ اپنے ماننے والوں کو بھی نہ پہنچاؤ۔ اللہ عزوجل پر تہمت نہ باندھو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور توہین نہ کرو کہ یہ بڑی محرومی ہے۔ ایسے عقیدے نہ گڑھو جس کا قرآن و حدیث اور شریعت میں کوئی ثبوت نہ ہو۔ ایسی باتیں نہ پھیلاؤ جس سے مسلمانوں میں تفرقہ بڑھ جائے۔ تم تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ اُن کی توہین نہ کرو۔ اُن کی عظمت و رفعت کے حاسد نہ بنو انہیں اپنے جیسا نہ کہو کہ اُن کی ہر ادا بے نظیر ہے۔ اُن کی ہر صفت بے مثل ہے۔ ان کی قدر و عزت کرو۔ خدا کی بارگاہ کے مقبول بن جاؤ گے۔ ان پر جان و دل نثار کرو۔ مقصدِ حیات کو پا جاؤ گے۔ تم دین میں تفرقہ ڈالنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔ ملت کو منتشر ہونے سے بچاؤ۔ ایسی باتیں نہ کہو جو بے اصل ہوں۔ ایسے عقیدے نہ بناؤ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی عالم نے بیان نہیں کیا۔ اہل سنت و جماعت پر ثابت قدم ہو جاؤ کہ اسی میں نور و نجات ہے۔

لیکن جن کا مقصد ہی دین میں فتنہ برپا کرنا تھا وہ کہاں اسلام کی محبت میں اٹھنے والی امام احمد رضا کی اس صدا کو سنتے؟ جن کا نشانہ انتشار تھا وہ اتحاد کی صورت کیوں پیدا کرتے؟ جنہیں حبیب ربُّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد تھا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی باتیں کیوں کرتے؟ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہے۔ مرتے دم تک گستاخیوں کی اشاعت اور کفر کی طباعت میں جٹے رہے۔ اگر ان کی میتوں کے ساتھ ہی اُن کی ساری دل آزار کتابوں اور غلط عقیدوں کو بھی سپردِ خاک کر دیا جاتا۔ تو جس طرح وہ سب کے سب فنا ہو گئے اُسی طرح اُن کے خود ساختہ عقائد بھی فنا ہو جاتے۔ لیکن وہ خود

تو مٹ گئے اور اپنی منحوسیت چھوڑ گئے۔ اُن کے وارثین اُن کے چھوڑے ہوئے عذاب جاریہ کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرداں ہیں۔

مناظرہ ملک پور ہاٹ بہار کی اس روداد میں علمائے دیوبند کے ایک ایسے ہی من گھڑت عقیدے پر بحث ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت و جماعت پر بہتان تراشی کیلئے وہابیوں نے اپنے ترجمان کی حیثیت سے مولانا طاہر گیاوی صاحب کو آزاد چھوڑ دیا۔ حالانکہ گیاوی صاحب اب بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن بدعقیدگی پھیلانے کا اُن کا حوصلہ ابھی بوڑھا نہیں ہوا ہے۔ گیاوی صاحب کی چرب زبانی سے دیوبندی حلقوں میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ کوئی بے مثل مقرر اور عالم ہیں۔ جب کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ میری اپنی سمجھ کے مطابق مولانا طاہر گیاوی کی ذات ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے، کی مصداق ہے کہ چرب زبانی الگ چیز ہے اور حقیقت بیانی چیزے دیگر۔

مولانا طاہر گیاوی کے متعلق میرا یہ خیال مسلکی عصبیت کی بنیاد پر ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ رائے میں نے اُن کی چند تقریروں کو کیسٹ کے ذریعے سننے کے بعد اب سے چار پانچ سال قبل قائم کی تھی۔ میں نے مولانا طاہر گیاوی کی جو پہلی تقریر سنی تھی اُس میں اُنہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مشہور زمانہ کلام ''مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے متعلق اپنی پوری گھن گرج کے ساتھ کہا تھا کہ یہ سلام، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بھیجا گیا ہے، بلکہ مولانا احمد رضا خان نے اپنے صاحبزادے مصطفےٰ رضا خان بریلوی (حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) پر اس پورے قصیدے میں سلامتی بھیجی ہے۔ اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ درود پڑھو تو صرف اور صرف درود ابراہیم پڑھو۔ یہ سن کر میں دنگ رہ گیا کہ جب یہی بات تھی تو پھر دیوبند کی مذہبی کتاب ''فضائلِ اعمال'' میں درود ابراہیم کے علاوہ دوسرے پچیسوں انداز اور صیغہ جات میں درود لکھنے اور اس کے فضائل بیان کرنے کی حماقت کیسے مولانا زکریا صاحب نے کر ڈالی؟ کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنے پر سخت تنقید کرتے ہوئے مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی اُس تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ جب نماز میں بیٹھ کر درود وسلام بھیجنے کا طریقہ بتا دیا گیا تو کھڑے ہو کر درود پڑھنا بدعت قرار دیا جائے گا۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کی اس بات پر بھی میں حیران ہو کر سوچنے لگا کہ نماز جنازہ میں تو کھڑے ہو کر بھی درود کا سلیقہ سکھایا گیا ہے۔ کیا طاہر گیاوی صاحب

جنازے کی نماز میں کھڑے ہو کر درود نہیں پڑھتے؟ غرض کہ اس طرح کی بے تکی باتوں اور بازاری تنقیدوں کو سننے کے بعد مجھے قطعی طور پر یہ یقین ہو چلا تھا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کا حال بھی دوسرے وہابی علماء سے مختلف نہیں ہے۔ اور ایک دن آئے گا جب یہ مولوی خود تو ڈوبے گا اپنے ساتھ ساتھ پوری وہابیت کو بھی ڈبائے گا۔ میرا یہ اندازہ ''مناظرہ ملک پور ہاٹ بہار'' سے پورے طور پر صحیح ثابت ہو گیا۔ کیوں کہ کافی تعداد میں وہاں دیوبندی عوام نے سنی بریلوی ہونے کا اقرار کیا۔

مذہبیات پر گہری نظر رکھنے والوں سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں رہی کہ اہل سنت اور اعلیٰ حضرت کے خلاف لکھی گئی نامور وہابی علماء کی کوئی تصنیف ایسی نہیں جس کا کتابی صورت میں جواب علمائے اہل سنت کی طرف سے نہ دیا گیا ہو۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بھی جہاں کہیں اختلافی موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ سنی علماء کی جانب سے بروقت اس کا سدِّ باب کیا گیا۔ لیکن یہ کام تقریری طور پر ہوتا رہا ہے اس لیے علمائے اہلسنت کی جانب سے کیے گئے مولانا طاہر گیاوی کے تعاقب اور شرعی و علمی گرفت کا باقاعدہ کوئی تحریری ریکارڈ موجود نہیں جسے تحقیقی نظر سے دیکھ کر مسلمانوں کو حق و باطل کا فرق اور مولانا طاہر گیاوی صاحب کی حیثیت کا اندازہ ہو سکے۔ اس بات کا قلق مجھے شدت سے رہا کرتا تھا۔ لیکن اب میں مطمئن ہوں کہ مولانا طاہر گیاوی کی زندگی کا چراغ گل ہونے سے پہلے ہی ''روداد مناظرہ'' اُن کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہوگی۔ جس کے ذریعے وہ اپنی تصویر خود دیکھتے ہوئے یہ احساس کر سکتے ہیں کہ اس مناظرے میں (۱) اس ڈال سے اس ڈال پر کون چھلانگ لگا رہا تھا؟ (۲) کس کے ہوش سلامت تھے؟ (۳) کون بے ربط گفتگو کر رہا تھا؟ (۴) کسے حدود میں رہ کر گفتگو کرنے کا ادب و سلیقہ سکھانے کی ضرورت تھی؟ (۵) مناظرے میں کس کے ہوش ٹھکانے آئے؟ (۶) کس کے منہ میں لگام دینے کی ضرورت تھی؟ (۷) آنکھوں میں کون دُھول جھونک رہا تھا؟ (۸) کون راہِ فرار اختیار کر رہا تھا؟ (۹) کس سے اپنے بانی اور بزرگوں کے کفر کا بوجھ نہیں اُٹھایا جا رہا تھا۔ (۱۰) کون اپنے بزرگوں کو بغیر کفن دیئے ویران جنگل میں چھوڑ بھاگا تھا؟

میں نے اس روداد کی تیاری میں اپنے طور پر پوری کوشش کی ہے کہ غیر جانبداری کے ساتھ مناظرے کے احوال درج کیے جائیں اور فریقین کی تقریروں کے تمام نکات کو شامل کیا جائے۔ تاکہ مناظرہ کمیٹی کی جانب سے ریلیز کی گئی دس کیسٹوں کو مکمل طور پر سننے اور دیکھنے کے بعد قارئین کو تشنگی کا

احساس نہ ہو اور کسی فریق کو شکایت کا موقع نہ مل سکے۔ اتنی احتیاط کے باوجود اگر دیو بندی حلقوں سے اس کے برخلاف جانبداری کی کوئی بات پھیلائی جاتی ہے تو اس کے سد باب کیلئے میں ابھی سے مولانا طاہر گیاوی صاحب کو دعوت دے رہا ہوں کہ وہ خود اپنے قلم سے اس روداد پر اظہار خیال کرتے ہوئے اُسے شائع کریں اور اگر میں نے مناظرے میں کی گئی ان تقریروں کے کسی حصے یا اُن کے ذریعے پیش کی گئی قرآن وحدیث یا دوسری کتابوں کی کسی دلیل یا مثال کو نظر انداز کیا ہو تو اُس کی نشان دہی فرمائیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس مطالبے کو پورا کرنے کی ہمت مولانا طاہر گیاوی صاحب اپنے اندر کبھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔ جس کا احساس قارئین کو بھی اس روداد کے مطالعے کے بعد ہو سکے گا۔

رضا اکیڈمی مالیگاؤں کے صدر محب گرامی جناب ڈاکٹر رئیس احمد رضوی صاحب کی تحریک پر میں نے اس کام کی ابتداء کی اور یہ روداد مناظرہ انہیں کی خصوصی توجہ سے مکمل ہو سکی ہے۔ برادر عزیز رضوی سلیم شہزاد نے مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور میری رہنمائی کی، صدیقی سلیم شہزاد، غلام مصطفےٰ رضوی، محمد ابراہیم رضوی (راجو)، رضوی محمد یوسف محمد ابراہیم، رضوی ملک شہزاد، رضوی مدثر حسین، اشرفی مختار عدیل اور رضوی غلام فرید کا میں شکر گذار ہوں کہ ان احباب نے میری ہر مرحلے پر حوصلہ افزائی کی۔

رضا اکیڈمی مالیگاؤں کے اراکین کی گذارش پر خلیفہ حضور مفتی اعظم، مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ (مفتی اعظم مہاراشٹر) اور مفکر اسلام علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ نے تقریظ لکھ کر اس روداد کی افادیت کو بڑھا دیا ہے۔ جس کے لیے میں اپنے ان بزرگوں کا دل وجان سے شکر گذار ہوں۔

مجاہد اہلسنت الحاج محمد سعید نوری صاحب قبلہ نے رضا اکیڈمی بمبئی سے اس روداد کو شائع کر کے ایک مرتبہ پھر پورے ملک کے مسلمانوں کی توجہ مناظرہ کٹیہار کی جانب مبذول کرا دی۔

اللہ تبارک تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کیلئے اسے اہل سنت وجماعت پر استقامت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

شکیل احمد سبحانی

رکن رضا اکیڈمی

۸۵۳، اسلامپورہ، مالیگاؤں

مولانا طاہر گیاوی کی پہلی تقریر.....

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ دونوں طرف کے ذمہ دار علماء نے جو شرائط وموضوعات طے کئے ہیں، دونوں فریق کو اس کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے گفتگو کرنی ہوگی آپ نے بعض شرائط کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ اس کی پابندی ہوتی رہے۔ اگر میں خود بھی شرائط مناظرہ سے ہٹنے لگوں تو مجھے بھی پابند کیا جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ مناظرہ کی دفعہ نمبر۱۲ میں ہے کہ پہلے اصل مسئلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں گفتگو ہوگی اُس کے بعد پھر شخصیت یا کتاب پر بحث ہوگی۔ دس پندرہ منٹ تک مناظرہ کی شرائط وضوابط پر بحث کرتے ہوئے مولانا طاہر گیاوی صاحب شاید یہ بھول گئے تھے کہ یہ ساری چیزیں پہلے ہی سے طے تمام ہو چکی ہیں اور ایک مناظر کا یہ کام نہیں کہ بلا ضرورت وہ حَکم حضرات اور فریق مخالف کو ہدایات جاری کرے۔ اس موقع پر اس بات کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ایک طرف جہاں طاہر گیاوی صاحب جھوم جھوم کر آداب مناظرہ سکھاتے ہوئے سب کو یہ تلقین کر رہے تھے کہ خبردار! خبردار! شرائط وضوابط کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے وہیں دوسری طرف اپنی اس تقریر میں ہی وہ مناظرے کی اس شرط کا خون کر رہے تھے کہ ہر مناظر کیلئے صرف تیس منٹ کا وقت متعین کیا گیا ہے۔ گیاوی صاحب کی یہ پہلی تقریر تقریباً (چالیس) ۴۰ منٹ چلتی رہی جس میں انہوں نے نہ تو قرآن کی کسی آیت کا حوالہ دیا اور نہ ہی کوئی حدیث وتفسیر ہی عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق سنائی۔ زبانی طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اعلان موصوف نے ان لفظوں میں کیا۔

> ”مناظرے کا پہلا موضوع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں یا نہیں؟ اس موضوع کے سلسلے میں اپنی جماعت کا موقف قرآن اور حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں اور حضور کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے (یعنی قطعی ویقینی، ضروری وبدیہی اور شک و شبہ سے بالاتر) کہ اسے نہ ماننے اور اس کا انکار کرنے کے بعد کوئی شخص مسلمان نہیں رہ

سکتا۔ ہمارا اور ہماری جماعت کا موقف واضح ہے چونکہ میں ایک فریق ہوں اور ایک فریق کا ترجمان ہوں اس لیے اپنا موقف میں خود بیان کروں گا۔ اس موضوع کے سلسلے میں ایک فریق ہونے کی حیثیت سے قرآن وحدیث، امت کے اجماع سے بھی، قیاس کی روشنی میں بھی عقیدہ وہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں۔ آپ کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلسلۂ نبوت کو بند کردیا۔ موقوف کردیا ہے۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہیں متعدد احادیث ہیں۔ اس سلسلے کی حدیث اتنی زیادہ ہے کہ محدثین نے اسے متواتر مانا ہے۔''

اس بیان کے فوراً بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ طاہر گیاوی صاحب کوئی ایسی آیت یا حدیث بیان کرتے جس سے عقیدۂ ختم نبوت پر مہر لگتی۔ لیکن قارئین کو حیرت ہوگی کہ اس جگہ انہوں نے جو حدیث بیان کی اس کی تشریح کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق شبہہ پیدا ہوتا ہے۔ (شبہہ کے معنی: شک کے ہیں جیسا کہ فرہنگ آصفیہ دوم صفحہ نمبر ۱۲۵۶ اور یہ یقین کا نقیض ہے صفحہ نمبر ۱۲۷۲ میں ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا یقینی نہیں ہے معاذ اللہ) توجہ کی بات یہ ہے کہ یہاں ایسی کوئی حدیث کیوں نہیں بیان کردی گئی جس سے عقیدۂ ختم نبوت کو استحکام حاصل ہوجاتا۔ ختم نبوت کا اعلان واظہار کرنے والی بکثرت احادیث کو چھوڑ کر اس حدیث کا انتخاب دیوبندی مناظر نے کیا جس کے سہارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو شکوک وشبہات کے دائرے میں لایا جاسکے۔

طاہر گیاوی صاحب نے تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے جو حدیث بیان کی وہ انہیں کے الفاظ میں یہاں نقل کی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

''حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک نہیں متعدد سندوں کے ساتھ یہ حدیث آئی ہے کہ زمینیں سات ہیں جس طرح آسمانیں (آسمان) سات ہیں اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ہر زمین میں نبی ہے۔ جیسے اس زمین پر میں نبی ہوں جیسے تمہارا نبی اس زمین پر ہے۔ اُسی طرح باقی اور چھ زمینوں میں بھی ایک نبی ہے میری طرح اور چھ زمینوں میں ابراہیم ہیں۔ ایک موسیٰ ہیں، ایک عیسیٰ بھی ہیں جیسے اس زمین پر ایک عیسیٰ آئے۔''

اس کے بعد انہوں نے زور دے کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس حدیث سے حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے متعلق شبہہ پیدا ہوتا ہے۔

جبکہ کوئی بھی ذی ہوش اس حدیث کو پڑھ کر مولانا طاہر گیاوی صاحب کے خیال سے اتفاق نہیں کرسکتا۔ لیکن طاہر گیاوی صاحب ہیں کہ زبردستی کا شک اپنے پیٹ سے پیدا کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے انکار کی فضاء قائم کرنے کی تیاری میں سرگرم ہیں۔ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے اب سے چند منٹ قبل ابھی ابھی فرمایا تھا کہ یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ مانے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا، لیکن یہاں ان کا تیور بدلا ہوا ہے۔ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی زنگ آلود تلوار لے کر وہ جہاد کیلئے نکلے ہوئے ہیں کہتے ہیں۔

''یہ حدیث ہے صحیح حدیث ہے لیکن اس حدیث کے ذریعے یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین پر آئے۔ اللہ نے آپ کو اس زمین پر بھیجا اور اللہ کے حبیب آخری پیغمبر، اب دوسری زمینوں پر اگر محمد نام کے اور پیغمبر ہیں ابراہیم نام کے اور پیغمبر ہیں اور عیسیٰ وموسیٰ نام کے اور پیغمبر تو جب یہ پیغمبر جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں تو یہ آخری نبی کیسے ہوسکتے ہیں۔''

(سوچنے کی بات ہے کہ جس کو یہ شک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوسکتے ہیں؟ تو کیا وہ مسلمان ہوسکتا ہے؟)

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے جو حدیث بیان کی تھی اُسے لفظ بہ لفظ نقل کیا جاچکا ہے۔ قارئین حدیث مذکور کو ایک بار اور پڑھیں اس میں کہیں بھی اس بات کا اشارہ تک موجود نہیں ہے کہ دوسری زمینوں کے نبیوں کا جو ذکر ہے وہ سب یا ان میں سے کچھ کا زمانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا زمانہ ہوگا۔ اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوں گے۔ بلکہ اس حدیث سے تو واضح ہوا ہے کہ دوسری زمینوں پر جن نبیوں کو بھی تشریف لانا تھا وہ سب آچکے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کی پیش کردہ حدیث میں کیا صاف طور پر یہ ذکر موجود نہیں کہ دوسری زمینوں پر بھی محمد ہیں، عیسیٰ ہیں، ابراہیم ہیں، موسیٰ ہیں، جب یہ سب کے سب دوسری زمینوں میں ہیں تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے کا سوال کہاں اُٹھتا ہے؟ اور اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں شبہہ کیسے پیدا ہوجاتا ہے؟

بلکہ اس سے تو یہ بھی ثابت ہوسکتا ہے کہ ہر زمین میں ہر نبی کی نبوت ہے اور ہر نبی کی روحانیت کارفرما ہے۔ ہمارے نبی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس زمین کے ہی نہیں تمام زمینوں کے نبی ہیں اور تمام زمینوں میں جلوہ فرما ہیں اور آپ کی نورانیت و روحانیت اور نبوت تمام زمینوں میں کارفرما ہے۔

بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی دلیل بھی بن سکتی ہے۔ چونکہ دیوبندی علماء حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر کے قائل نہیں اس لیے انہوں نے ہر زمین میں علاحدہ علاحدہ محمد کی ذات کو تجویز کرلیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر آیت و خاتم النبین کا کیا معنیٰ ہوتا؟ ظاہر بات ہے آخری ایک ہی ہوتا ہے سات نہیں ہوتا۔ اور جو سات مانتا ہے وہ آیت کو نہیں مانتا۔ اور اسی نہ ماننے نے قاسم نانوتوی کو تحذیر الناس میں خاتم النبین کا نیا معنیٰ گڑھنے پر مجبور کیا اور جس کی وجہ سے وہ فتوے کی زد میں آئے اور جب وہ فتوے کی زد میں آگئے تو ان کے ہم نوا مفتی حضرات پر برسنے لگے۔ گویا اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ غلطی خود کی۔ قرآن کی آیت کا غلط اور من گھڑت معنیٰ خود بیان کیا۔ اجماع امت کا خیال خود نہ کیا اور جب فتویٰ لگا تو مفتیانِ کرام پر لعن طعن شروع کردی گئی کہ بانی مدرسہ دیوبند کو کافر کہہ دیا۔ جب کہ صحیح بات تو یہ ہے کہ مدرسہ دیوبند کا بانی ہو یا دنیا کی کسی بڑی سے بڑی یونیورسٹی کا بانی ہو، جب کفر بکے گا تو کافر خود ہی ہوجائے گا۔ کسی کے فتویٰ جاری کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ کیوں کہ کوئی فتویٰ لگائے یا نہ لگائے کفر بکنے والا کافر ضرور ہوگا۔

کیا کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے تو اُس کی بیوی اسی وقت نکاح سے نکلے گی جب کوئی مفتی فتویٰ دے گا؟ کوئی فتویٰ دے یا نہ دے بہر حال طلاق کے بعد اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔ معلوم ہوا کہ مولانا قاسم نانوتوی صاحب خود ہی کفر بکنے کی وجہ سے کفر کے دلدل میں پھنسے ہیں۔ خود کو دیوبندی کہنے والے لوگوں کو ذرا ٹھنڈے دل سے یہ بات سمجھنی چاہیے اور اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔ آخرت کا خوف رکھ کر سوچنا چاہیے کہ آخر مرنا ہے۔ حساب و کتاب بھی دینا ہے۔ یہ تمام باتیں تو اسی بنیاد پر تھیں کہ جب حدیث صحیح ہو، لیکن یہاں تو یہ بات قابل غور ہے کہ بہت سے محدثین نے اس حدیث کو موضوع اور ضعیف بھی کہا ہے اور جو حدیث صریح آیت کے خلاف ہو تو وہ صحیح کیسے ہوسکتی ہے؟ کیا سند سے کوئی غلط بات بھی صحیح ہوجاتی ہے؟ اگر موضوع نہ مانا جائے تب بھی اس میں اضطراب ہے۔ اس کو

متشابہ کی قسم سے شمار کیا جائے گا نہ کہ اس کی بنیاد پر کسی صریح آیت کے معنیٰ پر ضرب لگائی جائے گی اور متفقہ عقیدہ حرزل کیا جائے گا۔ اور یہ امر مسلّم ہے کہ متشابہ کے ظاہر معنیٰ پر حکم نہیں لگتا، لہٰذا اس کو حدیث ماننے کی شکل میں بھی ایسی تاویل کرنی ہوگی کہ آیت قرآنی کے اجماعی معنیٰ میں کسی قسم کی تحریف نہ لازم آئے، نہ کہ ایک مشتبہ اور متشابہ المعنیٰ حدیث کو بنیاد بنا کر آیت ہی کو تحریف کا شکار بنادیا جائے، یہ جسارت تو قاسم نانوتوی جیسے لوگ ہی کرسکتے ہیں، کسی صحیح العقیدہ سنی مسلمان سے تو اس کی توقع بالکل بیکار ہے۔

دیوبندی مناظر کی تو یہ ذمہ داری تھی کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے ثبوت میں ایسی ٹھوس دلیلیں دیتے کہ جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کے آنے کا امکان تک باقی نہیں رہتا۔ تفاسیر اور احادیث سے ختم نبوت پر ایسے حوالہ جات پیش کرتے جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبین ہونے کی تصدیق و توثیق ہوتی۔ لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب خوب جانتے تھے کہ اگر ایسی فاش غلطی ان سے سرزد ہوگئی تو پھر بانی مدرسہ دیوبند منکر ختم نبوت مولانا قاسم نانوتوی کو گھسیٹ کر دائرۂ اسلام میں لانے کی ہر کوشش کھلم کھلا طور پر غلط ہوجائے گی۔ یہی وجہ تھی کہ اس مناظرے کی کسی بھی تقریر میں دیوبندی مناظر نے عقیدۂ ختم نبوت کے ثبوت میں مفسرین کرام اور شارحین حدیث کے اقوال پیش کرنے سے خود کو دور رکھا اور ایک ایسی بحث میں اپنا زور صرف کیا جس کے ذریعے اس بات کا امکان باقی رکھا جاسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی نبی پیدا ہوجائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی پہلی جوابی تقریر.....

اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ مناظرے کا موضوع ہے اللہ کے نبی آخری نبی ہیں یا نہیں؟ اور فریقین کو یہی بتانا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اُن کے نزدیک آخری نبی ہیں تو اس کا ثبوت قرآن، حدیث اور تفسیر میں کہاں ہے؟ یہ ثابت کرنے کے بعد پھر یہ حق کسی کو حاصل ہوگا کہ کسی شخصیت یا کتاب پر گفتگو کر سکے آپ نے کہا کہ مناظرہ اختلاف رائے کی صورت میں ہوا کرتا ہے۔ اگر ہم بھی وہی بات کہیں تم بھی وہی بات کہو تو یہ مناظرہ کہاں ہوا؟ ہم بھی کہیں دن ہے، تم بھی کہو دن ہے۔ ہم بھی کہیں رات ہے تم بھی کہو رات ہے تو پھر مناظرہ کیوں ہو؟ فریقین کے اتفاق پر کبھی مناظرہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تو اختلاف رائے کی صورت میں ہوتا ہے۔

دیوبندی مناظر مولانا طاہر گیاوی صاحب کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ فریق مخالف نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے عقیدے کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ مگر قرآن حدیث اور تفسیر کے حوالوں سے انہوں نے اسے نہیں بتایا۔ یہ ان کے ذمہ اب تک باقی ہے۔

جبکہ ہمارے نزدیک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ آخری نبی ہیں، صرف ہمارے نزدیک نہیں ساری دُنیا کے مسلمانوں کے نزدیک یہی عقیدہ ہے۔ خود اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنایا اور قرآن میں فرمادیا۔ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

"محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے"

(کنزالایمان، پارہ ۲۲، سورہ احزاب ۳۳، ۴۰) اس سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ثبوت قرآن کریم کی چار تفسیروں کے حوالے سے آپ نے دیا۔ جس کا صرف اُردو ترجمہ اختصار کے ساتھ یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) تفسیر سراج منیر: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر سارے نبیوں کی نبوت پر مہر لگادی آپ آخری نبی ہیں اب کوئی نبی آنے والا نہیں اس آیت میں نہ کوئی تاویل ہو سکتی ہے نہ کوئی تخصیص۔

(۲) تفسیر صاوی: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں جب اللہ نے فرمادیا تو اب کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا اس لیے کہ کوئی نبی پیدا ہو جائے تو اللہ کی بات جھوٹی ہو جائے گی اور اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے۔

(۳) تفسیر جلالین شریف: اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اگر کوئی کہے کہ ہمارے نبی کے بعد اور نبی ہے یا پیدا ہوگا تو ایسے آدمی کو کافر سمجھا جائے گا۔ اس لیے کہ اس نے قرآن کریم کا انکار کر دیا۔ اسی طرح جو شخص شک کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں یا نہیں؟ وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔

(۴) تفسیر روح البیان: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ قرآن نے فرمادیا کہ اللہ کے نبی آخری پیغمبر ہیں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمادیا کہ میں آخری نبی ہوں۔

قرآن کریم کی درج بالا تفاسیر کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل احادیث کریمہ عقیدۂ ختم نبوت کے ثبوت میں پیش فرمائیں۔

(۱) قصر نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں آخری پیغمبر ہوں۔ (بخاری شریف)

(۲) وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں آخری پیغمبر ہوں۔ (مسلم شریف)

(۳) میں عاقب ہوں، عاقب مجھے کہتے ہیں اور میرے بعد کوئی اور نبی پیدا نہیں ہوگا۔ (مسلم شریف)

(۴) میں وہ آخری ہوں جس کے بعد کوئی اور نبی ہوا ہی نہیں۔

(۵) میں وہ ہوں جس کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔

قرآن و حدیث اور تفسیر کے حوالوں سے عقیدۂ ختم نبوت کو ثابت کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ مناظرے کی شرائط وضوابط کی روشنی میں اب مجھے یہ حق حاصل ہو چکا ہے کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے عقیدہ وموقف کو پیش کر سکوں لیکن اس سے پہلے دیوبندی مناظر مولانا طاہر گیاوی صاحب کے اس مطالبے پر اظہار خیال کروں جو انہوں نے مجھ سے کیا ہے کہ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اقرار کریں گے تو ہمیں اس عقیدے پر اُٹھنے والے شبہات کا جواب دینا ہوگا۔

آپ نے کہا کہ موضوع یہ نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر کسی

حدیث سے کیا شبہہ پیدا ہوتا ہے اور اُس کا کیا جواب ہوگا؟ اس کے لیے مناظرے کی ضرورت نہیں ہوتی اس لیے کہ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا جب قرآن، حدیث اور تفاسیر و اجماع اُمت اور ساری دنیا کے علماء اور مسلمانوں کا مسلّم عقیدہ ہے۔ اب اگر کسی حدیث سے اس عقیدے پر کوئی شک پیدا ہوتا ہے تو یہ علماء کا کام ہے کہ وہ اس کے شک کو دور کریں۔ عوام کو اس بحث میں الجھانے کی ضرورت نہیں۔ عوام کو تو اپنا عقیدہ مضبوط رکھنا چاہیے۔ آپ نے کہا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اس تعلق سے ہم سے جواب طلب کیا ہے۔ حالانکہ اگر اُن کا بھی یہی عقیدہ ہوتا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو ہم سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ خود ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر اُٹھنے والے ہر شک وشبہہ کا جواب دے دیتے۔

آپ نے کہا کہ جس طرح اپنی مشترکہ جائداد چوری ہوتا ہوا دیکھ کر کوئی شخص بھائی کو خبر دینے کی بجائے چور کو پکڑنے کی کوشش کرے گا، اسی طرح اگر علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا تو اس تعلق سے اُٹھنے والے شکوک و شبہات کا جواب ہم سے طلب کرنے کی بجائے وہ خود ہی ڈھونڈھ لیتے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اُن کا عقیدہ اندر سے کچھ اور ہے مگر ہم سب کے سامنے ظاہری طور پر کچھ اور بیان کر رہے ہیں۔

بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کو ختم نبوت کا منکر ثابت کرنے کے لیے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے یہ کہتے ہوئے مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس اپنے ہاتھوں میں اٹھائی کہ میں نے قرآن، حدیث، تفسیر اور اجماع امت سے ثابت کر دکھایا کہ پوری امت کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس عقیدے کے برخلاف مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ

> ”اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمانے میں یا فرض کیجئے اسی زمانے میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔“ (تحذیر الناس، مکتبۂ تھانوی دیوبند صفحہ ۴۰)

بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی صاحب نے

فرمایا کہ مولانا قاسم نانوتوی کہہ رہے ہیں کہ اگر فرض کرلیا جائے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے، ایسا نہیں کہ ہمارے نبی کے بعد وہ نبی آ جائیں جن کی ولادت پہلے ہوئی تھی۔ بلکہ کہا جارہا ہے کہ کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک اب بھی کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اس صورت میں اُن کے عقیدے میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ جبکہ ہمارے اور ساری امت کے عقیدے کے مطابق فرق آ جائے گا۔ عقیدہ صحیح نہیں رہے گا اور جو اس طرح کا عقیدہ رکھے وہ مسلمان نہیں رہے گا۔ اسلام کے دائرے سے باہر ہو جائے گا۔

آپ نے کہا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے خود اپنے بیان میں کہا ہے کہ دوسری زمینوں کے نبی کب ہوں گے؟ حضور سے پہلے یا بعد میں اس کا ذکر حدیث و قرآن میں نہیں ہے۔ لیکن اُس کے باوجود ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ دوسری زمینوں کے انبیاء ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تشریف لا چکے یا نہیں؟ تاکہ اگر ہم یہ کہیں کہ اس کی صراحت کہیں نہیں ہے تو ان کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ جب اللہ و رسول نے دوسری زمینوں کے نبیوں کے زمانے کا تعین نہیں کیا۔ تو بریلی کے علماء کو یہ حق کیسے پہنچ سکتا ہے کہ وہ کہیں کہ دوسری زمینوں کے انبیاء ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آ چکے؟ ہم سے اس سوال کا منشا بس یہی ہے کہ وہ کسی بھی طرح سے کھینچ تان کر اس بات کی راہ کہیں سے نکال سکیں کہ دوسری زمینوں میں جو پیغمبر ہیں ان میں کچھ کی آمد ابھی باقی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی بھی تشریف لا سکتے ہیں، اسی طرح مولانا طاہر گیاوی صاحب کی اس بحث سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک دوسری زمینوں کے نبیوں کا زمانہ متعین نہیں ہے۔ یہ انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ہو سکتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بلکہ آج بھی اُن کی تشریف آوری ہو سکتی ہے۔ اس سے ان کا عقیدہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کے نزدیک آج بھی کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور اس صورت میں ان کے عقیدے میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ایسا ہی ہے جیسے قادیانیوں کا عقیدہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ علمائے دیوبند نے کہا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور قادیانیوں نے کہا کہ پیدا ہو سکتا ہے کیوں رہے؟ پیدا ہو ہی جائے۔ مفتی صاحب نے

دیوبندی مسلک کو قادیانی مذہب کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو یہ کفری عقیدہ علمائے دیوبند کی ہی کتابوں سے ملا ہے۔ اور اسی بنیاد پر قادیانی ختم نبوت کے منکر ہو گئے۔ جس کی وجہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں نے انہیں غیر مسلم اور کافر قرار دیا۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے دعویٰ کیا کہ یہ صرف زبانی الزام نہیں ہے بلکہ وقت آنے پر میں بتاؤں گا کہ قادیانیوں نے خود اس کا اقرار کیا ہے کہ ہمیں تو سارے جہان میں کافر کہا جاتا ہے لیکن علمائے دیوبند کو کیوں مسلمان سمجھا جاتا ہے، جنھوں نے ہم سے پہلے ہمارے عقیدے کی تائید اپنی کتابوں میں فرمائی ہے۔

اپنی پہلی تقریر کے اختتام پر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ امت میں سب سے پہلے اس عقیدے کی بنیاد بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے رکھی کہ اگر بالفرض ہمارے نبی کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تب بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ جبکہ ہمارے نبی، صحابہ، تابعین، ائمہ، محدثین، مفسرین اور سارے بزرگانِ دین کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، اگر اسے شرعاً ممکن مان لیا جائے تو اللہ کی کتاب کو جھوٹا قرار دینا ہوگا۔ جبکہ اللہ کی کتاب جھوٹی نہیں اللہ پاک جھوٹا نہیں۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب اس مناظرے کے اسٹیج پر پوری دنیا کے دیوبندی مکتب فکر کے علماء اور عوام کے ترجمان کی حیثیت سے براجمان تھے۔ دیوبندیوں کو اُن سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں کہ یہ اتنے بڑے عالم ہیں کہ دیوبندی بزرگوں پر ہونے والے ہر اعتراض کا جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ آج بھی ملک بھر میں لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ لیکن مناظرہ ملک پور ہاٹ بہار نے دیوبندیوں کے اس طرّم خاں کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ جس پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے کے مصداق دو دنوں تک ڈائیلاگ بازی کرتے ہوئے مولانا طاہر گیاوی صاحب نے صرف بڑی بڑی ہانکنے کا کام کیا کہ میں ایسا کر دوں گا اور ویسا کر دوں گا۔ اب پتہ چلے گا اور تب پتہ چلے گا، لیکن مناظرے کا تین دن ختم ہونے سے پہلے ہی مناظرہ کمیٹی کو بغیر کوئی اطلاع دیئے بھاگ نکلے اور ان کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی اس تقریر میں دیوبندی مسلک کو قادیانی مذہب کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے صرف زبانی طور پر یہ دعویٰ کیا تھا کہ وقت آنے پر میں اس کا ثبوت پیش کروں گا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس سنگین الزام پر دیوبندی مناظر طاہر گیاوی صاحب اپنی جوابی تقریر میں ثبوت کا

مطالبہ کرتے یا اس بھیانک الزام سے براءت کا اظہار کرتے۔ لیکن تعجب ہے کہ جوابی تقریر کو چھوڑیے۔ دو دنوں تک اس مناظرے میں ہونے والی اپنی بقیہ سات تقریروں میں بھی کہیں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے اس خطرناک الزام پر ایک لفظ کہنے کی ہمت و جرأت مولانا طاہر گیاوی صاحب کو نہیں ہو سکی۔ حالانکہ اس الزام کا پورے طور پر تعلق مناظرے کے عنوان سے تھا۔ لیکن لاچار و مجبور دیوبندی مناظر خوب جانتے تھے کہ اس بحث کو دبی رہنے دو۔ ورنہ اگر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب قادیانیوں کی کتابوں سے بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کے اس کفری عقیدے کی تائید اور تقلید کا ثبوت پیش کریں گے تو سر چھپانے کو کہیں جگہ نہیں مل سکے گی۔

میں تو کہتا ہوں کہ ابھی بھی علمائے دیوبند کو جائے پناہ کہیں نصیب نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ ہماری قوم کی بے حسی و عدم توجہی ہے کہ ضروریات دین کا انکار اور نبیوں کی توہین کرنے کے بعد بھی انہیں معاف رکھا جاتا ہے۔ جبکہ مسلمان یہ نہیں سوچتے کہ روز حشر اسلام کے ان بدترین مجرموں کی پردہ پوشی کو وہ کس طرح صحیح ٹھہرا سکیں گے۔

بہر حال ذکر ہو رہا تھا کہ مفتی صاحب نے دارالعلوم دیوبند کو قادیانیت کا سرچشمہ قرار دیا اور مولانا طاہر گیاوی نے خاموش رہنے میں ہی خیریت جانی۔ اگر وہ اس الزام سے انکار کرتے تو مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اعلان کے مطابق دیوبند اور قادیان کے دیرینہ مذہبی مراسم کو طشت از بام کرتے۔ لیکن اس موضوع پر مولانا طاہر گیاوی صاحب کی مجرمانہ خاموشی نے بات آگے ہی نہیں بڑھنے دی۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قارئین کے لیے قادیانیوں کے دو حوالے یہاں پیش کر دوں تاکہ بات تشنہ نہ رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کا دعویٰ کرنے والے اور قادیانیوں کو اسلام سے پورے طور پر خارج جاننے اور ماننے والے مسلمان دیکھیں کہ قادیانیوں نے اپنی کتابوں میں کس شان سے بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کو اپنا پیشوا تسلیم کیا ہے۔

ایک قادیانی مصنف نے لکھا ہے کہ

"تمام مسلم فرقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کیوں کہ قرآن مجید کی نص، وَلٰـكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں آپ کو

خاتم النبین قرار دیا گیا ہے۔ نیز اس امر پر بھی تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے لفظ خاتم النبین بطور مدح وفضیلت ذکر ہوا ہے۔ اب سوال ضرور یہ ہے کہ لفظ خاتم النبین کے کیا معنیٰ ہیں؟ یقیناً اس کے معنیٰ ایسے ہی ہونے چاہئیں کہ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور مدح ثابت ہو۔ اسی بناء پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے عوام کے معنوں کو نادرست قرار دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔''

(رسالہ۔ خاتم النبین کے بہترین معنیٰ، شائع کردہ قادیان)

دوسرے قادیانی مصنف نے لکھا ہے کہ

''جماعتِ احمدیہ خاتم النبین کے معنیٰ کی تشریح میں اسی مسلک پر قائم ہے جو ہم نے سطور بالا میں جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے حوالہ جات سے ذکر کیا ہے۔'' (افادات قاسمیہ)

مناظرے کی روداد آپ پڑھ جایئے، مناظرے کی پوری وی سی ڈی دیکھ لیجئے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے بار بار کے مطالبے کے باوجود دیوبندی مناظر مولانا طاہر گیاوی صاحب قرآن کی تفسیروں اور حدیث کی کتابوں سے کہیں بھی یہ ثبوت پیش نہیں کر سکے ہیں کہ بانی مدرسہ دیوبند کے اس کفری عقیدے کی تائید کہیں موجود ہے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ مولانا قاسم نانوتوی سے پہلے پوری امت میں اگر کسی عالم نے خاتم النبین کی ایسی تشریح کی ہو جو بانی مدرسہ دیوبند نے کی ہے تو اُسے پیش کیا جائے لیکن آپ دیکھیں گے کہ اس کے باوجود مولانا طاہر گیاوی صاحب کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ پوری امت میں صرف قادیانی فرقہ ہی ایسا ہے کہ جس نے غلام احمد قادیانی کو نبی بنانے کی خاطر مولانا قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے اس کفری عقیدے کی تائید وتقلید کی ہے اس کا ثبوت پیش کر دیے جانے کے بعد بھی کیا اب مسلمانوں سے یہ کہنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے ضروریات دین کا انکار کر کے دائرہ اسلام سے خود کو خارج کر لیا ہے۔ اور علمائے دیوبند یہ سب دیکھنے اور جاننے کے باوجود بانی مدرسہ دیوبند کی تائید وحمایت اور اس کفری عقیدے کی تبلیغ و اشاعت میں جٹے ہوئے ہیں اس لیے ایمان وعقیدے کی سلامتی ان سے دور رہنے میں ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی دوسری تقریر.....

اپنی اس تقریر کی ابتداء کرتے ہوئے مولانا طاہر گیاوی صاحب نے فریق مخالف پر مناظرے کے شرائط وضوابط سے ہٹ کر گفتگو کرنے کا الزام عائد کیا اور دفعہ نمبر ۱۲ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس میں یہ بات درج ہے کہ پہلے اصل مسئلہ پر قرآن وحدیث سے گفتگو ہوگی۔ اس کے بعد کسی شخصیت یا کتاب پر بحث ہوگی۔ لیکن فریق مخالف نے اس کی خلاف ورزی اپنی پہلی ہی تقریر میں کر ڈالی۔ اور بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کو بحث میں شامل کر دیا۔ موصوف نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے متعلق یہ بھی کہا کہ ان کے پاس حدیث وقرآن سے اب کوئی میٹریل باقی نہیں رہا۔ اس وجہ سے تحذیر الناس اور مولانا قاسم نانوتوی پر بحث شروع کر دی۔ آپ نے مطالبہ بھی کیا کہ اُن کی گفتگو حدیث وقرآن سے مکمل ہو چکی ہو تو وہ اس کا اعلان کر دیں۔ مناظرہ کمیٹی کی طرف سے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے کہا گیا کہ وہ مولانا طاہر گیاوی کے اس مطالبے کا جواب واضح فرمائیں۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اس موقع پر اپنا موقف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دفعہ نمبر ۱۲ میں لکھا ہوا ہے کہ پہلے قرآن وحدیث سے اصل مسئلہ پر گفتگو ہوگی پھر اس کے بعد کسی شخصیت یا کتاب پر بحث ہوگی۔ میری پوری تقریر اس ضابطے کے عین مطابق رہی ہے۔ پہلے میں نے قرآن حدیث اور تفاسیر کی روشنی میں تفصیلی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو بیان کیا اور پھر اس کے بعد یہ بتایا کہ طاہر گیاوی صاحب یہاں کھڑے ہو کر علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ بیان کر رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مگر ان کی جماعت کے بانی مدرسہ مولانا قاسم نانوتوی نے اس کے بالکل خلاف عقیدہ اپنی کتاب تحذیر الناس میں پیش کیا ہے۔ اس لیے دیوبندی مناظر ہمارے الزامات واعتراضات کا جواب دیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر موضوع سے ہٹ کر میں نے یہاں علم غیب یا میلاد وقیام پر بحث کی ہوتی تو پھر کہا جا سکتا تھا کہ میں نے غیر متعلق باتوں کو اپنی گفتگو میں شامل کیا۔ لیکن میں نے تحذیر الناس سے ختم نبوت کے انکار پر جو ثبوت پیش کیا ہے اس کا پورے طور پر تعلق موضوع مناظرہ سے ہے۔

مولانا طاہر گیاوی کے اس الزام کا جواب دیتے ہوئے کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے پاس

حدیث وقرآن سے کہنے کے لیے اب کوئی بات نہیں بچی ہے اوران کا دامن خالی ہو چکا ہے۔ آپ نے کہا کہ مان لیا جائے کہ نماز کی فرضیت پر ایک سو پچاس (۱۵۰) حدیثیں آئی ہیں۔ ہم نے دس حدیثوں سے اس کا ثبوت دے دیا کہ نماز فرض ہے۔ مخالف فریق نے بھی اسے مان لیا کہ نماز فرض ہے تو پھر مزید حدیثوں کے ذکر کی ضرورت کہاں باقی رہ جاتی ہے؟ آپ نے کہا کہ بحث تو مکمل ہوگئی۔ رہی بات دلائل کی تو صرف ایک موضوع پر پچاس دنوں تک گفتگو کی جاسکتی ہے۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی اس معقول وضاحت سے مولانا طاہر گیاوی صاحب کو اطمینان حاصل نہیں ہوا اور وہ اپنی تقریر میں بار بار فریق مخالف پر ضابطہ شکنی کا الزام عائد کرتے رہے جو ان کی بوکھلاہٹ کی کھلی دلیل تھی۔

قارئین کی نظر سے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی پہلی تقریر گذر چکی ہے جس میں آپ نے تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے طاہر گیاوی کے ذریعے پیش کی گئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس والی حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ علمائے دیوبند اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے تو خود ہی اس حدیث اور عقیدۂ ختم نبوت پر اٹھنے والے شبہات کا جواب دے دیتے۔ اس کے علاوہ بھی مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اس حدیث پر بحث کی تھی۔ لیکن تعجب ہے کہ مولانا گیاوی صاحب نے مفتی مطیع الرحمٰن کے سر یہ الزام رکھ دیا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس والی حدیث کا اور میرے سوال کا کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ دیوبندی مناظر مولانا طاہر گیاوی صاحب کی اس ''ایمانداری'' اور ''حق گوئی'' کو کس نام سے یاد کیا جائے یہ ہم اپنے قارئین اور مناظرے کے مشاہدین وحاضرین کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔

اپنی اس تقریر میں بانی مدرسہ دیوبند پر انکار ختم نبوت کے متعلق لگائے گئے سنگین الزامات کا جواب دینا مولانا طاہر گیاوی صاحب کا فرض تھا۔ لیکن مناظرہ کے لیے متعین کیے گئے تیس منٹ کی حد کو پار کر لینے کے باوجود انہوں نے فریق مخالف کے کسی بھی الزام اور اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا۔ غیر متعلق باتوں میں مشغول ہو کر وہ اپنا اور ہزاروں مسلمانوں کا وقت برباد کرتے رہے۔ اپنی تقریر میں دیوبندی مناظر نے زبانی طور پر جو کھوکھلے دعوے کیے اور مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پر بازاری انداز میں جو تنقید کی ہے اس کے چند جملے یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔ قارئین اس کا مطالعہ فرمائیں اور دیکھیں کہ جو

خود آداب مناظرہ کی ابجد سے واقفیت نہیں رکھتا وہ کس شان سے اپنے مخالف مناظر اور مناظرہ کمیٹی کو ہدایات جاری کر رہا ہے۔

(۱) شخصیات اور کتابوں کے میدان میں جب میں قدم رکھوں گا تو مولانا مطیع الرحمٰن صاحب کو سمجھ میں آئیگا کہ آج ہم کہاں کھڑے ہیں اور کس سے گفتگو کر رہے ہیں۔

(۲) ایک پرندے کی طرح اس ڈال سے اچھل کر اس ڈال پر اور اس ڈال سے کود کر اس ڈال پر چلنے کے سوا آپ کے پاس کوئی راستہ نہ ہوگا۔

(۳) میں آپ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہوش میں رہیں۔

(۴) بے ربط گفتگو کرنے کی کوشش نہ کریں میں طاہر حسین بول رہا ہوں۔

(۵) کیوں کہ اندر سے آپ سرینڈر تھے قوت نہیں تھی آپ کے اندر۔

(۶) انہیں قواعد اور اصول سکھائیں حدود میں رہ کر گفتگو کرنے کے آداب سکھائیں۔

(۷) اس کھلی ہوئی جاہلانہ کارروائی کے باوجود ان کے صدر محترم اتنے بھی واقف نہیں کے اپنے مناظر کو متوجہ کرتے اور ان کے منہ میں لگام دیتے۔

(۸) اور اگر ان کو مناظرے کا کوئی قاعدہ قانون معلوم نہیں تو ان کے صدر کو چاہئے کہ وہ مناظر صاحب کو مناظرے کے قواعد سکھادیں۔

(۹) اور ان کو ڈھول جھونکنے سے روکتے۔

(۱۰) میں پھر کہتا ہوں کہ اندر کچھ اور ہے ورنہ پردہ اٹھادوں گا ہوش ٹھکانے آجائیں گے کہ اندر کیسی کیسی غلاظتیں بھری ہوئی ہیں۔

(۱۱) جب شخصیات اور کتابوں پر آؤں گا، اس وقت آپ کو اپنی اوقات بتادوں گا۔

(۱۲) یہ مناظرہ ہے اور میں طاہر حسین بول رہا ہوں، یاد رکھے گا۔

(۱۳) یہ بچوں کا کھلونا نہیں ہے، یہ تقریر کا میدان نہیں ہے۔

(۱۴) اُلوؤں کی طرح اس ڈالی سے اُس ڈالی پر کودنے سے مناظرہ نہیں ہوتا۔

(۱۵) مفتی مطیع الرحمٰن صاحب محسوس کریں گے کہ آج کہاں آگئے ہیں۔

(۱۶) آپ کو ان کی حیثیت معلوم ہو جائے گی۔

(۱۷) یہ پگڑیوں، جبّوں اور دستار سے رعب جمانے والا مجمع نہیں ہے۔

(۱۸) اپنی اپنی اوقات ہر ایک کو معلوم ہونے کا وقت ہے۔

(۱۹) مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کو آداب مناظرہ سکھائیں اور ادب میں رہنے کی تلقین فرمائیں۔

(۲۰) مجھے افسوس ہے کہ مفتی صاحب ایک ڈال کو چھوڑ کر دوسری ڈال پر کودنے لگے۔

(۲۱) آج آپ کو اپنی اوقات محسوس ہو جائے گی کہ کیا ہیں علمائے دیوبند اور طاہر حسین کیا ہے۔

(۲۲) جب آپ کا علم اتنا کمزور ہے مشاہدہ اتنا محدود ہے تو میدان مناظرہ میں کیوں آئے ہیں؟

(۲۳) آپ کو ہوش و حواس درست کر لینا چاہیے۔

(۲۴) میں کہاں جا رہا ہوں اور کس کے سامنے کھڑے ہونے جا رہا ہوں۔

(۲۵) مناظرہ کمیٹی کی یہ کمزوری ہے کہ وہ علمی گفتگو کی نزاکتوں کو نہیں سمجھتی۔

(۲۶) مناظرہ کمیٹی، مناظرے کے داؤ پیچ سے واقف نہیں ہے وہ مناظر کی کمزوریوں کو محسوس نہیں کر سکتی ہے

دیوبندی مناظر مولانا طاہر گیاوی صاحب کی تقریر کے ان جملوں کو یہاں درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سنجیدہ و باشعور مسلمان یہ جان سکیں کہ علمائے دیوبند سے جب ان کی بدعقیدگیوں اور گستاخیوں پر جواب طلب کیا جاتا ہے تو وہ اس کا جواب دینے کی بجائے کس طرح دشنام طرازی اور دھونس جمانے پر اتر آتے ہیں۔ قارئین سے گذارش کروں گا کہ وہ اسے اچھی طرح ذہن نشین رکھیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ خود مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بحیثیت مناظر اپنی ذمہ داری کو کہاں تک پورا کیا ہے؟

جو مطالبات اور اعتراضات مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی جانب سے کیے گئے انہیں پورا کرنے کی دیوبندی مناظر نے کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ جو پوچھا گیا اس کا جواب ہی نہیں دیا گیا اور جو نہیں پوچھا گیا زبردستی اسے بیان کرنے کی عقلمندی دکھائی جاتی رہی۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کو بے سبب سخت سست سنا لینے کے بعد مولانا طاہر حسین گیاوی صاحب کو جب ہوش آیا کہ وہ دیوبند کے کسی جشن میں نہیں بلکہ مناظرے میں بول رہے ہیں تو موصوف نے ایک کتاب اٹھائی اور خاتم النبیین کو کس طرح پڑھا جائے گا اس پر بحث شروع کرتے ہوئے کہا کہ خاتم کو زیر لگا کر بھی پڑھا جا سکتا ہے، زبر لگا کر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کا معنی یہی نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں بلکہ اس کا معنی یہ بھی ہے کہ سارے نبیوں کا کمال اسی ذات کے صدقے میں ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے بیان کیے گئے اس دوسرے معنی سے کسے انکار ہے؟ بحث تو اس پہلے معنی میں چل رہی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی

بے ہوشی کی نہ جانے کون سی دوا پی کر یہ صاحب ملک پور پہنچے تھے کہ انہیں یہ یاد ہی نہیں رہا کہ بحیثیت مناظر کہے جانے والے اُن کے ایک ایک جملے اور ایک ایک بات کی گرفت یہاں ہوتی ہے۔ لیکن اس کی کوئی فکر اور پرواہ کیے بغیر انہوں نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اور سنی مسلمانوں پر جو الزام عائد کیا۔ اُسے انہیں کے الفاظ میں پوری توجہ کے ساتھ قارئین سنیں اور پڑھیں، کہتے ہیں۔

"ان کا عقیدہ یہ ہے کہ (یعنی مفتی مطیع الرحمٰن اور سنی مسلمانوں کا عقیدہ) کہ حضور اصل نبی نہیں ہیں، سارے نبیوں کے نبی نہیں ہیں، حضور کی شان تو صرف اس لیے بڑھی ہے کہ سب کے بعد وہ آئے ہیں۔ اگر سب کے پہلے آجاتے تو بعد میں آنے کی صفت نہیں ہوتی۔ لہٰذا شان کم ہو جاتی، سارے نبیوں کے بیچ میں آجاتے تو اُن کی شان گھٹ جاتی۔"

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنے اس بہتان کے ثبوت میں نہ تو کوئی دلیل دی اور نہ ہی کسی سنی عالم دین کی کسی کتاب کا کوئی حوالہ دیا۔ اگر کسی صاحب کو اعتبار نہ آئے تو مناظرہ گاہ کے حاضرین سے دریافت کر کے یا کیسٹ سن کر اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ اور یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ علمائے دیوبند کتنے غیر ذمہ دار واقع ہوئے ہیں کہ مناظروں میں بھی کھلا ہوا جھوٹ کہنے سے ذرہ برابر جھجک اور شرم محسوس نہیں کرتے۔ کل تک لوگ سنا کرتے تھے کہ ماضی کے مناظروں میں اپنی بدعقیدگیوں اور گستاخیوں کی پردہ پوشی کیلئے بحث کو اصل موضوع سے دور لے جانے کے لیے علمائے دیوبند کیسی کیسی چالیں چلا کرتے تھے۔ کیسے کیسے بے بنیاد و من گھڑت الزامات اہلسنت و جماعت اور سنی علمائے دین پر عائد کیا کرتے تھے۔ لیکن ویڈیو گراف کیے گئے اس مناظرے کے ذریعے ہر طرف لوگ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

غیر متعلق باتوں میں اپنا وقت ضائع کر دینے کے بعد اپنی تقریر کے آخر میں مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے جو بات فرض کر کے کہی ہے، فریق مخالف اسے واقعی مان رہا ہے، جب کہ واقعی چیز یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی دوسری تقریر.....

مفتی صاحب نے اپنی تقریر کی ابتداء کرتے ہوئے اس بات پر احتجاج کیا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب غیر ضروری طور پر بار بار مجھ پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں کہ میں نے موضوع اور شرائط مناظرہ سے ہٹ کر گفتگو کی ہے جبکہ میری پوری تقریر مناظرے کے لیے طے شدہ شرائط وضوابط کے دائرے ہی میں رہی ہے۔ جسے آپ حضرات نے دیکھا اور سنا کہ پہلے میں نے قرآن سے پھر حدیث سے اس کے بعد قرآن کی تفسیروں سے اصل مسئلہ کا ثبوت دیا اور پھر اس کے بعد بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی شرعی گرفت کی۔ دفعہ نمبر ۱۲ میں بھی یہی ہے کہ پہلے قرآن وحدیث سے اصل مسئلہ پر گفتگو ہوگی اور پھر اس کے بعد شخصیات اور کتابوں پر بحث ہوگی۔

> مناظرے کی دفعہ نمبر گیارہ کا حوالہ دیتے ہوئے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ
>
> اس میں یہ بات درج ہے کہ مناظر کو اپنی گفتگو میں عالمانہ سنجیدگی اور فریق مخالف کے وقار کا پورا پورا لحاظ رکھنا ہوگا۔ لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ نے کچھ پڑھا لکھا ہوتا.........اسی طرح یہ کہ، میں جاہلانہ کارروائی کر رہا ہوں.........اور یہ کہ نہیں تو پردہ پھاڑ دوں گا تو کیا یہ عالمانہ اور سنجیدہ گفتگو ہے؟ یہ تو بھٹیاروں کی زبان بولی جارہی ہے۔ میں نے اس جانب کمیٹی کے اراکین کو اشارہ کردیا کہ آپ حضرات نے شرائط وضوابط کا تعین کیا ہے اور آپ کے سامنے جب مجھے اس طرح سے گالیاں دی جارہی ہے تو آپ کی ذمہ داری کیا ہونا چاہیے؟

اس کے بعد مولانا طاہر گیاوی صاحب کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ میں نے ثابت کردیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بھی جب یہی دعویٰ کیا تو پھر میں نے کہا کہ یہ صاحب تو یہاں علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ بیان کر رہے ہیں جب کہ دوسری طرف ان کے بزرگ اور پیشوا مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں اس کے خلاف عقیدہ لکھ کر رکھ دیا ہے۔ اسلئے یہی کہا جائے گا کہ ان کا عقیدہ اندر سے کچھ اور ہے باہر سے کچھ اور ہے۔ آپ نے کہا کہ میں نے علمائے دیوبند کے تعلق سے یہ بات ثبوت اور حوالوں کی بنیاد پر کہی تھی۔

لیکن اس کا جواب دینے کی بجائے مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی دوسری تقریر میں یہ الزام اہل سنت کے سر رکھ دیا کہ ہمارا بھی عقیدہ اندر سے کچھ اور ہے اور باہر سے کچھ اور ہے۔

آپ نے مولانا طاہر گیاوی صاحب سے یہ مطالبہ کیا کہ جس طرح میں نے آپ کے بزرگوں کا عقیدہ آپ کی کتاب سے دکھادیا ہے ویسے ہی آپ بھی ہمارے بزرگوں کا عقیدہ بھی ہماری کتابوں میں کچھ اور لکھا ہوا ہو تو اُسے کھول کر ہمیں دکھادیں۔ اس مطالبے کے بعد آپ نے کہا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے ابھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے اپنی تقریر میں بتایا کہ خاتم النبیین کے کئی معنیٰ ہیں لیکن یہاں گفتگو اس میں نہیں ہے کہ اس لفظ کے دو معنیٰ ہوں کہ چار ہوں کہ دس ہوں۔ موضوع یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں یا نہیں؟ میں نے دکھایا کہ دیوبندی مناظر طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے ہم سب کے سامنے کیے گئے دعویٰ کے برخلاف بانی مدرسہ دیوبند نے لکھا ہے کہ

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر الناس، ناشر مکتبہ تھانوی دیوبند)

میں نے بتایا کہ بانی مدرسہ دیوبند نے دوسری جگہ اس کتاب میں لکھا ہے کہ

"اسی طرح اگر فرض کیجئے کہ آپ کے زمانے میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو۔"

(تحذیر الناس، مکتبہ تھانوی دیوبند)

میں نے دکھایا کہ اس کتاب میں لکھا ہے کہ

"بالفرض اگر آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو تب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۲۰، مکتبہ تھانوی، دیوبند)

اس جگہ مفتی صاحب نے خاص طور پر اس بات کی نشان دہی بھی کردی کہ مولانا طاہر گیاوی نے تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس کی جو حدیث بیان کی تھی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے گیاوی صاحب بہت زور دے دے کر بیان کر رہے تھے کہ میں اس زمین کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ دوسری چھ زمینوں کی بات کر رہا ہوں جب کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کو یہ بھی خبر نہیں کہ بانی مدرسہ دیوبند نے اس زمین پر بھی نبی آجانے کو فرض کیا ہے جس کا ثبوت میں نے تحذیر الناس سے دے دیا کہ

''اسی طرح اگر فرض کیجئے کہ آپ کے زمانے میں بھی اس زمین میں یا آسمانوں میں نبی ہو تو.......

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے اگر مگر کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا جو انکار کیا ہے وہ کسی بھی طرح ایک صاحبِ ایمان مسلمان کے لیے قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ آپ نے کہا اگر بالفرض دو خدا ہو جائیں تو کیا خدا کی خدائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا؟ اگر بالفرض چار خدا ہو جائیں تو کیا خدا کی یکتائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا؟ اس موقع پر آپ نے مولانا طاہر گیاوی صاحب سے مطالبہ کیا کہ وہ قرآن کریم اور احادیث تفسیر کے ذریعے بتائیں کہ بانی مدرسہ دیوبند نے فرض کر کے جو کچھ کہا ہے اُسے کیوں کر صحیح اور درست مانا جاسکتا ہے؟ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے سوال کیا کہ جب پوری امت میں کسی نے یہ فرض نہیں کیا تو پھر یہ فرض کرنے کی کون سی ضرورت بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کو پیش آ گئی تھی جو انہوں نے لکھ دیا کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی اس عبارت کی روشنی میں علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ بنتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ اور جو ایسا خراب عقیدہ رکھے قرآن، حدیث، اجماع امت اور پوری امت کے نزدیک وہ مسلمان نہیں ہے۔ بزرگانِ دین نے بھی یہی لکھا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ جو اسے شرعاً ممکن جانے وہ مسلمان نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے آپ نے بتایا کہ ''جو یہ نہ جانے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں وہ مسلمان نہیں ہے۔'' حدیث بیان کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرما دیا کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ لیکن بانی مدرسہ دیوبند نے اس کے برخلاف عقیدہ اپنی کتاب میں لکھا۔ چھاپا اور اس کفری عقیدے کو علمائے دیوبند صحیح مان رہے ہیں۔'' آپ نے کہا کہ ''دنیا جانتی ہے کہ زبان سے کچھ کہہ کر انکار کیا جاسکتا ہے لیکن جو کتاب میں لکھا ہوا ہے اُسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔'' آپ نے کہا کہ ''بانی مدرسہ دیوبند نے جو کچھ اپنی کتاب میں لکھا ہے وہ ایسا ہی ہے جو میں نے ابھی بیان کیا کہ

''بالفرض اگر دو خدا ہو جائیں تو اُس کی ربوبیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'' ہمارے

نزدیک جو یہ کہے کہ ''اگر بالفرض دو خدا ہو جائیں تو خدا کی خدائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'' وہ بھی مسلمان نہیں اور جو یہ کہے کہ ''بالفرض اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آ جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'' وہ بھی کافر ہے۔ آپ نے کہا کہ ''بالفرض کا سہارا لے کر یہ کہنا کہ اس سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ یہ صرف دھوکہ دینا ہے۔ اگر ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو اس صورت میں یقیناً فرق آ جائے گا۔ ہمارے نبی آخری نبی نہیں رہیں گے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو پیدا ہوگا وہ آخری ہو جائیگا۔''

بانی مدرسہ دیوبند کی ایک اور کفری عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ تحذیر الناس میں ہی مولانا قاسم نانوتوی نے ایک ایسی عبارت بھی لکھی ہے۔ جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ پوری امت کے علماء، صلحاء، محدثین و مفسرین اور ائمہ دین کی توہین ہوتی ہے۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے تحذیر الناس کی جو عبارت بطور حوالہ پیش کی وہ یہ ہے۔

''سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔'' (تحذیر الناس صفحہ ۴، مکتبہ تھانوی دیوبند)

بانی مدرسہ دیوبند کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ''خاتم النبیین کا معنیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ صحابہ نے بھی یہ بتایا۔ تابعین و محدثین و مفسرین اور سارے بزرگانِ دین نے بھی یہ بتایا۔ ساری امت نے یہ سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن بانی مدرسہ دیوبند اس معنیٰ کو عوام کا خیال بتا رہے ہیں۔ نا سمجھ اور کم سمجھ لوگوں کی بات کہہ رہے ہیں۔ جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ پوری امت کے علماء و صلحاء کی کھلی ہوئی توہین ہو رہی ہے۔'' آپ نے کہا ''بانی مدرسہ دیوبند نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال بتا کر سارے بزرگانِ دین علمائے دین و محدثین، مفسرین و صحابہ یہاں تک کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عوام اور نا سمجھ لوگوں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی گستاخی اور توہین ہے۔''

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ ”اہل فہم یعنی دانشوروں اور سمجھداروں کے مقابل عوام کا استعمال بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اہل فہم (سمجھداروں) کی فہرست میں وہ لوگ شامل نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ اب جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری نبی مانے وہ اہل فہم نہیں ہوگا تو ضرور اُس کا شمار ناسمجھ لوگوں میں ہوگا۔ اس لیے ماننا ہوگا کہ بانی مدرسہ دیوبند نے سارے علماء و صلحاء صحابہ و تابعین یہاں تک کہ خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عوام اور ناسمجھ لوگوں کی صف میں لاکر کھڑا کر دیا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے سارے علماء و صلحاء کی بھی توہین و گستاخی ہے جس کے لیے بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کو کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا۔“

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ ”اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ بڑی فضیلت کی بات ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے نبی آئے سب کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کی نبوت کا زمانہ بھی ختم ہوگیا۔ اس اعتبار سے کہ ان کے احکام نافذ نہیں ہوئے۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آئے تو پھر قیامت تک انہیں کا سکہ چلتا رہے گا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام جاری رہیں گے۔ یہ بہت بڑی فضیلت کی بات ہے۔ لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فضیلت سے بھی انکار کر دیا ہے۔“

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ”دیوبندی علماء کے سرخیل و پیشوا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں ختم نبوت کے متعلق کفری اور غیر اسلامی عقیدے کو بیان کیا ہے۔ اس لیے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کی اس کتاب کو اور ان کے کفری عقیدے کو تسلیم کرتے ہیں اس لیے ان کا بھی وہی حکم ہے۔ اور جو اس کتاب کو دیکھ کر سمجھ کر اس پر یقین و ایمان رکھتا ہے اور اس کتاب کی عبارتوں کو صحیح جانتا ہے وہ سب کے سب ختم نبوت کے منکر ہیں۔“ اس مقام پر آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ ”شریعت کا یہ حکم علمائے دیوبند کیلئے ہے اور میری مخاطبت انہیں سے ہے۔ جبکہ عوام اس سے مستثنیٰ ہیں وہ اپنے آپ کو عرفی طور پر چاہے دیوبندی

کہیں، چاہے بریلوی کہیں یہ شرعی حکم ان پر نافذ نہیں ہوتا اس لیے کہ عام مسلمان علمائے دیوبند کی کفریات اور اللہ عزوجل و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کی گئی گستاخیوں سے لاعلم ہیں۔“

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی تقریر کے آخری مرحلے میں کہا کہ ”علمائے دیوبند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے اسی لیے عبداللہ بن عباس کی ایک روایت کا سہارا لے کر مولانا طاہر گیاوی صاحب کسی نہ کسی طرح یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کا پیدا ہو جانا ناممکنات سے نہیں ہے۔“ آپ نے یہ بھی کہا کہ ”مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا تھا کہ میں اس زمین کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ دوسری زمینوں کی بات کر رہا ہوں لیکن میں نے ثابت کر دیا کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے ہماری اسی زمین کے متعلق کہا ہے“ کہ ”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے“......

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی تیسری تقریر......

دیوبندی مناظر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی اس تقریر میں بھی پھر غیر ضروری باتوں کو زیر بحث لانے کی کوشش کی اور کہا کہ حدیث، قرآن میں بہت سی بحثیں ابھی اس موضوع کو طے کرنے کے لیے باقی ہیں انہوں نے پھر اعتراضات کا جواب دینے کی بجائے دفعات اور شرائط کا حوالہ دے کر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کی کوشش کی۔ لیکن مناظرہ کمیٹی کی طرف سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ دونوں فریق جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور قرآن سے اس کا ثبوت، احادیث وتفسیر سے اس کا ثبوت حاصل ہو گیا ہے تو اب اس پر مزید تبصرہ اور اظہار خیال کرنے کی بجائے دیگر اختلافی معاملات پر گفتگو کی جائے۔

کمیٹی کے اس اعلان سے مجبور ہو کر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بانی مدرسہ دیوبند کی کتاب تحذیر الناس اپنے ہاتھوں میں اٹھائی اور کہا کہ اب تک مجھے کمیٹی کی طرف سے اس کی اجازت نہیں ملی تھی اب جب اجازت مل چکی ہے تو میں کتاب اور شخصیات پر آرہا ہوں۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اس اعلان سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جیسے مناظرے کی شرائط میں یہ بات بھی داخل تھی کہ کتاب وشخصیات پر گفتگو کمیٹی کی اجازت کے بعد کرنا ہوگی۔ جبکہ شرائط وضوابط میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی تھی۔ بہر حال

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بتایا کہ اس کتاب میں بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی۔ صاحب نے بالکل کھل کر یہ بات لکھی ہے کہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ تو پھر بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی پر یہ الزام رکھنا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے اور ختمِ نبوت کے منکر ہیں یہ کتنی بڑی جرأت ہے۔ تحذیر الناس کے صفحہ ۹ کا حوالہ دیتے ہوئے مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ مولانا قاسم نانوتوی یہاں بتا رہے ہیں کہ جس طرح فرض اور وتر کی رکعتوں کی تعداد کا منکر کافر ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا منکر بھی کافر ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا قاسم نانوتوی کے اتنے صاف اعلان کے باوجود انہیں بدنام کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ "خاتم النبیین کے معنی میں صرف اہل سنت کا ہی عقیدہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ عقیدہ تو ہے ہی اسی کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں کے نبی ہیں۔ سارے انبیاء کی نبوت آپ ہی کی ذات کا صدقہ ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بھی آتے تو آخری نبی ہوتے، بیچ میں بھی آتے تو آپ ہی آخری نبی ہوتے۔"

بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کے ایک چھپے ہوئے کفر پر پردہ ڈالتے ڈالتے اس مقام پر ایک کھلا ہوا کفر مولانا طاہر گیاوی سے سرزد ہو ہی گیا۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے ذریعے گذشتہ دو تقریروں سے ٹھوس دلائل کے ذریعے لگائے جارہے علمائے دیوبند پر انکارِ ختم نبوت کے الزام پر جن لوگوں کو اعتبار نہیں آرہا تھا۔ جو لوگ اس علمی بحث کو سمجھنے میں اب تک ناکام رہے تھے۔ اُن کی مشکل مولانا طاہر گیاوی صاحب نے آسان کر دی۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے اس الزام پر کہ علمائے دیوبند کا ظاہری عقیدہ کچھ اور ہے اور باطنی عقیدہ کچھ اور ہے اس پر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بڑی چلاہٹ مچائی تھی۔ لیکن مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کا یہ الزام بالکل درست ثابت ہوا۔

آسمان کا تھوکا گیاوی صاحب کے حصے میں آیا۔ کفر کی پردہ پوشی کی سزا انہیں مل گئی اب تک انکار کرتے آرہے تھے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کو بہتان تراشوں میں شمار کر رہے تھے۔ اصل بحث سے بھاگے جاتے تھے۔ مناظرہ کمیٹی کے اعلان سے بے بس ہو کر جیسے ہی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس اپنے ہاتھوں میں اٹھائی۔ بانی مدرسہ دیوبند کی بولی بولنے لگے۔ حاضرین نے دیکھ لیا۔ سب نے جان لیا کہ علمائے دیوبند کا عقیدہ وہی ہے جو اب تک مفتی مطیع الرحمٰن بیان کرتے آرہے تھے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بڑے ہی صاف طور پر اس بات کا اقرار کر لیا۔ قسمیں کھا کھا کر جس کی تردید وہ ابھی تک کر رہے تھے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار جن لفظوں میں کیا اُسے ہو بہو نقل کیا جاتا ہے۔ گیاوی صاحب کہتے ہیں کہ

"اور آپ کے بعد بھی فرض کر لو کوئی نبی آجاتا ہے تب بھی آپ کے آخری نبی ہونے اور آپ کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا۔"

اب بانی مدرسہ دیوبند سے کیا شکایت رہی۔ ختم نبوت کا انکار تو بالکل کھلے طور پر دیوبندی

مناظر مولانا طاہر گیاوی نے بھی کر دیا۔ یہی تو گذری ہوئی صدی سے علمائے اہل سنت کہتے چلے آرہے ہیں کہ علمائے دیوبند نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ اب کس ثبوت کی ضرورت باقی رہی؟ اب کون سی دلیل کی حاجت رہی۔ یہ مان لینے کیلئے کہ خاتم النبیین کی ایسی تشریح علمائے دیوبند نے کی ہے۔ جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی۔ جس سے ضروریات دین کا انکار ہو رہا ہے۔ جس سے قرآن کے دیئے ہوئے عقیدے پر ضرب پڑ رہی ہے جس سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہو رہا ہے۔ جس سے قرآن کی تفسیروں کی تکذیب ہو رہی ہے۔ اور جس سے پوری امت کے مسلم عقیدے کے خلاف ایک کفری عقیدہ جنم لے رہا ہے۔ ختم نبوت کے انکار کی اتنی واضح شہادت کے باوجود بھی کیا کوئی غیرت مند کلمہ گو علمائے دیوبند کو مسلمان سمجھ سکتا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنے کے فوراً بعد جو بہتان مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اہل سنت پر لگایا اُسے بھی دیکھتے چلیں مولانا موصوف نے اپنی اس سے پہلے والی تقریر میں بھی بغیر کسی دلیل کے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اور علمائے اہل سنت پر الزام تراشی کی تھی جسے آپ نے پڑھا ہے۔ گیاوی صاحب نے پھر اُسی الزام کو بڑھا چڑھا کر ان لفظوں میں دہرایا۔

> ''مفتی مطیع الرحمٰن صاحب حضور کو آخری نبی اور نبیوں کا نبی نہیں مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں دوسروں کو (یعنی دوسرے نبیوں کو) نبی نہیں مانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت سے اُن کو انکار ہے اسے آپ محسوس کیجئے۔''

اس بے تکے اور من گھڑت و بے اصل الزام پر مولانا طاہر گیاوی صاحب اور علمائے دیوبند سے کس طرح احتجاج کیا جائے میں خود اس کا فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں۔ اگر مولانا طاہر گیاوی کا ضمیر زندہ ہوتا تو اُن سے یہ توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ ایسی نچلی سطح پر اتر کر اخلاقیات کی ساری حدوں کو توڑ دیتے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ وہ مناظرے کی روداد سنتے اور دیکھتے ہوئے میرے اس تبصرے کو ضرور اپنے ساتھ رکھیں۔ تاکہ مسئلے کی اصل حقیقت سے توجہ ہٹنے نہ پائے اور یہ بھی ظاہر ہوتا رہے کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے اُس میں کتنی صداقت ہے۔

اپنی تقریر میں جھوٹ اور بہتان کی ہمالیائی چوٹی سر کر لینے کے بعد مولانا طاہر گیاوی صاحب نے تین دلیلوں کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کوئی بات فرض کر لینے سے کسی طرح کی

کوئی توہین نہیں ہوتی اور عقیدے پر ضرب نہیں پڑتی۔ انہوں نے اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے پہلے قرآن سے ایک دلیل دی ہے اس کے بعد ایک حدیث کا تذکرہ کیا ہے اور پھر امام احمد رضا کے ملفوظات سے بطور حوالہ ایک شعر پیش کیا ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قرآن کے حوالے سے مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ ایک چیز جو ایمان اور عقیدے کے بالکل خلاف ہے۔ لیکن اللہ نے فرض کر کے اُسے قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بیان کر دیا کہ

''تم فرماؤ بہ فرض محال رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔'' (سورہ زخرف، پ ۲۵)

امام احمد رضا کے اس ترجمے کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ کیا ایسا ترجمہ کرنے سے مولانا احمد رضا خان صاحب نے اللہ کی شان میں بے ادبی کر دی؟

ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف سے یہ حدیث بھی مولانا طاہر گیاوی صاحب نے سنائی جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔''

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ کیا یہ کہہ دینے سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی منصب و مقام کی بے ادبی فرما دی اور حضرت عمر کو نبی مان لیا۔

اور پھر اعلیٰ حضرت کے ملفوظات سے یہ شعر مولانا طاہر گیاوی نے سنایا کہ

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت　　　خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

اس شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب اس شعر کو صحیح مانتے ہیں تو کیا اب ان پر بھی فتویٰ لگایا جائے گا؟ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ لیکن یہ بات چونکہ فرض کر کے کہی گئی ہے۔ اس لیے اس سے عقیدہ متاثر نہیں ہوتا۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے مذکورہ تینوں دلیلوں پر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے جواب دینے کا مطالبہ بھی کیا۔

مفتی مطیع الرحمٰن کی تیسری جوابی تقریر......

اپنی اس تقریر کی ابتداء کرتے ہوئے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی متنازعہ وکفری عبارتوں کی صفائی پیش کرنے کی بجائے یہ دکھانے کی کوشش فرمائی کہ اس کتاب میں جب خود بانی مدرسہ دیوبند نے صاف طور پر لکھا ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں تو پھر ان پر یہ تہمت لگانا کہ انہوں نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے۔ کتنی بڑی زیادتی ہے۔ آپ نے کہا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذمہ تو یہ تھا کہ وہ میرے اعتراضات کا جواب دیتے۔

> مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ جس طرح ایک آدمی چار مرتبہ تعریف کرے اور ایک مرتبہ گالی دے دے تو اسے خیر خواہ نہیں کہا جاسکتا اسی طرح اگر مولانا قاسم نانوتوی نے اس کتاب میں ایک جگہ نہیں پچاس جگہ بھی لکھا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں مگر دو جگہ جب لکھ دیا کہ اگر اللہ کے نبی کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا تو یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار ہو گیا۔

آپ نے کہا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے قرآن سے آیت پیش کی کہ ”بہ فرض محال اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو پہلے میں اس کا عبادت گذار ہوتا۔“ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ جب اللہ پاک کا کوئی بیٹا ہے ہی نہیں تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عبادت کی بھی نہیں۔ یہ بات تو بالکل صاف اور واضح ہے۔ کیونکہ شرط محال ہے اس لیے جزا بھی محال، قرآن کی اس آیت سے تحذیر الناس کی متنازعہ عبارت کو کیا مدد مل سکتی ہے جبکہ تحذیر الناس میں بانی مدرسہ دیوبند نے لکھا ہے کہ ”بالفرض اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔“ آپ نے مولانا طاہر گیاوی سے پرزور مطالبہ کیا کہ اگر قرآن میں کہیں لکھا ہو کہ ”اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہو جائے تو فرق نہیں آئے گا۔“ تو وہ ہمیں بتایا جائے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی گذشتہ تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ خود مولانا طاہر گیاوی صاحب نے ابھی سب کے سامنے کہا ہے کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی فرض کر لو کوئی نبی

آجاتا ہے تو کچھ فرق نہیں آئیگا۔“ اور بانی مدرسہ دیوبند کی کتاب میں بھی یہی لکھا ہوا ہے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے مناظرہ کمیٹی سے مطالبہ کیا کہ ”مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ اقرار ان کی دستخط کے ساتھ لکھوا کر ہمیں دیا جائے۔“

مناظرہ کمیٹی کے اراکین نے اسی دوران مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس طلب کی اور بانی مدرسہ دیوبند کی متنازعہ عبارت پر کچھ دیر تک غور وخوض کرتے رہے۔

> اس کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے دوبارہ اپنی گفتگو شروع کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ قرآن میں اگر کہیں لکھا ہوا ہو کہ اللہ کا بیٹا ہو جائے تو کچھ فرق نہیں آئے گا تو اس کی نشان دہی علمائے دیوبند کریں۔ آپ نے کہا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے ایک حدیث بھی سنائی ہے کہ ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔“ مفتی صاحب نے کہا کہ اس حدیث سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ اعلان ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی لیے حضرت عمر بن خطاب نبی نہیں ہوئے۔ آپ نے کہا کہ ”اس حدیث میں یہ نہیں کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو کچھ فرق نہیں آئے گا۔ تب بھی میں ہی آخری نبی رہوں گا اور میری خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔“

تحذیر الناس کی متنازعہ عبارتوں کو پیش کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اس کتاب کے صفحہ ۱۴ پر بانی مدرسہ دیوبند نے لکھا ہے کہ

”بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور قائم رہتا ہے۔“ اسی طرح صفحہ ۲۵ پر یہ ہے کہ ”بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔“

ان عبارتوں کو پڑھ کر سنانے کے بعد آپ نے کہا کہ ”اس سے معلوم ہوا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو کچھ فرق نہیں آئے گا۔ جبکہ ہمارے اور ساری امت کے نزدیک فرق آجائے گا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں رہ جائیں گے۔ جو بعد میں آئے گا وہ آخری ہو جائے گا۔ آپ نے کہا کہ ”مولانا طاہر گیاوی صاحب کو تو یہ بتانا چاہیے تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو فرق کیسے نہیں آئے گا؟ لیکن انہوں نے امام احمد رضا کا ترجمہ پیش کر کے یہ بتانے کی کوشش فرمائی کہ اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں اس کی عبادت کرتا۔" آپ نے کہا کہ "امام احمد رضا کا ترجمہ بیان کر کے مولانا طاہر گیاوی صاحب، امام احمد رضا کے سائے میں پناہ لینا چاہتے تھے۔ لیکن انہیں پناہ نہیں مل سکے گی اس لیے کہ قرآن نے بات کچھ اور فرمائی ہے اور بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے بات کچھ اور کہی ہے۔"

الملفوظ کے حوالے سے مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے پیش کیے گئے شعر پر بحث کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہاں بھی وہی بات ہے۔ جس طرح خدا کا بیٹا ہونا ممکن نہیں اسی طرح کوئی تحت مشیت خدا بنا بھی نہیں۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کو الملفوظ کا شعر پیش کرنے کی بجائے یہ بتانا چاہیے تھا کہ کیا کہیں امام احمد رضا نے بھی لکھا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو کچھ فرق نہیں آئے گا؟

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی اس تقریر میں دوسری بار مناظرہ کمیٹی سے مطالبہ کیا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آ جانے کا جو اقرار مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی تقریر میں کیا ہے۔ اُسے انہیں کے الفاظ میں دستخط کے ساتھ لکھوا کر ہمارے حوالے کیا جائے۔" آپ نے فرمایا کہ "مولانا طاہر گیاوی صاحب بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصل نبی ہیں۔ سارے نبیوں کے نبی ہیں۔ سارے نبیوں کی نبوت آپ کا صدقہ ہے۔ وہ تو ہم سب مان رہے ہیں۔ مگر میرے بھائی ہمیں یہ بتایا جائے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق آئے گا یا نہیں؟"

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ "جس طرح کوئی چور زندگی بھر چوری نہیں کرتا کوئی جھوٹا زندگی بھر جھوٹ نہیں بولتے رہتا۔ صرف ایک دو مرتبہ کے جرم سے کوئی چور مشہور ہو جاتا ہے کوئی جھوٹا مشہور ہو جاتا ہے۔ پولیس کے افسران کسی چور کو یہ کہہ کر معاف نہیں کرتے کہ زندگی بھر تو اس نے شریفانہ روش رکھی ایک دو مرتبہ کی چوری پر کیوں اُسے گرفتار کیا جائے؟ کیوں اُسے سزا دی جائے؟ اسی طرح یہ صفائی بھی ہرگز قبول نہیں ہو سکتی کہ بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی صاحب نے اس کتاب میں یا دوسری کسی کتاب میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اس لیے انہیں چھوڑ دیا جائے"

آپ نے کہا کہ "ایک نہیں ایک ہزار کتابوں میں انہوں نے ختم نبوت کا اقرار کیا ہو مگر اس آخری دو مرتبہ کا انکار بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کے مجرم اسلام بننے کے لیے کافی ہے۔"

اس جگہ قارئین کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ مولانا طاہر گیاوی کے ذریعے پیش کی گئی تینوں دلیلوں کا جواب مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اس طور پر دیا ہے کہ جسے پڑھنے کے بعد ہر صاحب انصاف کو اطمینان ہو گا کہ قرآن وحدیث اور الملفوظ سے طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے دی گئی تینوں دلیلوں کو تحذیر الناس کی کفری عبارت سے کوئی تعلق و نسبت نہیں۔ اس کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یا تو مولانا طاہر گیاوی صاحب اپنی آئندہ تقریر میں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے جواب کو غلط ثابت کرتے یا پھر قرآن وحدیث سے دوسری دلیلیں اپنے موقف کے ثبوت میں پیش کرتے۔ لیکن اس مناظرے میں کی گئی اپنی بقیہ تقریروں میں اس کا ذکر تک گیاوی صاحب نے نہیں کیا۔ جس سے دیوبندی مکتب فکر کی تنگ دامنی کا احساس ہوتا ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی چوتھی تقریر......

(اس جگہ بذریعہ لاؤڈ اسپیکر اہلسنّت کے صدر مناظرہ علامہ ضیاء المصطفےٰ اعظمی صاحب نے مناظرہ کمیٹی سے گذارش کی کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کرسی پر بیٹھتے ہیں جبکہ قرآن، حدیث اور دوسری مذہبی کتابیں اُن کے قدموں کے پاس اور ان سے نیچے رکھی ہوتی ہیں۔ جسے دیکھ کر ہمارا سر شرم سے جھک جاتا ہے اس لیے یا تو طاہر گیاوی صاحب کھڑے ہوکر اظہار خیال کریں یا پھر قرآن وحدیث اور دوسری مذہبی کتابوں کو اُن کی نشست سے اوپر رکھنے کیلئے انتظام کیا جائے۔ علامہ ضیاء المصطفےٰ اعظمی صاحب کی اس گذارش کے جواب میں مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ میں نے اپنی بیماری کا عذر بیان کردیا تھا۔ اس لیے یہ بے ادبی نہیں ہے۔

میں کہوں گا کہ طاہر گیاوی جیسے بے ادب کے ذریعے پیش کیے گئے اس لنگڑے بہانے میں کوئی دم نہیں ہے۔ اس لیے کہ بیماری کا عذر اس وقت قابل قبول ہوتا جب قرآن وحدیث کی مقدس ترین کتابوں کو بے حرمتی سے بچانے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ جب کہ یہاں تو یہ بات بہت آسان تھی کہ ان مقدس کتابوں کو اونچی جگہوں پر رکھنے کا انتظام کردیا جاتا۔ اپنے بھونڈے عذر کو بیان کرنے کے بعد گیاوی صاحب نے کہا کہ دو منزلہ اور سہ منزلہ عمارتوں میں لوگ رہتے ہیں جبکہ نچلی منزلوں پر قرآن بھی ہوتا ہے تو کیا اس سے قرآن کی بے ادبی ہوجاتی ہے؟ مولانا طاہر گیاوی صاحب کے اس جواب میں کتنا ادب اور کتنی گہرائی ہے وہ تو علمائے دیوبند جانیں لیکن قرآن وحدیث اور مذہبی کتابوں کی اس بے حرمتی پر منہ زوری کرتے ہوئے جو دلیل مولانا طاہر گیاوی صاحب نے دی ہے وہ کسی بھی باشعور مسلمان کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوسکتی اس لیے کہ ہر عاقل وبالغ مسلمان اتنا جانتا ہے کہ دو منزلہ اور سہ منزلہ عمارتوں میں چھت کے حائل ہوجانے اور پردہ ہوجانے کی وجہ سے ہر منزل کا حکم جدا ہے۔ مناظرہ گاہ میں سب کے سامنے قرآن وحدیث کی بے حرمتی مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے ہوتی رہی۔ اور سارے دیوبندی علماء اس توہین کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود بت بنے بیٹھے رہے۔)

اس سے پہلے کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب اپنی چوتھی تقریر کا آغاز کرتے مناظرہ کمیٹی کی طرف سے پھر یہ اعلان کردیا گیا کہ چونکہ ابھی یہ بات تشنہ ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ

وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ اس لیے اسی بات پر گفتگو ہو۔ کمیٹی کے اس اعلان کی تائید میں ہزاروں مسلمانوں کی آواز بلند ہوئی جو اس بات کی نشان دہی بھی تھی کہ عوام بھی اس بحث کو مکمل ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اس کے بعد کہا کہ ''ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور سارے نبیوں کی اصل ہیں۔ سارے نبیوں کی نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ قرآن، حدیث اور پوری امت ان دونوں عقیدوں پر متفق ہے۔'' اپنی عادتِ سابقہ کے مطابق پھر بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے الزام تراشی کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ''فریق مخالف کا ایک پر عقیدہ ہے اور دوسرے پر عقیدہ نہیں ہے۔'' موصوف نے کہا کہ ''خاتم النبیین کے جب دو معنی ہوگئے اور دونوں معنی پر نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے تو دونوں معنی کی الگ الگ تشریح مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی اس کتاب میں کی ہے اور دونوں معنی کی الگ الگ تشریح نہ سمجھنے کی وجہ سے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب مغالطہ دینے میں ابھی تک کامیاب ہورہے ہیں اور کمیٹی کے اور آپ لوگوں کی سمجھ میں ابھی تک بات نہیں آرہی ہے۔'' انہوں نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پر الزام لگایا کہ ''وہ زبردستی یہ اقرار کروانا چاہتے ہیں کہ ایک جگہ تو لکھ دیا لیکن دو جگہ لکھا کہ فرق نہیں پڑتا۔ جبکہ مولانا قاسم نانوتوی نے دو معنی کو لے کر الگ الگ دونوں معنی پر بات کی ہے۔ اور یہ عبارت بالفرض سے شروع نہیں ہوتی ہے اوپر سے دیکھئے تو معلوم ہوجائے گا کہ یہ گفتگو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے معنی میں چل رہی ہے یا نبی بالذات ہونے کے معنی میں چل رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے ان دونوں جگہوں پر جہاں بالفرض اور اگر کا استعمال کیا ہے یہ تشریح کردی ہے کہ یہ گفتگو جو ہماری چل رہی ہے وہ نبی بالذات اور اصل نبی مان کر چل رہی ہے۔ اس معنی میں نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔'' تحذیر الناس کی مکمل عبارت کو انہوں نے اس طرح پڑھ کر سنایا۔

> ''آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ ہوسکے گا جو وہاں کے محمد صلعم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے، ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی افراد مقصود بالخلق میں سے مماثلت نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہوجائے گی۔'' بلکہ بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'' (تحذیر الناس صفحہ ۴۴، مکتبہ تھانوی دیوبند)

تحذیر الناس کے صفحہ ۱۳ سے انہوں نے جو دوسری متنازعہ عبارت پڑھ کر سنائی وہ یہ ہے۔

> باندیشہ تطویل قدر ضرورت پر اکتفا کر کے عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گذشتہ کا وصف نبوۃ میں حسب تقریر مذکور مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج ہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانے میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا۔
>
> (تحذیر الناس صفحہ ۴۰، مکتبہ تھانوی دیوبند)

قارئین مولانا طاہر گیاوی صاحب کی طرف سے پیش کی گئی مذکورہ دونوں مکمل عبارتوں کو توجہ کے ساتھ پڑھ کر دیکھیں کہ مذکورہ عبارتوں کے آخر میں مولانا قاسم نانوتوی اپنی بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ

(۱) بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔

(۲) اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانے میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصفِ نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی تقریر میں بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کے اخذ کیے ہوئے اسی نتیجے کو بیان کرنے کیلئے مذکورہ عبارتوں کے آخری جملوں کو بیان کیا ہے۔ اس میں نہ تو کوئی خیانت ہے اور نہ ہی نامکمل عبارت کو پیش کرنا ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی بحث سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اسی رزلٹ کو ڈکلیئر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بانی مدرسہ دیوبند کی یہ تحقیق قرآن وحدیث اور تفسیروں کے یکسر مخالف ہے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کو اس پر اعتراض ہے۔ گیاوی صاحب کا کہنا ہے کہ جب بھی مولانا قاسم کی عبارت پڑھی جائے تو میں نے جتنی عبارت بتائی ہے اتنی پڑھی جائے۔ نہیں تو خیانت ہوگی۔ اچھا ہوا کہ دیوبندی مناظر نے یہ نہیں کہہ دیا کہ بانی مدرسہ دیوبند کی پوری کتاب پڑھ کر سنائی جائے۔ اس مناظرے میں جس عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے وہ دکھائی دے رہے تھے اس سے یہ بات

کچھ بعید بھی نہیں تھی۔

بہر حال قاسم نانوتوی صاحب کی مذکورہ دونوں مکمل عبارتوں کو پڑھ کر سنانے کے بعد مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ مذکورہ دونوں عبارتوں میں ختم نبوت کا معنیٰ آپ کو نبی بالذات مان کر لیا گیا ہے۔ آخری نبی مان کر فرض نہیں کیا گیا۔ اتنی صاف اور واضح بات بھی مولانا مطیع الرحمٰن صاحب سمجھ نہیں پا رہے ہیں اور مولانا قاسم نانوتوی پر الزام عائد کرتے چلے جا رہے ہیں کہ انہوں نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے۔ اس موقع پر انہوں نے اس کتاب کے حاشیہ کو بھی پڑھ کر سنایا اور یہی بتایا کہ عوام نے جو معنیٰ سمجھا ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی اس کا انکار نہیں کر رہے ہیں اور اس کے بعد جو کچھ مولانا طاہر گیاوی نے کہا وہ ان کے ہی الفاظ میں یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

> مولانا طاہر گیاوی صاحب کہتے ہیں کہ "عوام نے جو معنیٰ سمجھا ہے مولانا قاسم نانوتوی اُس کا انکار نہیں کر رہے ہیں، بلکہ یہ معنیٰ تو صرف کم علم لوگ جانتے ہیں۔ علم والے جانتے ہیں کہ اس سے بھی اعلیٰ اور اونچا معنیٰ۔ اس سے بھی اعلیٰ اور اس سے بھی زیادہ شان والا معنیٰ میرے پیغمبر کے لیے ایک اور ہے۔"
>
> قارئین توجہ فرمائیں کے یہاں مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بھی مان لیا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہے وہ کم علم ہے۔ ساری امت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی جانتی اور مانتی ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاتم النبیین کا یہی مطلب بیان کیا ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ تو کیا پوری امت کے ساتھ ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کم علم مان لیا جائے۔؟ معاذ اللہ ..... استغفر اللہ.
>
> بانی مدرسہ دیوبند اور علمائے دیوبند کی اس طرح کی گستاخانہ تشریحات پر وہ لوگ توجہ فرمائیں جن کے دل اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت سے بالکل خالی نہیں ہوئے ہیں۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اس موقع پر لمبی چوڑی تمہید کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کی کتاب تفسیر سورۃ الم نشرح کا حوالہ اس دعوے کے ساتھ دیا کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی سے پہلے اعلیٰ حضرت کے والد مولانا نقی علی خاں نے خاتم النبیین کے وہ معنیٰ بیان

کے جس کی بنیاد پر مولانا قاسم نانوتوی کو کافر قرار دیا جارہا ہے۔انہوں نے کہا کہ"اب ہمیں فتویٰ لگانے کی ضرورت نہیں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے فتویٰ سے اعلیٰ حضرت کے والد کافر ہوئے اور مولانا احمد رضا خان ایک کافر کے بیٹے ہوئے۔"

اس دعوے کو سننے کے بعد ہر کسی کو محسوس ہورہا ہوگا کہ دیوبندی مناظر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اب شخصیات اور کتابوں کے میدان میں قدم رکھ دیا ہے۔تو وہ حوالہ جات کے ایسے انبار لاکر رکھ دیں گے جس سے اس مناظرے میں اب تک کی ان کی کمزور پوزیشن کو کچھ سہارا مل سکے گا۔لیکن خوب بڑے بڑے دعوے کے ساتھ طاہر گیاوی صاحب نے اعلیٰ حضرت کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سرور القلوب کے صفحہ ۱۵۵ سے جو عبارت سنائی قارئین اُسے پڑھیں اور دیکھیں کہ اس سے مولانا طاہر گیاوی صاحب کا کون سا دعویٰ ثابت ہوتا ہے؟ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بطور حوالہ جو عبارت پڑھی وہ یہ ہے۔

"اس آیت سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت میں اصل الاصول ہیں اگر اور پیغمبر آپ کا زمانہ پاتے تصدیق وتائید آپ کی کرتے اور آپ پر ایمان لاتے۔" (سرور القلوب صفحہ ۱۵۵، مصنف مولانا نقی علی خاں بریلوی)

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے اعتراضات ومطالبات کیا ہیں؟ وہ بار بار دیوبندی مناظر سے سوال کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تو فرق کیوں نہیں آئے گا؟ اور مولانا طاہر گیاوی صاحب جواباً ایسی عبارتوں کا حوالہ دے رہے ہیں جس کا اس بحث سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوسکتا۔یہ بے جوڑ سی دلیل ظاہر کرتی ہے کہ ان کے پاس جب اس موضوع پر کوئی ٹھوس بات موجود نہیں ہے تو وہ اعلیٰ حضرت اور ان کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کا نام لے لے کر عوام کے ذہن میں یہ بات بسانا چاہتے ہیں کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بھی تو اعلیٰ حضرت اور ان کے والد کی کتاب کا حوالہ دیا تھا اب یہ الگ بات رہی کہ اس سے اُن کا دعویٰ ثابت ہوا یا نہیں؟ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے تفسیر سورہ الم نشرح سے مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت بھی پیش کی کہ

"میں سب پیغمبر سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد فرش پر بھیجا گیا۔۔۔"

اس کے بعد انہوں نے ایک اور عبارت پیش کی۔

"اگر ظہور آپ کا اور پیغمبروں سے پہلے ہوتا تو ان کی شریعت ظاہر نہ ہوتی اور دین اُن کا رواج نہیں پاتا"

ان عبارتوں کو پیش کرنے کے بعد مولانا طاہر گیاوی صاحب نے جو تبصرے کیے ہیں اسے دیکھتے ہوئے اُن کی بے چارگی کو سمجھا جاسکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ"جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے پہلے پیدا ہوئے تو باقی انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے کہ نہیں آئے؟" مناظرے میں ایسی بچکانہ باتوں کو پیش کرنے سے بہتر تو یہ ہوتا کہ وہ خاموش رہتے۔لیکن اس کے باوجود انہوں نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے مطالبہ کیا کہ میرے دلائل کا جواب دیا جائے۔امام احمد رضا کے ملفوظات سے موصوف نے پھر وہی شعر پڑھا۔ خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت خدا بن کے آتا یہ بندہ خدا کا

اور کہا کہ یہاں تو اتنا کھلا ہوا شرک صرف لفظ"جو" کے سہارے قبول کرلیا گیا۔لیکن تحذیر الناس میں مولانا قاسم نانوتوی کی اتنی احتیاط کے باوجود بھی کفر تلاش کیا جارہا ہے۔مولانا طاہر گیاوی صاحب کی اس بے بسی کو دیکھئے کہ کیسے دبے ہوئے انداز میں وہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس طرح گیاوی صاحب کے بقول ملفوظات کے اس کھلے شرک والے شعر کو قبول کرلیا گیا اُسی طرح تحذیر الناس کی کفری عبارتوں کو بھی ہضم کرلیا جائے۔مولانا طاہر گیاوی صاحب اگر اپنے پورے ہوش وحواس کے ساتھ مناظرہ گاہ میں تقریر کررہے ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ تحذیر الناس کی کفری عبارتوں کی پردہ پوشی لین دین کے ذریعے نہیں بلکہ قرآن وحدیث اور تفاسیر کے پختہ دلائل کے ساتھ کرنا ان کی مذہبی ذمہ داری تھی اور یہ نہ اُن کے بس کی بات ہے نہ کسی اور کے، کیوں کہ جو بات قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہو اس پر دلیل ہی کہاں سے لائی جاسکتی ہے؟ اس عجز ومجبوری سے مغلوب ہوکر گیاوی صاحب ایران توران کی ہانک رہے تھے۔جس کا اصل موضوع سے تعلق ہی نہیں۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی چوتھی تقریر......

بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی متنازعہ عبارت کی صفائی میں مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے اس کتاب کے حاشیے کا سہارا لیے جانے پر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے تنقید کی اور کہا کہ یہ حاشیہ مصنف کا نہیں ہے۔ "توضیح المطالب" کے نام سے اس کتاب پر حاشیے کا اضافہ بعد میں علمائے دیوبند نے کیا ہے۔

کمیٹی کی طرف سے یہ دریافت کیے جانے پر کہ اس الزام کی دلیل کیا ہے۔ اظہار خیال کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہاں تحذیر الناس کے دونوں نسخے موجود ہیں پہلے والا نسخہ جو بغیر حاشیے کے چھاپا گیا وہ بھی ہے اور پھر اس کے بعد "توضیح المطالب" کے عنوان سے حاشیے کا جو اضافہ کیا گیا وہ نسخہ بھی ہے۔ جس کے ٹائٹل پیج پر ہی لکھا ہوا ہے کہ غلطیوں کی اصلاح کرنے کے بعد اور نظر ثانی کرنے کے بعد اس کی اشاعت کی گئی ہے اور اس میں مولانا نانوتوی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا گیا ہے جو اس بات کی واضح علامت ہے کہ یہ حاشیہ نانوتوی صاحب کے انتقال کے بعد بڑھایا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ جرم بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے کیا ہے تو کسی دوسرے دیوبندی عالم کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنی طرف سے اس کی صفائی پیش کرے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ ضروریات دین کا انکار کرنے کے بعد کوئی صفائی قابل قبول نہیں ہوتی۔ جس طرح طلاق دینے کے بعد طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ضروریات دین کا انکار کرنے کے بعد کوئی مسلمان باقی نہیں رہتا۔ مناظرہ کمیٹی کی طرف سے یہ پوچھے جانے پر کہ بعد میں حاشیہ کس نے لکھا۔ آپ نے کہا کہ کتاب پر مصنف کا نام لکھا ہوا ہے تو کتاب مصنف کی ہوئی۔ لیکن بعد میں یہ حاشیہ بڑھایا گیا اور غلطیوں کو سدھارنے کی ناکام کوشش کی گئی وہ سب کس نے کیا اس کی کوئی وضاحت جب اس کتاب میں موجود نہیں ہے تو میں اسے کیسے بتا سکتا ہوں؟ یہ تو اُن لوگوں سے پوچھو جنہوں نے بھید نہ کھل جانے کے ڈر اور خوف سے حاشیہ لکھنے والے کا نام چھپا رکھا ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی طرف سے امام احمد رضا کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں صاحب کی دو کتابوں کا جو حوالہ پیش کیا تھا۔ مناظرہ کمیٹی نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے اس تعلق سے بھی وضاحت کرنے کی گذارش کی کہ بانی مدرسہ دیوبند اور مولانا نقی علی خاں بریلوی کی عبارتوں میں کیا

فرق ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے مولانا نقی علی خاں بریلوی کی درج ذیل عبارتوں کو پڑھ کر سنایا۔ جس کا حوالہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے دیا تھا۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت میں اصل الاصول ہیں اگر اور پیغمبر آپ کا زمانہ پاتے تو تصدیق و تائید آپکی کرتے اور آپ پر ایمان لاتے۔" (سرور القلوب۔ مولانا نقی علی خاں بریلوی)

(۲) اگر ظہور آپ کا اور پیغمبروں سے پہلے ہوتا تو ان کی شریعت ظاہر نہ ہوتی اور دین ان کا رواج نہیں پاتا۔ (تفسیر سورۂ الم نشرح)

مفتی صاحب نے کہا کہ "بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی اور اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی عبارتوں میں جو فرق ہے اُسے ہر کوئی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے والد مولانا نقی علی خاں بریلوی نے مذکورہ دونوں کتابوں اور عبارتوں میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آ جائے تو فرق نہیں پڑے گا۔ ہم تو مولانا طاہر گیاوی صاحب سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ فرق نہیں پڑنے والی بات کو ہمیں قرآن، حدیث، تفسیر اور ہمارے بزرگوں کی کتابوں سے دکھائیں۔ لیکن وہ جواب میں ایسی عبارات کو اعلیٰ حضرت اور ان کے والد کا نام لے کر پیش کر رہے ہیں جس کا اس بحث سے کسی بھی طرح کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔"

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب ابھی دونوں کی عبارتوں کے فرق کو بیان ہی کر رہے تھے کہ بغیر کسی وضاحت کے کمیٹی کی طرف سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ پہلے دن کے مناظرے کا اختتام کیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی یہ چوتھی تقریر مکمل نہ ہو سکی۔ حالانکہ ضابطے اور شرائط میں مناظر کے لیے متعین کیے گئے تیس منٹ کے وقت میں ابھی تقریباً پندرہ منٹ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے بچے ہوئے تھے۔ ایسا کیوں کیا گیا بات سمجھ میں نہیں آئی اگر اس تقریر کے لیے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کو مکمل تیس منٹ دیئے گئے ہوں گے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کیسٹ کی تیاری میں جان بوجھ کر مفتی صاحب کی تقریر کو حذف کر دیا گیا ہو۔ مناظرہ کمیٹی پہ یہ الزام اس لیے بھی عائد ہو سکتا ہے کہ جو کیسٹیں مشترکہ مناظرہ کمیٹی کی طرف سے جاری کی گئی ہیں اس میں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی چوتھی تقریر صرف پندرہ سترہ منٹوں ہی تک ریکارڈ کی گئی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جو کیسٹ مجھے دستیاب ہوئی اس میں کسی تکنیکی خرابی کے باعث بقیہ تقریر ضائع ہو گئی ہو۔ لیکن اس کا امکان بہت کم ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی پانچویں تقریر......

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی تقریر سے مناظرے کے دوسرے دن کا آغاز ہونا تھا۔ مولانا موصوف کی تقریر سے قبل کمیٹی کی جانب سے کہا گیا کہ مناظرے کی شرط نمبر ۳ میں کمیٹی نے کافی غور وخوض کے بعد یہ ترمیم کی ہے کہ ہر مناظر کیلئے مقرر کیے گئے تیس منٹ کے وقت کو کم کر کے بیس منٹ کر دیا جائے۔ اس اعلان پر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مناظرہ کمیٹی کو مشورے میں فریقین کو بھی شامل کرنا تھا اور پہلے سے جو شرائط وضوابط طے کیے گئے ہیں اس میں کسی طرح کی ترمیم ہمیں منظور نہیں۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ مناظرہ کمیٹی ہماری حاکم بنی ہوئی ہے۔ میں کل سے یہ تماشہ دیکھ رہا ہوں لیکن مناظرہ کمیٹی کو اپنی اوقات اور حدود میں رہنا چاہیے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی ان باتوں پر مناظرہ کمیٹی نے انتہائی سخت موقف کا اظہار کرتے ہوئے مولانا طاہر گیاوی صاحب پر تنقید کی اور یہ کہا گیا کہ مناظرہ کمیٹی کی اوقات دیکھنے والے مولانا طاہر گیاوی صاحب کون ہوتے ہیں؟ مناظرہ کمیٹی کی طرف سے کی گئی اس دھتکار کو گیاوی صاحب اپنی غلطی کی وجہ سے ہضم کرتے رہے اگر وہ اپنی حد میں رہ کر گفتگو کرتے تو کسی کی مجال نہیں تھی کہ وہ دیوبندی مناظر کو اس طرح جھڑک دیتا۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کو حالانکہ یہ کہنے کا حق حاصل نہیں تھا کہ مشورے میں فریقین کو شامل کرنا چاہیے تھا اس لیے کہ مناظرہ کمیٹی میں فریقین کی نمائندگی تھی۔ جب کمیٹی اس معاملے میں فیصلہ کر رہی تھی اسی وقت مولانا طاہر گیاوی صاحب کے نمائندے اور وکیل کو اسے منظور نہیں کرنا چاہیے تھا۔ لیکن کمیٹی کی میٹنگ میں تو گیاوی صاحب کے نمائندوں نے اس ترمیم کو تسلیم کرلیا اور مناظرہ گاہ میں اس سے ہٹ کر مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے باتیں کی جارہی تھیں۔ بہرحال اس معاملے کو لے کر مناظرہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کی ضد پر تقریباً ایک گھنٹے تک رکا رہا اور پھر مناظرہ کمیٹی نے اپنی اس ترمیم کو یہ کہہ کر واپس لیا کہ آج مناظرہ ختم ہونے کے بعد اس مسئلہ پر دوبارہ فریقین سے گفتگو کر کے مناظرے کے تیسرے دن کیلئے وقت کو کم کیا جائے گا۔ آج مناظر حضرات کو تیس منٹ ہی میں اپنی گفتگو کرنا ہوگی۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے سوالات واعتراضات سے پریشان ہوکر مولانا طاہر گیاوی

صاحب نے اپنی پانچویں تقریر میں وہ بات کہی جو انہیں پہلی ہی تقریر میں کہہ دینی چاہیے تھی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے یہ تمام باتیں ایک سوال کے جواب میں کہی ہیں اور پھر وہی حدیث سنائی جس میں دوسری چھ زمینوں پر پیغمبروں کا ذکر ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے پھر کہا کہ عبداللہ بن عباس کی جو حدیث میں نے سنائی تھی اس پر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کچھ بولتے ہی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے اس کا جواب دیتے ہوئے سائل کو سمجھایا کہ خاتم النبیین کا ایک معنیٰ تو وہ ہے جسے عوام وخواص سب جانتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمانے کے لحاظ سے سب کے بعد آئے۔ اور آپ کے بعد کسی کے آنے کا سوال نہیں۔ یہ عام معنیٰ ہے۔ لیکن اس سے آگے ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالذات نبی ہیں۔ ان کی نبوت کسی کے واسطے سے نہیں ہے۔ اس معنیٰ کے لحاظ سے اگر چہ آپ آخری زمانے میں آئے ہیں۔ لیکن آپ سے پہلے جو انبیاء آئے اور فرض کرلو اور بھی انبیاء آتے ہیں تو یہ فیض وصدقہ آپ ہی کا ہوگا۔ اور اس معنیٰ پر کوئی فرق نہیں آئے گا۔"

آپ نے کہا کہ "مولانا قاسم نانوتوی نے یہاں بالفرض لکھا ہے۔ لیکن اگر آنے والا کوئی آئے گا تو اس معنیٰ پر کچھ فرق نہیں آئے گا۔"

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پر الزام لگایا کہ وہ بڑی ہوشیاری کے ساتھ اس معنیٰ کو کاٹ کر اُس معنیٰ سے جوڑ رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے اس طرح اس روایت کا جواب دے دیا کہ اگر فرض ہی کرلو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسری زمینوں پر کوئی نبی آسکتا ہے تو اُس کا معنیٰ یہ ہوگا۔ گیاوی صاحب نے مفتی مطیع الرحمن صاحب سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ اگر مولانا قاسم نانوتوی صاحب کا یہ جواب غلط ہو تو پھر آپ کے نزدیک اس سوال کا کیا جواب ہے اُسے منظر عام پر لایا جائے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی اس تقریر میں اعلیٰ حضرت کے ملفوظات سے یہ عبارت بھی پڑھ کر سنائی کہ "بہ فرض محال عالم ناسوت میں کوئی صورت ربوبیت فرض کرلی جاتی تو وہ نہ ہوتی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمارے اور اُن کے دونوں کے

نزدیک شرک ہے اس سے معلوم ہوا کہ فرض کرنے کی بنیاد پر کوئی بات شرک نہیں ہو جاتی اور فرضیہ و شرطیہ طور پر کوئی بات کہنے سے یہ بات بھی لازم نہیں آتی کہ اس سے پہلے کسی نے ایسی بات کہی ہے یا نہیں؟ فرض کرنے والے کے ذمہ یہ نہیں کہ وہ اس بات کا ثبوت دے کہ یہی بات فرض کر کے اُس سے پہلے کس نے کہی ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر یہی قاعدہ ہو تو پھر بتایا جائے کہ مولانا احمد رضا نے جو بات اپنے ملفوظات میں کہی وہ اُن سے پہلے کسی نے کہی ہے یا نہیں؟

قارئین توجہ فرمائیں کہ امام احمد رضا کے ملفوظات سے گیاوی صاحب نے جو عبارت پیش کی ہے اُس میں صورتِ ربوبیت فرض کیا جانا شرط ہے۔ جس کو امام احمد رضا نے اسی عبارت میں بالکل صاف طور پر محال قرار دیا ہے۔ جبکہ بانی مدرسہ دیوبند نے تحذیر الناس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کو محال اور ناممکن نہیں بتایا ہے بلکہ ممکن اور جائز قرار دیا ہے۔ جیسا کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے اسی تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ ''اس زمین میں یا کسی اور زمین میں کہیں نبی تجویز کیا جائے۔'' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کو جائز قرار دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے فرض کر کے جو بات کہی ہے اُس کا اندیشہ اب بھی موجود ہے کیوں کہ یہ بات انہوں نے فرض ہی اس لیے کی ہے کہ آئندہ بھی نبی کا آنا ممکن ہے۔

جب کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے ملفوظات والی بات اور اس سے پہلے بھی اس تعلق سے جو باتیں اور حوالے گیاوی صاحب نے دیئے وہ سب محال کے قبیل سے تھے اور ماضی میں فرض کر کے وہ باتیں کہی گئی تھیں۔ جب کہ آئندہ فرض کرنے کا مطلب ہی ہے کہ یہ چیزیں ممکن ہیں۔ اس لیے آخر مناظرے تک دیوبندی مناظر گیاوی صاحب یہ نہ کہہ سکے کہ حضور کے بعد اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ جیسا کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے یہ بات بار بار کہی ہے اس لیے میں کہتا ہوں کہ قیامت تک کبھی بھی کسی نئے نبی کو پیدا ہو جانے کا جو موقع فرض کر کے بانی مدرسہ دیوبند نے دے رکھا ہے اُس سے ضروریاتِ دین کا انکار ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا طاہر گیاوی صاحب یہ کہہ کر ہرگز نہیں بچ سکتے کہ فرض کرنے سے نہ ہی بے ادبی ہوتی ہے نہ ہی عقیدہ متاثر ہوتا ہے۔ اہل علم کے نزدیک تو یہ خیال جہالت اور گمراہیت کی کھلی دلیل ہے۔

ملفوظات کی مذکورہ عبارت کے بعد پھر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے پھر وہی شعر پیش کیا کہ

خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت ۔ خدا بن کے آتا یہ بندہ خدا کا

اس پر مولانا طاہر گیاوی کے اعتراض کا بھی وہی جواب ہوگا جو اوپر لکھا ہوا ہے کہ خدائے پاک کو جب یہ منظور ہی نہیں تھا تو یہ بات واقع بھی نہیں ہوئی۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب اس طرح کی باتوں کو پیش کر کے بانی مدرسہ دیوبند کے سر سے ضروریات دین کے انکار کے الزام کو ختم نہیں کر سکتے۔ اُن کی اور سارے علمائے دیوبند کی تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن، حدیث اور تفسیر کے حوالے سے اور بزرگانِ دین کی کتابوں کے حوالے سے بتائیں کہ مولانا قاسم نانوتوی سے پہلے کس نے خاتم النبین کی تشریح کرتے ہوئے اس طرح کی بات لکھی ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے تحذیر الناس پر بعد میں لکھے گئے حاشیے پر بھی گفتگو کرنا چاہی لیکن مناظرہ کمیٹی کی طرف سے کہا گیا کہ اصل مسئلہ حاشیے کا نہیں بلکہ کتاب کی متنازعہ عبارتوں کا ہے اس لیے اس کا جواب دیا جائے کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے آخری نبی ماننے کو عوام کا خیال بتایا۔ یہ بات تو سمجھ میں آ گئی مگر بتایا جائے کہ وہ اہل فہم اور سمجھدار لوگ کون ہیں جن کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ہے۔

مناظرہ کمیٹی کا یہ سوال دراصل قاسم نانوتوی صاحب کی اس متنازعہ عبارت پر مشتمل ہے جسے گذشتہ تقریر میں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے بیان کیا تھا۔ اور مولانا قاسم نانوتوی پر یہ الزام عائد کیا تھا کہ خاتم النبین کا معنی حدیث و تفسیر اور بزرگانِ دین و علمائے دین کی کتابوں میں آخری نبی ہونا ہی بیان کیا گیا ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی نے اسے عوام کا خیال بتا کر ساری امت کو یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عوام اور ناسمجھ لوگوں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا۔ نعوذ باللہ ۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت گستاخی اور توہین ہے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ بانی مدرسہ دیوبند نے اہل فہم کے مقابل عوام کا استعمال کیا ہے اس لیے عوام کا معنی ناسمجھ ہی ہوگا۔ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی عبارت مذکور یہاں درج کی جاتی ہے۔

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔'' (تحذیر الناس ۔ مکتبہ تھانوی دیوبند)

مولانا طاہر گیاوی صاحب کا تو یہ فرض تھا کہ وہ اس عبارت پر اپنی تیسری تقریر ہی میں صفائی پیش کرتے اس لیے کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی دوسری تقریر میں اس عبارت کو بیان کر کے اعتراضات کیے تھے اور بانی مدرسہ دیو بند مولانا قاسم نانوتوی پر گستاخی رسول کا الزام عائد کیا تھا۔ لیکن اب تک وہ اس عبارت سے اپنی نظریں چراتے آ رہے تھے۔ مناظرہ کمیٹی نے جب اس تعلق سے سوالات قائم کیے تب مجبور ہو کر انہوں نے جو مضحکہ خیز صفائی پیش کی وہ یہ تھی کہ بانی مدرسہ دیو بند مولانا قاسم نانوتوی نے کسی کو نا سمجھ نہیں کہا ہے۔ اُن کی پوری عبارت میں نا سمجھ کا لفظ کہیں موجود نہیں ہے۔ اور عوام میں عام لوگ بھی شامل ہیں اور خاص لوگ بھی شامل ہیں۔ عوام میں علماء بھی شامل ہیں۔

بانی مدرسہ دیو بند کی گستاخانہ عبارت پر یہ تھا مولانا طاہر گیاوی صاحب کا مکمل جواب اس میں نہ تو انہوں نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے کسی الزام اور اعتراض کا کوئی جواب دیا اور نہ ہی کوئی ایسی بات کہی جسے سن کر کسی طرح کا اطمینان حاصل ہو سکے۔ بانی مدرسہ دیو بند کی عبارت کی جو تشریح مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کی ہے وہ اس قدر جاہلانہ ہے کہ مولانا طاہر گیاوی کی حماقت پر سر پیٹنے کو جی چاہتا ہے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کب یہ دعویٰ کیا تھا کہ تحذیر الناس کی اس گستاخانہ عبارت میں نا سمجھ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے؟ مفتی صاحب نے تو اہل فہم سے کئے گئے عوام کے تقابل سے جو مطلب نکلتا ہے اسے بیان کیا تھا۔ دنیا بھر میں کسی بھی اہل زبان کے سامنے اس گمراہ کن عبارت کو رکھ دیجئے اُس کا جواب یہی ہوگا کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے مذکورہ عبارت کا جو مطلب بیان کیا ہے۔ وہی صحیح اور درست ہے جبکہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے عوام میں بیک وقت عام اور خاص لوگوں کے ساتھ ساتھ علماء کو بھی شامل کر کے جو حماقت کی ہے اس کی امید کسی طفل مکتب سے بھی نہیں کی جا سکتی۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی پانچویں جوابی تقریر........

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے ہزاروں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ

''آپ حضرات کل سے بار بار یہ سن رہے ہیں کہ مولانا قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ اس عبارت پر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے ملمع کاری کی بہت کوشش کی۔ کبھی کہا کہ دیکھئے خود مولانا قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔ فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے۔ فلاں حاشیے پر یہ لکھا ہے۔ مگر اس بات کا جواب نہیں دیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اگر پیدا ہو جائے تو فرق پڑے گا یا نہیں؟'' آپ نے کہا ''میں نے اس سے پہلے بھی کہا تھا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے جہاں فرض کیا ہے وہیں تجویز کا لفظ بھی لکھا ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی کے ذریعے استعمال کیا گیا تجویز کا لفظ یہ ثبوت دیتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کو مولانا قاسم نانوتوی نے جائز سمجھا ہے۔ اس کا بھی کوئی جواب اب تک مولانا طاہر گیاوی صاحب کی طرف سے نہیں دیا گیا ہے۔ آپ نے ایک بار پھر بانی مدرسہ دیو بند کی عبارت پڑھ کر سنائی۔

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

(تحذیر الناس، مکتبہ تھانوی، دیو بند)

مفتی صاحب نے فرمایا ''بانی دیو بند مولانا قاسم نانوتوی نے جو یہ بات کہی ہے وہ پوری امت کے مسلمانوں کے متفقہ و مسلمہ عقیدے سے ہٹ کر کہی ہے۔ اس سے پہلے اس طرح کی بات کبھی کسی نے نہیں کہی۔ نبی تجویز کرنے کا کام صرف دیو بند ہی میں ہوا ہے۔ دنیا بھر میں اور کہیں نہیں ہوا۔ آپ نے کہا کہ صرف میں ہی نہیں کہتا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں ہے۔ بلکہ پوری دنیا کے علماء نے یہی بات اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ اسی پر پوری امت کا اجماع ہے۔''

شفاء شریف اور نسیم الریاض کے حوالے سے آپ نے درج ذیل دو عبارتوں کو پڑھ کر سنایا۔

(یہاں صرف ترجمے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔)

(۱) کوئی یہ تجویز کرے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے تو وہ مسلمان نہیں

ہوگا بلکہ کافر ہے۔

(۳) جو یہ سوچے اور یہ گمان رکھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کا تصور ہی اسلام میں نہیں ہے۔ جو اس طرح کا خیال رکھے وہ اسلام کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ اس زمین کی اُس زمین کی یا آسمان کی کوئی قید نہیں ہے۔'' مولانا طاہر گیاوی صاحب کی گذشتہ تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ''ابھی مولانا نے کہا کہ جو انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہیں اور زندہ ہیں اُن سب پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت حاصل ہے۔ بلاشبہ یہ تسلیم ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ آپ کے بعد بھی اگر نبی آ جائے تو اس پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت حاصل ہوگی۔ دیو بندی مناظر طاہر گیاوی کی اس بات کی گرفت کرتے ہوئے موصوف نے فرمایا کہ ''جب قطعی اور یقینی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو ہی نہیں سکتا تو پھر اس پر فضیلت کی کیا بات آئی؟'' آپ نے کہا کہ ''مولانا طاہر گیاوی صاحب کی اس بات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اُن کے نزدیک کوئی نیا نبی آ سکتا ہے۔''

مفتی صاحب نے فرمایا کہ ''جان چھٹنے کی جب کوئی سبیل نظر نہیں آ رہی ہے تو اب مولانا طاہر گیاوی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے یہ کتاب ایک سوال کے جواب میں لکھی ہے۔ اگر مولانا قاسم نانوتوی کا یہ جواب غلط ہے تو پھر اس کا صحیح جواب کیا ہوگا یہ ہمیں بتایا جائے۔'' آپ نے کہا کہ ''مولانا طاہر گیاوی صاحب نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اُس سوال کا جواب دوں تو لیجئے اس تعلق سے اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے اُن ہی کے اکابر اور پیشوا کا جواب مولانا طاہر گیاوی صاحب کی نذر کر دیتا ہوں تاکہ انہیں انکار کرنے کا موقع نہ مل سکے۔'' دیو بندیوں کی مشہور کتاب براہین قاطعہ سے حوالہ پیش کرنے سے پہلے موصوف نے بتایا کہ ''دیو بندیوں کے مشہور عالم مولانا خلیل انبیٹھوی کی اس کتاب پر ان کے استاد اور دیو بندیوں کے پیشوا رشید احمد گنگوہی کی یہ تصدیق موجود ہے کہ ''اس کتاب کو میں نے پورے طور پر پڑھا ہے اور اس میں دیا گیا ہر مسئلہ صحیح و درست ہے۔'' مفتی صاحب نے کہا کہ ''اس تصدیق کے بعد اب یہ کتاب علمائے دیو بند کے دونوں بزرگوں کی مشترکہ کتاب

ہوگئی ہے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ دیو بندیوں کی اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ جو بات ضروری اور قطعی ہے ان کا ثبوت دلیل قطعی سے چاہیے اگر اس کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو جاتا ہے اور پھر اُس کے خلاف کوئی بات آتی ہے تو چاہے وہ حدیث ہی ہو۔ خبر واحد ہونے کی وجہ سے مانی نہیں جائیگی۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے براہین قاطعہ کی جو عبارت اس موقع پر پڑھ کر سنائی وہ یہ ہے۔

''عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں ہے۔'' (واضح رہے کہ خبر واحد حدیث ہی کو کہتے ہیں۔)

اس عبارت کو پڑھنے کے بعد مولانا طاہر گیاوی صاحب سے مخاطب ہو کر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ ''آپ نے مجھ سے جو سوال کیا تھا اس کا جواب یہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا یہ قرآن کی آیت اور حدیث متواتر سے ثابت ہے۔ امت کا اجماع بھی اسی پر ہے اور یہ عقیدہ ضروریات دین میں بھی داخل ہے۔ عبداللہ بن عباس کی روایت میں اگر آپ کو بظاہر اس کے خلاف نظر آ رہا تھا تو اسے متروک کرنا چاہیے تھا نہ کہ ضروریات دین میں ہیر پھیر کرتے ہوئے یہ کہنا چاہیے تھا کہ اگر اللہ کے نبی کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو کچھ فرق نہیں آئے گا۔''

موصوف نے فرمایا کہ ''مولانا طاہر گیاوی صاحب سے ہمارا سیدھا سوال یہ ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو فرق آئے گا کہ نہیں آئے گا؟ دو لفظوں میں اس کا جواب دینے کی بجائے وہ بحث کر رہے ہیں کہ مولانا قاسم نانوتوی نے یہ بات اس معنی کے اعتبار سے کہی اور اس معنی کے اعتبار سے کہی۔'' آپ نے کہا کہ ''یہاں یہ مت بتاؤ کہ مولانا قاسم نانوتوی نے یہ بات دن میں کہی کہ رات میں کہی۔ اس معنی کے اعتبار سے کہا کہ اُس معنی کے اعتبار سے کہا۔ کسی بھی معنی کے اعتبار سے کہا ہو جب یہ کہا ہے کہ..... ''اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'' تو ضروریات دین کا انکار کر دیا۔ اور وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں اسی طرح ایک کفری عقیدے کی تائید و تعریف کر کے آپ بھی دائرۂ اسلام سے باہر ہو گئے ہیں۔''

مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے الملفوظ کی پیش کردہ عبارت پر بحث کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ''وہاں تو یہ فرض محال کہہ کر کہا گیا ہے۔ لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب کو خبر نہیں کہ خود اُن کے گھر میں اُن کے علماء نے اپنے بزرگوں کو خدا کہہ دیا ہے۔'' جمعیۃ العلماء ہند کے صدر اسعد مدنی کے والد مولانا حسین احمد ٹانڈوی کے انتقال کے بعد علمائے دیو بند کی جانب سے شائع کیے گئے۔ الجمعیۃ کے

شیخ الاسلام نمبر کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر آپ نے کہا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب دیکھئے۔ علمائے دیوبند نے مولانا حسین احمد ٹانڈوی کو کیسے مجاز کے پردے میں خدا بنایا ہے۔ شیخ الاسلام نمبر سے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے ''مولانا حسین احمد'' کے عنوان سے لکھے گئے مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی دیوبندی کا یہ اقتباس پڑھ کر سنایا۔

> تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے ہوئے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اُس کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسان سے فروتنی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تم کبھی تصور بھی کر سکے؟ کہ ربّ العالمین اپنی کبریائی پر پردہ ڈال کے تمہارے گھروں میں آ کر رہے گا۔ تم سے ہم کلام ہوگا۔ تمہاری خدمتیں کرے گا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ تو پھر کیا میں دیوانہ ہوں۔ مجنوں ہوں۔ نہیں بھائیو۔ یہ بات نہیں ہے میں سری ہوں نہ سودائی جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے۔ حق ہے۔ مگر سمجھ کا ذرا سا پھیر ہے۔ حقیقت و مجاز کا فرق ہے۔ محبت کا معاملہ ہے اور محبت میں اشاروں کنایوں سے کام لینا پڑتا ہے۔ محبت بے پردہ سچائی کو کبھی گوارا نہیں کرتی۔ کچھ بند بند۔ ڈھکی ڈھکی۔ چھپی چھپی باتیں ہی محبت کو راس آتی ہیں۔ (شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۵۹)

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے مولانا قاسم نانوتوی پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ ''بانی دیوبند نے نبوت کا دروازہ کھول کر خود نبی بننے کا خواب بھی دیکھا تھا۔ لیکن زندگی نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ ورنہ وہ خود غلام احمد قادیانی کی طرح نبی ہونے کا اعلان کر دیتے۔'' آپ نے کہا کہ ''حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کی جو بات کہی جا رہی تھی وہ سب ابتدائی تیاریاں تھیں۔ ماحول کو سازگار بنایا جا رہا تھا۔ تاکہ جب نبوت کا اعلان کیا جائے تو ہر طرف سے مخالفت نہ ہو اور ان کے گروہ کے لوگ اسی دلیل کو بنیاد بنا کر مولانا قاسم نانوتوی کے نبی ہونے کی تشہیر کر سکیں۔'' مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ یہ جو الزام میں نے عائد کیا ہے وہ بے سبب نہیں ہے۔ دعویٰ نبوت کی جانب مولانا قاسم نانوتوی کی پیش قدمی کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ

''انہوں نے اپنے پیر سے عرض کیا کہ جب بھی ذکر کرتا ہوں تو میرے سینے پر بوجھ محسوس ہوتا ہے اور بھاری پن معلوم ہوتا ہے تو ان کے بقول پیر نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ یہ نبوت کا آپ کے سر پر فیضان ہو رہا ہے اور یہ وہ ثقل (بوجھ) ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا۔ تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے۔'' (سوانح قاسمی، ج ا، ص ۲۰۲)

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی چھٹی تقریر.....

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی اس تقریر کی ابتداء اس مطالبے کے ساتھ کی کہ ''مفتی مطیع الرحمٰن صاحب یہ نشان دہی فرمادیں کہ تحذیر الناس کی عبارت میں کہاں لکھا ہے کہ نیا نبی آ جائے گا اور بتادیں کہ نیا کا لفظ تحذیر الناس میں کہاں لکھا ہوا ہے۔'' انہوں نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے کہا کہ ''وہ جو عبارتیں اب تک پیش کر رہے تھے اُسے دوبارہ پڑھ کر سنادیں تاکہ ہم بھی نیا کا لفظ تحذیر الناس میں کہاں ہے اس کو دیکھ سکیں۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے مولانا طاہر گیاوی کے اس مطالبے کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ''میں نے کئی بار تحذیر الناس کی یہ عبارت اب تک پڑھ کر سنائی ہے اور جب جب میں نے عبارت پڑھی تو اُسے لفظ بہ لفظ سنایا اور پھر جب اس کی توضیح اور وضاحت کی تو اس وقت میں نے نیا کا لفظ استعمال کیا۔ اب یہ لفظ کہاں سے ملا؟ تو اسے ڈھونڈھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ اگر ''بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو..... آپ نے کہا کہ جو بھی پیدا ہوگا تو وہ نیا نہیں تو کیا پرانا ہوگا؟''

> مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی اس وضاحت کے بعد مولانا طاہر گیاوی صاحب نے جو کمال دکھایا ہے اُس کی بنیاد پر انہیں دارالعلوم دیوبند کی صدارت سے سرفراز کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ''پیدا ہونے کا مطلب صرف ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا نہیں ہے بلکہ یہ لفظ ظاہر ہونے کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ظاہر نہیں ہوگا صریح کفر ہے۔ جس کا ارتکاب اتنے بڑے مجمع میں بار بار مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کرتے رہے ہیں۔''

اس کے بعد انہوں نے اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کے حوالے سے بتایا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی چار نبیوں کے زندہ ہونے کو تو سبھی مسلمان تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت ادریس، حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس یہ چار نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ ہیں۔'' یہ بیان کرنے کے بعد گیاوی صاحب نے کہا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار نبیوں کے زندہ رہنے سے جب فرق نہیں ہوتا تو ایک سے کیسے ہو جائے گا؟''

مولانا طاہر گیاوی صاحب کو تو اپنی اس تقریر میں مفتی مطیع الرحمٰن کے اُس جواب پر تبصرہ کرنا چاہیے تھا کہ جس کا مطالبہ بار بار اُن کی طرف سے ہو رہا تھا۔ تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت اور پھر مولانا قاسم نانوتوی کے جواب کو لے کر گیاوی صاحب نے بہت ہنگامہ مچایا تھا کہ اگر اس کا جواب مولانا نانوتوی نے غلط دیا ہے تو صحیح جواب کو منظر عام پر لایا جائے۔ اس تعلق سے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے ذریعے جب جواب دے دیا گیا تو اُس پر کسی طرح کے ردِ عمل کا اظہار تک مولانا طاہر گیاوی صاحب نے نہیں کیا۔ اُن کی خاموشی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ بھی وہ بے بس رہے ورنہ خوب چلا چلا کر آسمان سر پر اٹھانے کی کوشش کرتے۔ یہی حال مولانا حسین احمد ٹانڈوی کے مجاز کے پردے میں خدا تسلیم کیے جانے والے حوالے پر بھی مولانا طاہر گیاوی صاحب کا حال یہ رہا کہ ایک چپ ہزار چپ۔ ہائے رے سناٹا آواز نہیں آتی۔ الملفوظ کے ایک شعر اور ایک عبارت کو لے کر وہ بار بار تکرار کرتے رہے۔ لیکن علمائے دیوبند کے ذریعے مولانا حسین احمد ٹانڈوی کو خدا کہے جانے پر انہوں نے ایک لفظ کا بھی تبصرہ نہیں کیا۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ کہنا کہ پیدا ہونے کا مطلب صرف ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا نہیں ہے بلکہ اردو زبان میں اسے ظاہر ہونے کے معنٰی میں بھی بولا جاتا ہے۔ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کو کفر سے نجات دلانے کی بجائے اور مصیبت میں پھنسانے جیسا ہے۔ اس لیے کہ اس لفظ کا یہ مطلب نکال کر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے یہ اعتراف کرلیا ہے کہ اگر پیدا ہونے کا مطلب ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا لیا جائے تو ایسی صورت میں بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی عبارت پر یہ الزام ثابت ہو جائے گا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نئے نبی کے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کو تسلیم کرلیا ہے جو کہ کفر ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ مولانا قاسم نانوتوی نے پیدا ہونے سے مراد ظاہر ہونا لیا ہے یا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا لیا ہے تو اس کا جواب کچھ مشکل نہیں مولانا طاہر گیاوی صاحب اور سارے علمائے دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے اس بات کا ثبوت دیں کہ مولانا قاسم نانوتوی نے پیدا ہونے کا مطلب ظاہر ہونا لیا ہے۔ اور جب یہی بات تھی تو مولانا طاہر گیاوی صاحب کو اب تک اس کا ہوش کیوں نہیں تھا؟ انہیں اپنی پہلی تقریر میں ہی اس کا اظہار کر دینا چاہیے تھا۔ چھٹی تقریر تک انتظار کی ضرورت ہی کیا تھی؟

اور اگر خاتم النبیین کا یہی معنٰی ہے کہ حضور کے بعد بھی چار چار نبی زندہ ہیں یا ظاہر ہوں گے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پھر اس معنٰی پر تو کسی کو اختلاف ہی نہیں۔ لیکن خاص خاتم النبیین کی آیت کا یہ معنٰی تو نہ مولانا قاسم نانوتوی نے بیان کیا ہے نہ ہی کسی اور عالم نے پھر اگر یہی معنٰی ہوتا تو اختلاف ہی کیوں ہوتا؟ سارا اختلاف تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے پیدا ہو جانے اور اس کے باوجود بھی خاتم النبیین میں کچھ فرق نہیں آنے کا ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب جب ہر طرف سے لاجواب ہوتے جا رہے ہیں تو ایسی بے تکی باتیں کرنے پر اتر آئے ہیں کہ جس پر کچھ کہنے سے بھی شرم کا سر جھک جاتا ہے۔ اسی طرح مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جب چار نبی زندہ ہیں اور کچھ فرق نہیں آرہا ہے تو پھر اور ایک کے آجانے سے کیسے فرق آجائے گا؟ کھلی ہوئی حماقت و جہالت ہے۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں تو قرآن و حدیث کا ارشاد غلط ہو جائے گا اللہ و رسول کی بات صحیح نہیں رہے گی۔

اس مناظرے میں فریقین کے درمیان دونوں سے بحث اس مسئلہ پر جاری ہے کہ بالفرض اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق آئے گا کہ نہیں آئے گا؟ اور مولانا طاہر گیاوی صاحب ہیں کہ ان چار نبیوں کا حوالہ دے رہے ہیں جن کا ظہور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہو چکا تھا۔ بحث ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کی اور مولانا طاہر گیاوی صاحب دلیل دے رہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ظاہر ہونے والوں کی۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کو تو ایسی قابل رحم حالت میں پہنچنے سے پہلے ہی اپنے گھر چلے جانا چاہیے تھا۔ وہ خود بھی ڈوب رہے ہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند اور علمائے دیوبند کو بھی اپنے ساتھ ڈبائے جا رہے ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ خود ان کی عوام مناظرہ گاہ میں ٹکٹکی باندھے ہوئے انہیں دیکھ رہے تھے اور حیرت میں تھے کہ ہمارے مولانا جو کچھ بول رہے ہیں کیا اُسے خود بھی سمجھ رہے ہیں؟ اس کا اظہار اختتام مناظرہ پر خود دیوبندی عوام نے کھل کر کیا۔ جس کی باوثوق ذرائع سے مجھے اطلاع موصول ہوئی۔ اس لیے مناسب جانا کہ اس کا ذکر یہاں کر دیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ مناظرے کی اس روداد کو پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند مسلمان بھی اسے قبول کیے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ دیوبندی مناظر نے مولانا قاسم نانوتوی (بانی مدرسہ دیوبند) کو بچانے کی بجائے کفر کے دلدل میں اور زیادہ پھنسانے کا کام کیا ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے چار نبیوں کے زندہ ہونے کے ثبوت میں اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی کتاب سرور القلوب کا حوالہ دینے کے بعد کہا کہ ''اس سے معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں کافر تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے والد بھی کافر۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب بھی کافر ہیں یہ خاندان اور ان کا پورا کنبہ کافر ہے، کھلے ہوئے کافروں کا ہے اسی لیے ان کی خصلت بنی ہوئی ہے لوگوں کو کافر بنانے کی'' اس جگہ مجھے مولانا طاہر گیاوی صاحب کا وہ جملہ یاد آ رہا ہے جو انہوں نے اپنی دوسری تقریر میں مناظرہ کمیٹی سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ

''مناظرہ کمیٹی کی یہ کمزوری ہے کہ وہ علمی گفتگو کی نزاکتوں کو نہیں سمجھتی اور مناظرے کے داؤ پیچ سے واقف نہیں ہے وہ مناظر کی کمزوریوں کو محسوس نہیں کر سکتی۔''

مولانا طاہر گیاوی صاحب کتنی علمی گفتگو فرما رہے ہیں یہ تو سب پر ظاہر ہوتا ہی چلا جا رہا ہے۔ رہی بات مناظرے کے داؤ پیچ کی تو اس میں بھی وہ اپنے طور پر بڑی زور آزمائی کر رہے ہیں۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے بانی مدرسہ دیوبند اور علمائے دیوبند پر کفر کا الزام عائد کیا تو مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بھی ایک لمحہ کی دیری کیے بغیر چن چن کر لوگوں کو کافر بنانا شروع کر دیا۔ اور اس بات کا ثبوت دے دیا کہ انہیں مناظرے میں کسی طور پر کمزور محسوس نہ کیا جائے۔ اب یہ اور بات رہی کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کن دلائل کی بنیاد پر انہیں کافر کہا اور یہ کس سبب سے کفر کی مشین گن اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہیں۔ یہ فیصلہ تو عوام کے اوپر ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے یہ سوال بھی کیا کہ زید اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ اے بیوی فرض کر لے کہ میں نے تجھ کو تین طلاق دے دیا؟ تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ بہت غور و فکر کے بعد گیاوی صاحب نے جو سوال بنایا تو اس میں بھی خیانت کر ڈالی۔ مولانا قاسم نانوتوی کی متنازعہ کفری عبارت کو سامنے رکھ کر جو سوال بنے گا وہ ایسا نہیں ہوگا جیسے مولانا طاہر گیاوی صاحب نے بنایا ہے بلکہ وہ سوال تو یوں ہوگا کہ

''اگر بالفرض زید نے نکاح کے بعد اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا تو اس کے نکاح میں کچھ فرق آئے گا یا نہیں؟'' مولانا طاہر گیاوی صاحب کو چاہیے کہ اس سوال کو دارالعلوم دیوبند اور ندوہ بھیج کر دیکھ لیں کہ وہاں سے کیا جواب آتا ہے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔

انہوں نے اپنی اس تقریر میں یہ بھی کہا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے خاتم کے جو معنی بیان کیے

ہیں۔ اُسے خود مولانا احمد رضا خاں اور ان کے والد کے ساتھ ساتھ اور علماء نے بھی لکھا ہے۔ لیکن اس جھوٹے دعوے کی کوئی دلیل نہ دی اور نہ ہی یہ بتایا کہ دوسرے علماء نے کس کتاب میں اس تعلق سے کیا لکھا ہے۔ بس صرف زبانی طور پر یہ دعویٰ کر دیا۔ نسیم الریاض سے انہوں نے جو حوالہ دیا اُس کا اُردو ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

''اگر تم سمجھتے کہ کتنی بڑی عظمت اللہ نے ہمارے نبی کو دی ہے وہ امام الانبیاء ہیں۔ آخرت میں اس عظمت کو اس طرح ظاہر کیا ہے کہ سارے انبیاء اس دن حضور کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اللہ نے اس دنیا میں بھی میرے نبی کا نبیوں کا نبی ہونا ظاہر فرما دیا کہ اللہ نے بیت المقدس میں سرور کائنات کو اور سارے نبیوں کو جمع کیا۔ حضور نے سب کی امامت فرمائی۔'' (نسیم الریاض)

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی بطور حوالہ پیش کی ہوئی اس عبارت کو بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی صاحب کی اس عبارت سے کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'' کون سا تعلق ہے؟ قارئین اس پر غور و فکر فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ جو شخص مناظرے کے قواعد و ضوابط سے بزعم خویش خوب واقفیت رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے وہ کیسی الٹی اور بے موقع باتیں اپنے موقف کی تائید میں بیان کر رہا ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے مذکورہ عبارت کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ ''اگر بالفرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہو جاتا آدم یا کسی اور کے زمانے میں تو باقی سارے انبیاء آپ کے بعد ہوتے اور اگر فرض کر لو کہ باقی انبیاء آپ کے بعد ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کون سا فرق آ جاتا؟''

آپ نے کہا کہ ''مولانا قاسم نانوتوی کی عبارت بالکل بے غبار ہے اور سر سے پاؤں تک وہ ایمان ہی ایمان ہے۔''

جہاں سراسر بدعقیدگی اور کفر بھرا ہوا ہے وہاں گیاوی صاحب کو سر سے پاؤں تک ایمان ہی ایمان نظر آتا ہے۔ گیاوی صاحب کا یہ ایمان قرآن و حدیث اور تفسیر و شرح کی حمایت سے کیسا محروم ہے اس کا احساس بار بار قارئین کو ہو رہا ہوگا کہ مولانا قاسم نانوتوی کے ایجاد کیے ہوئے تحذیر الناس کی حمایت اور تائید میں وہ کچھ بھی ثبوت پیش نہیں کر پا رہے ہیں۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی چھٹی جوابی تقریر.....

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی اس بات پر کہ ''تحذیر الناس کی عبارت میں جو پیدا ہونے کا لفظ ہے اس سے مراد ظاہر ہونا ہے۔'' بحث کرتے ہوئے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی اس تقریر کا آغاز کیا اور فرمایا کہ

مولانا قاسم نانوتوی صاحب کی کتاب تحذیر الناس جیسے ہی منظر عام پر آئی ہر طرف اس کی متنازعہ و کفری عبارات کی گرفت شروع ہوگئی۔ علمائے دین متنازعہ عبارات پر تقریری اور تحریری صورت میں اعتراضات کرتے رہے۔ علمائے ہند نے کفر کا فتویٰ مولانا قاسم نانوتوی پر لگایا۔ (تفصیل کیلئے ''اغلاط قاسمیہ'' دیکھئے)۔ علمائے عرب نے بھی بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس پر کفر کا فتویٰ دیا۔ (تفصیل کیلئے ''فتاویٰ الحرمین'' اور ''حسام الحرمین'' دیکھئے) نہ تو اس وقت مولانا قاسم نانوتوی نے کہا کہ پیدا ہونے سے مراد ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا نہیں بلکہ ظاہر ہونا ہے۔ نہ ہی دوسرے علمائے دیوبند نے آج تک یہ بات کہی۔ آپ نے کہا کہ تحذیر الناس میں بیان کیے گئے عقیدے کی مخالفت میں علمائے اسلام کتابیں تصنیف کرتے رہے اور علمائے دیوبند تحذیر الناس کی حمایت میں کتابیں چھاپتے رہے۔ اس موضوع پر جگہ جگہ مناظرے بھی ہوئے لیکن آج تک علمائے دیوبند نے نہ ہی تحریری صورت میں یہ بات کہی اور نہ ہی اپنی تقریر میں کبھی اس بات کا اظہار کیا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے پیدا ہونے سے مراد ظاہر ہونا لیا ہے۔ اب جب کہ ہر طرف سے مولانا طاہر گیاوی صاحب مکمل طور پر گھر چکے ہیں تو جان چھڑانے کیلئے وہ بات کہہ رہے ہیں جو ان کے کسی بزرگ نے آج تک نہیں کہی۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ ''مولانا طاہر گیاوی صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ کے نزول کا بھی حوالہ دیا۔ لیکن حضرت عیسیٰ نبی کی حیثیت سے نہیں امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اس تعلق سے انہوں نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث بھی سنائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی کی امت کے حاکم بن کر تشریف لائیں گے۔ وہ خود نبی ہونے کی حیثیت سے تشریف نہیں لائیں گے۔'' نسیم الریاض اور تفسیر سورہ الم نشرح کے حوالے سے کہی گئی مولانا طاہر گیاوی صاحب کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ ان حضرات نے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی بات کہی ہے۔ (نہ کہ آئندہ نئے نبی کے آنے کی بات کہی ہے)

مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے کی گئی کفر کے فتوے کی برسات پر آپ نے کہا کہ یہاں میری اور مولانا طاہر گیاوی صاحب کی اپنی باتوں کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ اس لیے کہ میں نمائندہ ہوں علمائے بریلی کا اور مولانا طاہر گیاوی صاحب نمائندے ہیں علمائے دیوبند کے۔ میں اپنے بزرگوں کی کتابوں اور فتاووں کا پابند ہوں۔ اسی طرح مولانا طاہر گیاوی صاحب اپنے بزرگوں کی کتابوں اور فتاووں کے پابند ہیں۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اس کے بعد مولانا طاہر گیاوی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے بزرگوں نے جو لکھا ہے اُسے دیکھئے آپ کو کیا حق پہنچتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کو کافر کہنے کا جب کہ آپ کے بڑوں نے انہیں اور ان کے معتقدین کو مسلمان مانا ہے۔

اس موقع پر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے فتاویٰ دار العلوم دیوبند حصہ سوم سے یہ ثبوت پیش کیا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کے دیوبندی بزرگوں نے ہمیں مسلمان تسلیم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب دار العلوم دیوبند میں یہ سوال پہنچا کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو اور احمد رضا سے عقیدت رکھتا ہو تو اُس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ تو فتویٰ دیا گیا ہے کہ ''وہ مبتدع ہے لیکن اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔'' جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں کافر نہیں کہا گیا ہے۔ بلکہ مسلمان تسلیم کیا گیا ہے۔ (یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ جب دیوبندی علماء خدا کے علاوہ کسی کے لیے علم غیب ماننے کو شرک کہتے ہیں تو پھر شرک کرنے والا مشرک ہوگا نہ کہ مبتدع)

مولانا اشرف علی تھانوی کے ملفوظات سے دوسرا حوالہ پیش کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ الافاضات الیومیہ میں خود تھانوی صاحب نے یہ کہا ہے کہ ''وہ (احمد رضا) ہم کو کافر کہتا ہے مگر ہم اس کو کافر نہیں کہتے۔'' ان حوالوں کو بیان کرنے کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ ''آپ کے بزرگ جب ہمیں مسلمان مان رہے ہیں تو آپ کو ہمیں کافر کہنے کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا؟''

مفتی صاحب نے فرمایا کہ ''کل سے یہ گفتگو چل رہی ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی نے اہل فہم کے مقابل عوام کا لفظ استعمال کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام کو نا سمجھ لوگوں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ تحذیر الناس میں نا سمجھ کا لفظ کہیں موجود نہیں ہے۔ آپ نے کہا کہ کسی لفظ کا معنیٰ اس کے مقابل سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ عالم کا مقابل جاہل ہے امیر کا مقابل غریب سے ہی ہوگا۔ اسی طرح اہل فہم یعنی سمجھداروں کے مقابل مولانا

قاسم نانوتوی نے عوام کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس لیے عوام کا مطلب ناسمجھ ہی مانا جائے گا۔ اس لیے ہمارا یہ الزام غلط نہیں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ساری امت نے خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی جانا اور مانا ہے تو ان سب کو عوام میں شامل کر کے مولانا قاسم نانوتوی نے ناسمجھ کہہ دیا ہے۔ اور خود اکیلے اہل فہم اور سمجھدار بنے بیٹھے ہیں۔''

مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے اس عبارت پر کی گئی بحث کا تعاقب کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ''اہل فہم میں صرف اور صرف بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے اپنے آپ کو رکھا ہے اس لیے کہ پوری امت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھا ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی اکیلے اور تنہا شخص ہیں جنہوں نے اس سے ہٹ کر معنی تجویز کیے ہیں۔ اور اس بات کا اقرار خود مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں کیا ہے۔ جس کا حوالہ یہ ہے کہ

''اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم اس مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان ہو گیا اور کسی طفلِ نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔''

(تحذیر الناس، صفحہ ۴۱ مکتبہ تھانوی دیوبند)

مولانا قاسم نانوتوی کی اس عبارت کو بیان کرنے کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ''مولانا طاہر گیاوی اپنے بانی اور پیشوا مولانا قاسم نانوتوی کے اس اقرار کو دیکھیں جس میں خود وہ اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ خاتم النبیین کا جو معنی میں نے بیان کیا ہے اب تک اس مضمون کی طرف بڑے بڑوں (یعنی محدثین، مفسرین اور ائمہ دین وعلمائے اسلام کا یہاں تک کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھی فہم نہیں پہنچ سکا تھا اور اس معنی کو سمجھنے میں اب تک میں یکہ اور تنہا ہوں'' آپ نے کہا کہ ''میرے پیش کیے ہوئے اس حوالے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے پیدا ہو جانے کی بات سب سے پہلے بانی دیوبند قاسم نانوتوی نے کہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی تفسیر، حدیث کی شرح اور فتاووں کی کتابوں سے مولانا طاہر گیاوی صاحب یہ ثابت نہیں کر پا رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق کیسے نہیں آئے گا؟ میں نے تجویز کا لفظ تحذیر الناس سے بار بار دکھایا ہے لیکن طاہر گیاوی صاحب اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیتے کہ دیوبند سے پہلے بھی کہیں کوئی نبی تجویز کرنے کا کام کیا گیا ہے یا نہیں؟ نسیم الریاض

کے حوالے سے آپ نے اس موقع پر یہ عبارت بھی پیش فرمائی کہ

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہونے کو جو تجویز کرے وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (نسیم الریاض)

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی طرف سے علامہ خفاجی کا حوالہ دیے جانے کا ذکر کرتے ہوئے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ ''علامہ خفاجی کا نام لے کر اتنے بڑے مجمع میں یہ کہنا کہ علامہ خفاجی نے بھی وہی لکھا ہے جو مولانا قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔ عوام کو دھوکہ دینا ہے۔'' آپ نے کہا کہ ''مولانا طاہر گیاوی صاحب جو عربی عبارت پڑھ رہے ہیں عوام اُسے کیا سمجھ سکتے ہیں؟ عوام تو مولانا طاہر گیاوی صاحب کے اس جملے کو سن رہے ہیں کہ علامہ خفاجی نے بھی اپنی کتاب میں وہی بات لکھی ہے جو تحذیر الناس میں درج ہے۔ آپ نے مولانا طاہر گیاوی صاحب سے پر زور مطالبہ کیا کہ وہ دکھائیں کہ علامہ خفاجی نے اپنی کتاب میں کہاں یہ لکھا ہے کہ

''بالفرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'' مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے دعویٰ کیا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کبھی بھی نہیں دکھا سکتے۔ قیامت تک نہیں دکھا سکتے کہ علامہ خفاجی نے یا کسی دوسرے بزرگ نے کسی تفسیر یا حدیث کی شرح یا اپنے فتاووں میں کہیں وہ بات لکھی ہے جو بانی دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں بیان کی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کا تذکرہ کرتے ہوئے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوں گے۔ نازل ہوں گے۔ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ آپ نے مولانا طاہر گیاوی صاحب سے مطالبہ کیا کہ وہ حدیث میں کہیں یہ دکھا دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوں گے؟ اور یہ دکھا دیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو فرق نہیں آئے گا۔ آپ نے کہا کہ یہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے پر گفتگو نہیں ہے۔ اس لیے اِدھر اُدھر کی باتوں سے مولانا طاہر گیاوی صاحب کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہاں تو بحث یہ ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں خاتم النبیین کی جو من گھڑت تشریح کی ہے اسے حدیث وقرآن اور تفسیر وشرح سے مولانا طاہر گیاوی صاحب ہمارے سامنے صحیح ثابت کر کے بتائیں۔''

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی بالفرض طلاق والی مثال کا جواب دیتے ہوئے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ صحیح مثال یوں ہے کہ ''اگر بالفرض محمود عالم اپنی بیوی طاہرہ بیگم کو تین طلاق دیدے تو اس سے نکاح میں فرق آئے گا یا نہیں۔''

مولانا طاہر گیاوی صاحب کی ساتویں تقریر....

مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذمہ متعدد سوالات اور اعتراضات کے جوابات باقی رہنے کے باوجود اصل اعتراضات کا جواب دینے کی بجائے ضمنی باتوں میں وقت گذاری کا ان کا سلسلہ اس تقریر میں بھی جاری رہا۔ آپ نے کہا کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب ابھی تک طلاق کی خوب مثالیں دے رہے تھے لیکن جیسے ہی میں نے یہ سوال کیا کہ زید اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ فرض کرلو اے بیوی میں نے تم کو طلاق دے دیا تو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ تو مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے ایسی خاموشی اختیار کرلی جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہوگئی۔

قارئین کے ذہن میں تحذیر الناس کی متنازعہ عبارت کی روشنی میں اس سوال پر کیا گیا میرا اعتراض محفوظ ہوگا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ سوال ہی تحذیر الناس کی متنازعہ عبارت کی روشنی میں غلط ہے۔

تحذیر الناس کی متنازعہ عبارت کی صحیح تصویر وہ ہے جو میں نے مولانا طاہر گیاوی کی چھٹی تقریر کے ضمن میں پیش کی ہے کہ ''اگر بالفرض زید نے نکاح کے بعد اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تو اس کے نکاح میں کچھ فرق آئے گا یا نہیں؟'' اسی طرح کی مثال مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے بھی اپنی جوابی چھٹی تقریر میں پیش کی ہے کہ ''اگر بالفرض محمود عالم نے اپنی بیوی طاہرہ بیگم کو تین طلاق دیدی تو اس سے نکاح میں فرق آئے گا یا نہیں؟ جس کا جواب مولانا طاہر گیاوی صاحب نہیں دے سکے۔ اور ابھی تک یہ سوال اُن کے سر پر سوار ہے۔ حیرت ہے کہ اس کے باوجود وہ ڈھٹائی سے کہہ رہے ہیں کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اس کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کردیا ہے۔ آپ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ آئیں گے لیکن نبی ہوکر نہیں آئیں گے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سلب ہوجائے گی۔ اور اس طرح مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کردیا ہے۔ آپ نے سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نبوت دے کر چھین بھی لیتا ہے؟

مولانا گیاوی نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے مطالبہ کیا کہ آپ نے مسلم شریف کی جو حدیث پیش کی ہے اُسے دوبارہ پڑھئے اور کتاب کی جلد اور صفحہ نمبر بتا دیجئے، تا کہ میں بھی اُسے اپنی کتاب سے نکال لوں۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے مولانا طاہر گیاوی صاحب کے اس مطالبے پر کہا کہ ابھی جب میں یہ حوالہ دے رہا تھا اور حدیث پڑھ رہا تھا تو اس وقت کیا آپ سو رہے تھے؟ آپ کو اسی وقت کتاب کی جلد اور صفحہ نمبر نوٹ کرلینا چاہیے تھا۔ یہ کہنے کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے مسلم شریف کی جلد اور صفحہ نمبر کا حوالہ پیش کیا۔

> مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اس کے بعد حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ نبی ہوکر آئیں گے لیکن مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہہ دیا کہ نبی بن کر نہیں آئیں گے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سلب نہیں ہوگی وہ نبی رہیں گے۔ لیکن مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوکر نہیں آئیں گے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ میں ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کتاب کھول کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کا انکار کردیا ہے۔ اس لیے جب تک وہ توبہ نہیں کرلیں گے میں مناظرہ آگے بڑھنے نہیں دوں گا اس لیے کہ انہوں نے ایک ضروری عقیدے کا انکار کردیا ہے۔ یہ مولانا قاسم نانوتوی کی کرامت ہے کہ عبارت آپ نے نکالی اور مطلب ہم بیان کررہے ہیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے کو فرض کیا تھا۔ لیکن اب تو نبی کا آنا ایمان بن چکا ہے۔۔

حیرت کی بات ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا آنا ایمان بن چکا ہے تو اس ایمان کو فرض کرکے بانی دیوبند مولانا قاسم نانوتوی صاحب کیا ہوئے؟ کیوں کہ گیاوی صاحب بار بار کہہ چکے ہیں کہ فرض کرنے سے کوئی بات عقیدہ نہیں ہوجاتی۔ کیا اس موقع پر یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ۔۔۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مولانا طاہر گیاوی صاحب کے ذریعے لگائے گئے اس الزام کے بعد مناظرہ کمیٹی نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے اس ضمن میں صفائی اور وضاحت کرنے کی گذارش کی۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب

نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ مثل مشہور ہے کہ چور جب بھاگتا ہے تو شور مچاتا ہے۔

اسی طرح مولانا طاہر گیاوی صاحب بھی کفر کے مرتکب ہو کر مجھ پر بہتان رکھ رہے ہیں اور بھاگ رہے ہیں میں نے دلائل کے ذریعے جب یہ ثابت کر دیا کہ مولانا قاسم نانوتوی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مولانا طاہر گیاوی صاحب کا بھی یہی حکم ہے تو اپنے بچاؤ کے لیے یہ مجھ پر ہی کفر کا الزام دے رہے ہیں۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا کسی طور پر انکار نہیں کیا ہے۔ بلکہ صاف صاف اس بات کا اظہار کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کی حیثیت سے اب دوبارہ تشریف نہیں لائیں گے بلکہ امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ یہی بات میری ٹیپ میں بھی ریکارڈ ہے اسے مناظرہ کمیٹی خود بھی سن سکتی ہے اور دوبارہ عوام کو بھی سنا سکتی ہے تاکہ مولانا طاہر گیاوی کے جھوٹے الزام کی دھجیاں بکھرتے ہوئے سب دیکھ سکیں۔

اُس کے بعد مناظرہ کمیٹی نے کئی بار مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی تقریر دوبارہ سنی اور پورے مجمع کو بھی سنائی لیکن مفتی مطیع الرحمٰن پر لگایا گیا۔ مولانا طاہر گیاوی کا الزام ثابت نہیں ہو سکا کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا ہے بلکہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی تقریر میں یہی جملے موجود تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوں گے بلکہ تشریف لائیں گے نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کے جھوٹے الزام کا پردہ جیسے ہی چاک ہوا پورے مجمع میں ایک جوش و خروش کا ماحول پیدا ہو گیا۔ دونوں اسٹیج سے عوام سے پرسکون رہنے کی اپیل ہو رہی تھی۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے ایک بریلوی عالم دین نے جیسے ہی یہ اعلان کیا کہ سنی مسلمان اطمینان و سکون قائم رکھیں۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کو بھاگنے نہیں دیا جائے گا تو دیوبندی اسٹیج سے بھی ایک عالم دین نے مائک سنبھال کر کہا کہ ہم بھاگنے والوں میں سے نہیں ہیں بلکہ شیر کون ہے اس کا فیصلہ عوام کے سامنے ہو کر رہے گا۔

اسی ماحول میں جب مولانا طاہر گیاوی کے الزام کا ثبوت ریکارڈنگ کے ذریعے نہیں مل سکا تو اہل سنت کے صدر مناظرہ علامہ ضیاء المصطفےٰ اعظمی صاحب نے یہ اعلان کر دیا کہ جھوٹا الزام لگانے کی بنیاد پر اب کفر مولانا طاہر گیاوی صاحب کی طرف لوٹ چکا ہے اس لیے جب تک وہ توبہ نہیں کرتے اور

معافی نہیں مانگتے ہم بھی مناظرے کی کارروائی آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔ لیکن مناظرہ کمیٹی نے اعلان کیا کہ آج کا مناظرہ ختم ہونے کے بعد کمیٹی اور فریقین کے نمائندے بیٹھ کر ایک مرتبہ پھر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی تقریر کو سنیں گے۔ اور اگر مفتی صاحب پر لگایا گیا الزام ثابت نہیں ہو گا تو مولانا طاہر گیاوی صاحب سے تحریری طور پر توبہ اور معافی نامہ لکھ کر لیا جائے گا اور اگر الزام ثابت ہو گیا تو مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے تحریری طور پر لکھوا کر لے لیا جائے گا۔ یہ مناظرہ کمیٹی کا وعدہ ہے۔

حالانکہ فیصلہ تو ہو چکا اس لیے اہل سنت و جماعت کے علماء کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ مناظرہ کمیٹی کی اس تجویز کو رد کر دیتے اور بضد رہتے کہ طاہر گیاوی صاحب پہلے توبہ کریں۔ اُس کے بعد ہی مناظرے کی کارروائی آگے بڑھے گی۔ اگر اس طرح کا سخت موقف بریلوی علمائے دین کی جانب سے اختیار کیا جاتا تو بہت ممکن تھا کہ ماحول مزید کشیدہ ہو جاتا اور مولانا طاہر گیاوی کو راہ فرار اختیار کرنے کا موقع ہاتھ آ جاتا۔ اس لیے علمائے اہل سنت نے تدبر و حکمت کے ساتھ اپنی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مناظرہ کمیٹی کی تجویز سے اتفاق کر لیا۔

لیکن مناظرے کے دوسرے دن کے اختتام پر مولانا طاہر گیاوی صاحب مناظرہ کمیٹی کو کسی بھی طرح کی کوئی اطلاع دیئے بغیر ملک پور ہاٹ سے فرار ہو گئے اسی لیے مجبوراً مناظرہ کمیٹی کی جانب سے ایک اشتہار چھاپ کر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے معذرت طلب کی گئی اور کہا گیا کہ مناظرہ کمیٹی کا یہ وعدہ تھا کہ اگر مولانا طاہر گیاوی صاحب کا الزام ثابت نہیں ہو سکے گا تو تحریری طور پر ان سے معذرت اور توبہ نامہ لکھوایا جائے گا۔ مگر مناظرہ کمیٹی کو مطلع کیے بغیر ان کے چلے جانے کی وجہ سے مناظرہ کمیٹی ان سے توبہ نامہ نہیں لکھوا سکی جس کے لیے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے کمیٹی معذرت خواہ ہے اور اس اشتہار کے ذریعے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کا الزام ثابت نہیں ہو سکا۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے جو بے بنیاد الزام مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پر عائد کیا تھا اس کی وجہ سے مناظرہ تقریباً آدھا گھنٹہ رکا رہا۔ اس کے بعد دوبارہ اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے مولانا طاہر گیاوی صاحب نے ملفوظات کے حوالے سے امام احمد رضا پر یہ الزام دوبارہ عائد کیا کہ انھوں نے اس کتاب میں کہا ہے کہ "اگر خدا کو بیٹا بنانا ہوتا تو انہیں کو نہ بناتا جو سب سے زیادہ اُس کے محبوب اور

پیارے ہیں۔''

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب طلاق کی خوب مثالیں دیتے آرہے تھے۔لیکن جیسے ہی میں نے سوال کیا کہ ''اگر میں بالفرض تجھ کو طلاق دے دیتا تو تم میری بیوی نہ رہتیں۔'' تو اس کا اب تک کوئی جواب ہی مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نہیں دے رہے ہیں۔مولانا طاہر گیاوی صاحب کے اس نامکمل سوال کو اور اس سے پہلے اُن کے ذریعے کیے گئے سوال کو قارئین دیکھیں کہ یہ دونوں سوالات الگ الگ ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کو خود ہی یاد نہیں کہ پہلے انہوں نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے کون سا سوال کیا تھا؟ چھٹی تقریر میں ان کا جو سوال تھا وہ یہ ہے کہ

''زید اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ اے بیوی فرض کرلے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں'' اس سوال کا اصل بحث اور تحذیر الناس کی متنازعہ عبارت سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا اور اس پر کچھ کہنا اندھے کے آگے آنسو بہانے جیسا تھا۔قارئین پڑھ آئے ہیں کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی چھٹی تقریر میں ہی اس کا جواب دے دیا ہے اور یہ صحیح جواب ابھی تک لاجواب ہے اور قیامت تک لاجواب رہے گا۔

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'' (تحذیر الناس صفحہ ۴۰) اس عبارت کی روشنی میں جو سوال بنے گا وہ تو یوں ہوگا کہ

اگر بالفرض زید نکاح کے بعد اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے تو اس کے نکاح میں کچھ فرق آئے گا یا نہیں؟

تحذیر الناس کی متنازعہ عبارت کے پیش نظر بننے والے اس سوال کے جواب کیلئے مسلمانوں کو مفتیان کرام کی بارگاہ میں پہنچنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی اور ہر عاقل و بالغ مسلمان کہہ دے گا کہ اس صورت میں زید کے نکاح میں فرق آجائے گا۔نکاح ٹوٹ جائے گا۔طلاق واقع ہو جائے گی۔ بالکل یہی صورت تحذیر الناس کی متنازعہ اور کفری عبارت میں بھی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر بالفرض کوئی نبی پیدا ہو جائے تو یقیناً یقیناً فرق آجائے گا۔قرآن و حدیث کی بات غلط ہو جائے گی۔اللہ رسول کی بات جھوٹی ہو جائے گی۔خاتم النبیین کا معنی بدل جائے گا۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی ساتویں تقریر....

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ 'حضرات آپ نے دیکھ لیا اور دیکھ رہے ہیں کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے ابھی تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہوجانے والے سوال کا جواب نہیں دیا اور دے بھی نہیں سکتے ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت گذاری کر رہے ہیں۔میں کل سے بار بار اس سوال کو دہرا رہا ہوں مگر وہ اصل سوال کو چھوڑ کر دوسری غیر ضروری بحثوں میں جان بوجھ کر کودنے کی کوشش کر رہے ہیں۔آپ نے کہا کہ اہل سنت و جماعت کا یہ مسلم عقیدہ ہے اور سارے علمائے اسلام و محدثین و مفسرین اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔لیکن مولانا قاسم نانوتوی نے اس کے خلاف عقیدہ اپنی کتاب میں لکھا ہے۔فریق مخالف پر تنقید کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ

> مولانا طاہر گیاوی صاحب نے ابھی بار بار کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہو کر آئیں گے تو کیا وہ جب پہلے آئے تھے تو نبی ہو کر نہیں آئے تھے؟ اب جب دوبارہ آپ کی تشریف آوری ہوگی تو وہ نبی ہو کر آئیں گے۔آپ نے مولانا طاہر گیاوی صاحب سے مطالبہ کیا کہ نبی ہو کر آئیں گے یہ حدیث شریف کے کس لفظ کا ترجمہ ہے یہ بتایا جائے؟

آپ نے کہا ''میں مولانا طاہر گیاوی صاحب سے پھر یہی کہوں گا کہ میں نے جو آپ کے پدر مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے ثابت کر دیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی پیدا ہونے کو جائز قرار دیا اور کہا کہ اس سے کچھ فرق نہیں آئے گا۔تو یہ حدیث و قرآن۔تفسیر و شرح کی کس کتاب سے ثابت ہے وہ ہمیں دکھائیں۔جب کہ میں نے تو نسیم الریاض کے حوالے سے اپنی گذشتہ تقریر میں بھی ثابت کر دیا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کو تجویز کرے وہ مسلمان نہیں ہے۔'' آپ نے کہا کہ کل سے آج تک مولانا قاسم نانوتوی کی کفری عبارت کو حدیث قرآن اور تفسیر و شرح سے آپ نے ثابت ہی نہیں کیا ہے جسے یہاں موجود سارے لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ اُن کے مذہب میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں۔اور اگر بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو ان کے نزدیک کچھ فرق نہیں آئے گا۔آپ نے کہا

کہ "ہمارا عقیدہ ساری دنیا میں ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔"

> آپ نے کہا کہ "مولانا طاہر گیاوی صاحب بار بار الملفوظ کا حوالہ دے کر ضمنی بحث میں اس اصل گفتگو کو الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں اگر انہیں اس طرح کے ضمنی موضوعات پر ہی بات کرنا ہو تو میرا مطالبہ ہے کہ وہ جواب دیں کہ مولانا حسین احمد ٹانڈوی کو اشارہ و کنایہ کی زبان میں خدا کس طرح علمائے دیوبند نے مانا ہے؟"

اسی درمیان مناظرہ کمیٹی کی طرف سے یہ پوچھا گیا کہ اگر اس موضوع پر کتاب اور شخصیات پر گفتگو مکمل ہو چکی ہو تو دوسرا موضوع شروع کر دیا جائے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے جواب دیا کہ دوسرا موضوع شروع کرنے کی اجازت ہماری طرف سے دی جاتی ہے۔ لیکن کمیٹی سے میری گزارش ہے کہ پہلے وہ یہ بتا دیں کہ ان کے نزدیک یہ واضح ہو گیا یا نہیں کہ بریلی والوں کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جبکہ علمائے دیوبند ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مان رہے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کا امکان ان کے یہاں موجود ہے۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے اس سوال پر کمیٹی کی طرف سے کہا گیا کہ قرآن و حدیث سے تو یہ اطمینان ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں لیکن تفسیر اور کتاب پر یہ بات اٹکی ہوئی ہے؟

قارئین خود فیصلہ کریں کہ مناظرہ کمیٹی کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے؟ اس لیے کہ قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ تفسیر و شرح اور بزرگانِ دین کی کتابوں سے یہ پوری طرح محقق و ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا ممکن ہی نہیں ہے اور اس میں کہیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ مناظرہ کمیٹی کا یہ کہنا غلط ہے کہ اس مسئلہ پر تفسیر و شرح یا بزرگوں کی کتابوں میں اختلاف ہے۔ بلکہ مناظرہ کمیٹی کو تو صاف طور پر اس جگہ اعلان کرنا چاہیے تھا کہ فتنہ و فساد اور اختلاف کی جڑ صرف قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی کتاب تحذیر الناس ہے اور بات وہیں اٹکی ہوئی ہے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب مصیبت میں پھنسے پڑے ہیں۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اس طرح دوسرا سوال یہ کیا کہ میں نے ثبوت اور دلائل کے

ساتھ جو یہ دعویٰ کیا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے اپنے علاوہ سب کو نا سمجھ کہہ دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی دوسرے نبی کے آنے اور پیدا ہونے کو جائز کہا ہے تو یہ بات آپ حضرات پر واضح ہو گئی یا نہیں؟ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے ان سوالوں کے جواب میں مناظرہ کمیٹی نے کہا کہ شخصیت پر بحث جاری رکھی جائے۔

مناظرہ کمیٹی کی جانب سے شخصیات اور کتابوں پر بحث جاری رکھنے کے اظہار کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ "میں نے ثابت کر دیا کہ حدیث و قرآن کی روشنی میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور میں نے یہ بھی ثابت کر دکھایا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو کچھ فرق واقع نہیں ہوگا۔"

آپ نے کہا کہ "میرا مولانا طاہر گیاوی صاحب سے واضح طور پر یہ مطالبہ ہے کہ بانی دیوبند قاسم نانوتوی نے جو یہ لکھا ہے کہ "اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔" تو وہ اس مجمع میں اعلان کر دیں کہ ان کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ نہیں دو لفظوں میں اس کا وہ جواب دے دیں۔ ہاں میں یا نہیں میں۔"

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے اس مطالبے پر جواب دینے سے کتراتے ہوئے جب مولانا گیاوی صاحب نے خاموشی اختیار کی تو مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے مناظرہ کمیٹی سے مخاطب ہو کر کہا کہ انہوں نے دورانِ تقریر جب جب مجھ سے سوال کیا میں نے اس کا جواب دیا۔ اب میں ان سے سوال کر رہا ہوں تو وہ دو لفظوں میں یعنی ہاں یا نہیں میں اس کا جواب دیں اور یہ بتائیں کہ اگر حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق آئے گا کہ نہیں؟"

مناظرہ کمیٹی نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے مولانا طاہر گیاوی سے کہا کہ آپ کو دو منٹ کا وقت دیا گیا ہے آپ اس کے اندر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے سوال کا جواب دیں۔ کمیٹی کے اس اعلان پر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے مائک پر آ کر کیے گئے سوال کا جواب دینے کی بجائے کہنا شروع کیا کہ "آج دوسرا دن ہے جب میں پہلی تقریر کے لیے کھڑا ہوا تھا اس وقت سے کتابوں کے حوالے سے یہ بتاتا آیا کہ ہمارے نبی کا آخری نبی ہونا ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے۔"

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ "میرا سوال یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو تو فرق پڑے گا یا نہیں۔ آپ بس اس کا جواب دیجئے اور اسی کیلئے دو منٹ کا وقت آپ کو دیا گیا ہے۔"

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے پوچھا کہ آپ یہ سوال تحذیر الناس سے یا کہیں اور سے کر رہے ہیں؟ آپ پہلے اس کا جواب دیں۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ "میرا یہ سوال بس یوں ہی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو فرق پڑے گا یا نہیں۔"

کیے گئے سوال کا جواب تو مولانا طاہر گیاوی نے نہیں دیا مگر یہ مطالبہ ضرور کر دیا کہ پہلے مولانا قاسم نانوتوی کی عبارت سنائی جائے اور پھر اس کے بعد کوئی سوال کیا جائے اس پر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے جب یہ عبارت پڑھی کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" تو مولانا طاہر گیاوی صاحب نے پھر وہی مطالبہ کیا کہ اس عبارت کو مکمل طور پر پڑھا جائے۔ جب کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ مطالبہ بالکل فضول تھا۔ (جس پر مولانا طاہر گیاوی کی چوتھی تقریر پر بحث کرتے ہوئے کچھ باتیں عرض کی گئی ہیں۔) لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب کو تو چلا چلا کر عوام پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ مولانا قاسم نانوتوی کی جو عبارت پڑھی جا رہی ہے وہ نامکمل عبارت ہے اور اگر مکمل عبارت پڑھ کر اعتراض کیا جائے تو پھر اس عبارت میں کوئی متنازعہ بات اور کفر نہیں ہوگا۔ جبکہ قارئین نے طاہر گیاوی صاحب کی چوتھی تقریر میں بھی ان کے مطالبے پر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی طرف سے پیش کی گئی مکمل عبارت کو پڑھا ہے ایک بار پھر اُسے دیکھیں کہ دونوں صورتوں میں یہ الزام قائم رہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرض کر کے کسی اور نبی کے پیدا ہونے کو مولانا قاسم نانوتوی نے ممکن جانا ہے اور لکھا ہے کہ اس سے کچھ فرق نہیں آئے گا۔ یہی تو ان کا ختم نبوت سے انکار ہے یہی تو اُن کا من گھڑت عقیدہ اور خود اپنی طرف سے پیش کی گئی خاتم النبیین کی بے اصل اور متنازعہ تشریح ہے۔

مولانا طاہر گیاوی کے مطالبے کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اوپر سے یہ عبارت اس طرح پڑھ کر سنائی۔

ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی افراد مقصود و بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۴۰، مکتبہ تھانوی دیوبند)

اس عبارت کے پڑھنے کے ساتھ ہی مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی تقریر کا وقت پورا ہو گیا۔

قارئین سے گذارش ہے کہ طاہر گیاوی کے مطالبے پر پیش کی گئی پوری عبارت کے اس جملے کو دیکھیں جو "اگر بالفرض......" سے شروع ہو رہا ہے اس میں بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی بات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ اور یہ عبارت اپنے طور پر ایک مکمل بات ہے جب مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کو اسی عقیدے پر اعتراض ہے تو مفتی صاحب اسی بات کو بیان کریں گے۔ اس صورت میں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پر یہ الزام بار بار عائد کرنا کہ وہ مکمل عبارت نہیں پڑھ رہے ہیں۔ کسی طرح درست نہیں ہے۔ یہ صرف لوگوں کو دھوکہ دینا ہے اس لیے کہ پوری عبارت کے بعد بھی یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

اسی طرح مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ دعویٰ بھی بالکل غلط اور جھوٹا ثابت ہوا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے دوسری چھ زمینوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہونے کو فرض کیا ہے۔ اس لیے کہ "چہ جائیکہ..." سے جو بات قاسم نانوتوی صاحب نے کہی ہے اس میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ اس زمین پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تجویز کیا جائے تب بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

مولانا طاہر گیاوی کی آٹھویں تقریر.....

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی اس تقریر کا آغاز یہ کہتے ہوئے کیا کہ "حدیث وقرآن سے یہ بات مکمل ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور میں نے زمانی لحاظ سے، مکانی لحاظ سے اور رتبی لحاظ سے غرض کہ ان تینوں طور پر قرآن وحدیث سے یہ واضح کر دیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں لیکن اس کے باوجود فریق مخالف پھر مجھ سے یہ سوال کر رہا ہے کہ آپ اس کو مانتے ہیں یا نہیں۔"

اس جگہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کے جھوٹ اور غلط بیانی کی طرف میں قارئین کو متوجہ کرنا چاہوں گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے تینوں طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن وحدیث کے ذریعے آخری نبی ثابت کیا ہے۔ قارئین اب تک کی طاہر گیاوی صاحب کی تمام تقریروں کو اس کتاب کے ذریعے پڑھ چکے ہیں۔ اس کے باوجود اگر مولانا طاہر گیاوی صاحب کی تمام باتیں ذہن میں نہ ہوں تو پھر ایک بار ان کی تمام تقریروں پر نظر کر کے دیکھ لیجئے اس کتاب پر اگر یقین میں ذرہ برابر بھی شبہ ہو تو مولانا طاہر گیاوی صاحب کی تمام تقریروں کا کیسٹ سن لیجئے کہ انہوں نے کہیں بھی زمانی، مکانی ورتبی لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ثابت کرنے کیلئے نہ ہی کوئی حدیث سنائی ہے اور نہ ہی قرآن کی کوئی آیت پیش کی ہے۔ لیکن یہاں یہ جھوٹا دعویٰ کر رہے ہیں کہ میں نے قرآن وحدیث سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے۔

قارئین اس بات کے گواہ ہیں کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے تو اپنا پورا زور بیان عقیدۂ ختم نبوت میں شبہہ پیدا کرنے کیلئے صرف کر دیا ہے۔ انہوں نے پہلی ہی تقریر میں تفسیر ابن کثیر سے اس کی شروعات کی اور تقریباً اپنی ہر تقریر میں کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور پیش کی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کے امکان کو باقی رکھ کر بانی دیوبند مولانا قاسم نانوتوی صاحب کو بچایا جا سکے۔ اسی طرح مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اقرار کرنے کے باوجود مجھ سے سوال کیا جا رہا ہے کہ آپ اسے مانتے ہیں یا نہیں؟ یہ بھی ایک فریب ہے۔ اس لیے کہ ان سے یہ سوال کیا ہی نہیں گیا ہے۔ بلکہ مفتی مطیع الرحمن صاحب نے تو اُن سے یہ جاننا چاہا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو اُن کے عقیدے میں کچھ فرق آئے گا یا نہیں؟ اس کا جواب ہاں یا نہیں میں دے دیں۔ مناظرہ کمیٹی نے بھی موصوف سے یہی مطالبہ کیا

تھا کہ دومنٹ میں اس کا جواب دیا جائے مفتی مطیع الرحمن صاحب کے ذریعے کیے گئے اس سوال سے ہوئی مولانا طاہر گیاوی کی گھبراہٹ اور پریشانی کو مناظرے کے تقریباً ایک لاکھ حاضرین اور ساری دنیا کے مشاہدین نے ویڈیو گرافی کے ذریعے دیکھ لیا اور سب نے جان لیا کہ مذکورہ سوال کا جواب ہی مولانا طاہر گیاوی نہیں دے پا رہے تھے اور بحث کو دوسری جانب موڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اپنی اس تقریر میں وہ پھر یہی حرکت کر رہے ہیں۔ جو ان کے راہ فرار اختیار کرنے کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اس جگہ کہا کہ "یہ مناظرے کا طریقہ نہیں ہے جہاں سے چاہا جملہ بنا کر سوال کر دیا بلکہ یہ تو زبردستی کا طریقہ ہے آپ نے کہا کہ کسی بزرگ کی کوئی کتاب جب پیش کی جائے تو اس کی مکمل عبارت پڑھنا چاہیے۔" اس بات کی تکرار بار بار مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی تقریر میں کی ہے تاکہ اس سے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا سکے۔ جبکہ گذشتہ صفحات پر یہ بحث ہو چکی ہے کہ دونوں صورتوں میں یہ الزام اپنی جگہ قائم رہتا ہے کہ

بانی دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آ جانے کو ممکن اور جائز مانا ہے۔ اور اسی من گھڑت عقیدے کے خلاف علمائے عرب وعجم نے ان کے اوپر کفر کا فتویٰ بھی جاری کیا۔ مگر مولانا طاہر گیاوی صاحب مکمل عبارت اور نامکمل عبارت کا شور مچا کر عوام کے ذہن کو منتشر کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔

بانی دیوبند قاسم نانوتوی کی اس متنازعہ عبارت پر کہ

> "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ ۳۔ مکتبہ تھانوی، دیوبند، ص ۳، امدادیہ دیوبند)

اظہار خیال کرتے ہوئے مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ "پہلے معنیٰ" کو عوام وخواص سب مانتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک معنیٰ اور ہے جسے فرض کرتے ہوئے مولانا قاسم نانوتوی کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا؟"

اس مقام پر مولانا طاہر گیاوی صاحب کو سوچنا چاہیے تھا کہ اُن کی طرح ہر کوئی احمقوں کی جنت میں نہیں رہتا کہ وہ جو کہہ دیں سب آنکھ بند کر کے اُسے مان جائیں گے۔ اور اپنے من سے جو

چاہیں کسی بات کا مطلب بیان کر دیں اور سب اُسے مان لیں گے۔ اس حماقت کی امید انہیں صرف ایسے لوگوں سے رکھنی چاہیے جو علمائے دیو بند کی اندھی تقلید اور شخصیت پرستی میں غرق ہیں۔ رہے وہ لوگ جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عقل وشعور کی دولت ونعمت اور انصاف کی قدرت وطاقت عطا فرمائی ہے وہ کبھی اس بات کو نہیں مان سکتے۔ جو سچائی سے دور ہے مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ کہنا کہ عبارت مذکور میں بانی دیو بند نے عوام میں عوام وخواص سب کو داخل کیا ہے۔ رات کو دن کہنے جیسا ہے۔ جب عوام ہی میں خواص بھی شامل تھے تو پھر مگر کہہ کر اہل فہم کا عقیدہ بیان کرنے کی ضرورت ہی مولانا قاسم نانوتوی کو کیوں پیش آئی؟ مولانا طاہر گیاوی صاحب پر تو ابھی تک مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اور مناظرہ کمیٹی کا وہ سوال قرض رہ گیا ہے کہ وہ اہل فہم لوگ کون ہیں جن کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرنے میں حضور اکرم کی بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

> تھوڑا سا بھی پڑھا لکھا مسلمان اس بات کا فیصلہ آسانی کے ساتھ کر سکتا ہے کہ بانی دیو بند قاسم نانوتوی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے کے عقیدے کو عوام کا خیال اپنی مذکورہ متنازعہ عبارت میں بتایا ہے اور اس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر پوری امت کو عوام کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ اور پھر عوام اور ان کے خیال کو اہل فہم کے تقابل میں پیش کر کے نا سمجھ لوگوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ سارے صحابہ و تابعین ومحدثین ومفسرین اور سارے بزرگانِ دین اور سب مسلمانوں کو شامل کر دیا ہے۔ (معاذ اللہ) مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے جو یہ الزام مولانا قاسم نانوتوی پر لگایا تھا۔ اب تک مولانا طاہر گیاوی صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے ہیں۔ بلکہ وہ عوام میں عوام وخواص سب کو شامل کر کے خود کو اور بانی دیو بند مولانا قاسم نانوتوی کو سرکس کے اس جوکر کے طور پر پیش کر رہے ہیں جس پر نظر پڑتے ہی اس کی حماقت کو دیکھتے ہوئے لوگ بے اختیار ہنس دیا کرتے ہیں۔

اس موقع پر مولانا طاہر گیاوی صاحب نے امام احمد رضا کی منقبت کا ایک شعر بھی پیش کیا۔ اس شعر کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی مصیبتوں کو خود اپنے ہی ہاتھوں سے بڑھانے کی نادانی بھی کر ڈالی۔ مولانا طاہر گیاوی نے منقبت کا جو شعر پڑھا تھا وہ یہ ہے۔

ختم تفسیر وجدل ختم حرف　　　سب کا تو خاتم ہوا احمد رضا

اس شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ مولانا احمد رضا کے متعلق کیا شاعر نے جو کچھ کہا

ہے اُس سے یہ سمجھا جائے گا کہ مولانا احمد رضا کے بعد اب کوئی دوسرا ان علوم کو جاننے والا نہیں رہ گیا؟ پھر اس کی نفی کرتے ہوئے انہوں نے خود کہا کہ اس شعر کا یہ مطلب نہیں کہ مولانا احمد رضا کے بعد اب کوئی دوسرا ان علوم کا جاننے والا نہیں۔

> امام احمد رضا کی منقبت سے اس شعر کو یہاں پیش کرنے کا مقصد مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ تھا کہ جس طرح یہاں لفظ خاتم کا معنی شاعر نے آخری نہیں لیا ہے۔ اسی طرح خاتم کے معنی مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے بھی تحذیر الناس میں جو بیان کیے ہیں اُسے تسلیم کرنا چاہیے کہ اس لفظ کے کئی معنی ہیں۔ اور تحذیر الناس کی کفری عبارت میں بانی مدرسہ دیو بند نے خاتم سے مراد آخری نبی نہیں لیا ہے۔ لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب کو بتانا چاہیے کہ جس طرح خاتم کہے جانے کے باوجود امام احمد رضا کے بعد بھی ان علوم کے جاننے والے باقی رہیں گے تو کیا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم ہونے کے باوجود بھی نبیوں کا سلسلہ جاری رہے گا؟ انبیاء پیدا ہوتے رہیں گے؟ ذرا صاف صاف بتائیں۔

اور دوسری اہم بات یہ کہ خاتم کے ایسے معنی بیان کرنے کا اختیار کس نے مولانا قاسم نانوتوی اور علمائے دیو بند کو دے دیا کہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی نفی ہو رہی ہے۔ خاتم کے ایک ہزار معنی کیوں نہ ہوں۔ جب قرآن میں خاتم النبیین سے اُمت مسلمہ نے آخری نبی ہونا مراد لیا ہے۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تو پھر مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے اس سے ہٹ کر خاتم کے معنی بیان کرنے کی جسارت اور ہمت کیسے کر ڈالی؟ اس کا اختیار ان کو کس نے دیا۔

طاہر گیاوی صاحب کو تو اس کا جواب دینا چاہیے تھا کہ جو بات مولانا قاسم نانوتوی نے کہی اُسے ان سے پہلے دوسرے کسی عالم مفتی محدث اور مفسر نے بیان کیوں نہیں کی؟

اپنی اس تقریر میں مولانا طاہر گیاوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب بار بار مولانا قاسم نانوتوی کا ذکر کے نبی تجویز کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ اور نسیم الریاض کا حوالہ بھی انہوں نے پیش کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبی آنے کو تجویز کرے تو وہ کافر ہے۔ جبکہ نسیم الریاض میں جس بات کو کفر کہا گیا ہے وہ واقعی ہے۔ وہاں یہ صراحت نہیں ہے کہ اگر کوئی نبی آنے کو فرض کر کے

بھی تجویز کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس جگہ بھی مولانا طاہر گیاوی صاحب کوئی اطمینان بخش جواب دینے سے قاصر ہے ہیں اس لیے کہ مولانا قاسم نانوتوی نے جس بات کو فرض کیا ہے اس میں یہ رعایت موجود ہے کہ اگر وہ واقع ہو جاتی ہے تب بھی ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولانا قاسم نانوتوی بالفرض کہہ کر جو نبی تجویز کر رہے ہیں اس کا آنا محال اور ناممکن نہیں ہے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے تو خود بار بار اپنی تقریروں میں اس بات کو دہرایا ہے کہ اگر بالفرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آ جائے تو پھر بھی کچھ فرق نہیں آئے گا۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کے مذکورہ جملے کو میں نے لفظ بہ لفظ گذشتہ تقریروں سے نقل بھی کیا ہے اور مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے بھی مولانا طاہر گیاوی صاحب کے دستخط کے ساتھ مناظرہ کمیٹی سے اس جملے کو لکھ کر دینے کا مطالبہ بھی دوبار کیا ہے۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے جائے پناہ کی تلاش میں یہاں موضوع مناظرہ سے بالکل ہٹ کر ایک نئی بحث چھیڑ دی۔

اپنی اس تقریر میں امام احمد رضا کے رسالے "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے امام احمد رضا پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ انہوں نے اس رسالے میں "تمام پیغمبروں کا جھوٹا ہونا ممکن بالذات لکھ دیا ہے اور میرے نزدیک سارے انبیاء کو شک کے دائرے میں کھڑا کر دیا ہے۔" آپ نے مزید کہا کہ "اب بتائیے کہ احمد رضا خان صاحب سارے نبیوں کو جھوٹا بتا کر کیسے مسلمان رہے۔ ایسے گندے عقیدے سے طاہر حسین گیاوی سو سو بار خدا کی پناہ مانگتا ہے۔" اس کے بعد مولانا طاہر گیاوی صاحب نے کہا کہ "مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اس تعلق سے جو کچھ احمد رضا خاں صاحب کی صفائی کے لیے کہیں گے وہی سب کچھ مولانا قاسم نانوتوی کی صفائی میں بھی ذہن میں رکھنا ہوگا۔"

> مولانا طاہر گیاوی صاحب کی کمزوری اور بے بسی یہاں کس طرح تمام پردوں کو چاک کرتے ہوئے بے نقاب ہو رہی ہے اُسے صاف طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اپنے بزرگوں کا بوجھ جب ان سے نہیں اٹھ رہا ہے تو وہ الزامی سوالات سے یہ آس اور امید لگائے بیٹھے ہیں کہ ہو نہ ہو یہیں سے کوئی صورت جواب ایسی نکل آئے جو ہماری ڈوبتی نیا کو کچھ سہارا دے سکے۔ لیکن ان کی یہ آرزو کبھی پوری نہیں ہو سکے گی۔ اس لیے کہ ان کے پیشواؤں نے جو گناہ کیا ہے وہ ایسا بے مثل

> ہے کہ اس کی نظیر ساڑھے چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں کہیں نہیں مل سکتی۔ اس کا اظہار تو خود مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں ہی کر دیا ہے کہ خاتم النبیین کے جو معنی میں نے بیان کیے ہیں اس پر بڑے بڑوں کی نظر بھی نہیں پہنچ سکی۔

بات ہو رہی تھی مولانا طاہر گیاوی صاحب کے اس الزام کی جو انہوں نے امام احمد رضا پر لگایا ہے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کا یہ کہنا کہ "مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اس الزام کی صفائی میں جو کچھ مولانا احمد رضا خان کیلئے کہیں گے وہی سب کچھ مولانا قاسم نانوتوی کی صفائی میں بھی انہیں نظر میں رکھنا ہوگا۔" مولانا طاہر گیاوی کے الزام کو بے جان کر دیتا ہے اور یہ اعلان خود اس بات کا ثبوت ہے کہ انہوں نے امام احمد رضا پر تمام پیغمبروں کو جھوٹا کہنے کا جو الزام عائد کیا تھا۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یقینی طور پر اس کا جواب بھی موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ یہ ڈرامہ کر رہے تھے کہ ایسے گندے عقیدے سے طاہر حسین سو سو بار خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ تاکہ ان کے توبہ اور استغفار کو دیکھ کر عوام کو یقین آ جائے کو اُن کے الزام میں کچھ نہ کچھ سچائی ضرور ہے۔ یہ ساری اداکاری تو عوام کے ذہن کو اصل بحث سے دور کرنے کیلئے تھی۔

اس مقام پر امام احمد رضا کے رسالے "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" کی سبب تالیف پر روشنی اس وجہ سے ڈالی جا رہی ہے کہ چور مچائے شور کا منظر سب کے سامنے آ سکے۔ اور قارئین یہ جان سکیں کہ علمائے دیوبند نے صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل پر بھی ایسی تہمت لگائی ہے جسے سن کر مسلمانوں کا کلیجہ دہل جائے۔ امام احمد رضا نے یہ رسالہ دیوبندی جماعت کے پیشوا اور بزرگ مولانا اسماعیل دہلوی، مولانا خلیل احمد انبیٹھوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے اس گندے عقیدے کے جواب میں لکھا ہے۔ جس کا اظہار ان دیوبندی علماء نے اپنی کتاب یکروزی، جہد المقل اور براہین قاطعہ میں کرتے ہوئے کہا کہ کذب باری تعالیٰ ممکن ہے۔ یعنی خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ اسے ثابت کرنے کیلئے ان علماء نے یہ دلیل دی ہے کہ اگر کذب باری تعالیٰ کو ممکن نہ مانا جائے تو پھر بندوں کی قدرت خدا سے بڑھ جائے گی کہ اُس کے بندے تو جھوٹ بولنے پر قادر ہیں لیکن ان کا معبود اس قدرت سے محروم ہے۔

> اللہ عزوجل پر لگائے گئے علمائے دیوبند کے اس بہتان کے رد میں امام احمد رضا نے "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" نامی رسالہ تصنیف فرمایا۔ اور قرآن

حدیث، تفسیر وشرح اور عقائد کی کتابوں سے دو سو دلائل پیش کر کے یہ ثابت فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور علمائے دیوبند کا عقیدہ باطل وکفری عقیدہ ہے۔ امام احمد رضا نے اپنے اس رسالے میں علمائے دیوبند سے جواب کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ لیکن پوری صدی گذر جانے کے باوجود پوری دنیائے وہابیت امام احمد رضا کے اس رسالے کا جواب دینے سے اب تک قاصر رہی ہے۔

امام احمد رضا کا یہ رسالہ کتابی شکل میں بھی متعدد کتب خانوں سے مسلسل چھپ رہا ہے اور فتاویٰ رضویہ کی جلد ششم میں بھی (صفحہ ۲۱۲ سے ۲۷۴ تک) شامل ہے۔ یہاں صرف دو عبارتیں مذکورہ کتاب سے درج کی جاتی ہیں جسے پڑھ کر قارئین یہ احساس کر سکتے ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ پر جب کذب (جھوٹ) کی تہمت علمائے دیوبند نے لگائی تو ربّ عزوجل کے محبوب ومقبول بندے احمد رضا کو کیسی شدید تکلیف پہنچی۔ اپنے مولیٰ پر لگی تہمت کو دلائل وبراہین کے انبار سے دفع کرنے کے بعد امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ

”خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ۔ خلق کا کیا پاس۔ خالق سے شرماؤ۔ کچھ دیکھا بھی کس پر امکانِ کذب کی تہمت دھرتے ہو؟ کس پاک، بے عیب میں، عیب آنے کا احتمال کرتے ہو۔ العظمة لِلّٰه! ارے وہ خدا ہے۔ سب خوبیوں والا۔ ہر عیب ونقصان سے پاک نرالا۔ ذرا تو گریبان میں منہ ڈالو، جس نے زبان عطا فرمائی، اُس کے بارے میں تو زبان سنبھالو، وائے بے انصافی تمہیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں نہ رہو، اور ملکِ جبار واحد، قہار کا جھوٹا ہونا یوں ممکن کہو؟ یہ کون سی دیانت ہے؟ کیا انصاف ہے.......؟“ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

”للہ کچھ دیر تو حق وانصاف کی قدر سمجھو، زنجیر تعصب کی قید سے سلجھو، خارزار تکبر میں اتنا نہ اُلجھو، افسوس کے حق کا چاند جلوہ نما اور تمہارے نصیب کی وہی کالی گھٹا، ہمائے ہمایوں سایہ افگن، اور تمہارا تاج وہی بالِ زغن، اے سچے خدا، سچ سے موصوف جھوٹ سے نرالے، سچے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے، اپنے سچے حبیب کی سچی وجاہت کا صدقہ، امت مصطفےٰ کو سچی ہدایت عنایت فرما۔“

(فتاویٰ رضویہ جلد ششم مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

لیکن افسوس کہ اس کے باوجود وہابی ظالموں کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ آج تک وہ کتابیں چھاپی جارہی ہیں، پھیلائی جارہی ہیں، جس میں دیوبندی بزرگوں نے اللہ تبارک تعالیٰ کے جھوٹا ہونے کو ممکن قرار دیا ہے۔ (معاذ اللہ)

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی آٹھویں تقریر.....

اپنی اس تقریر کی ابتداء کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ”میں نے آپ سب کے سامنے اپنی گذشتہ تقریر میں مولانا طاہر گیاوی صاحب سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ تو ہمارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اقرار کرتے ہو، لیکن آپ کے پیشوا مولانا قاسم نانوتوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ

”بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا“ تو آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے یا نہیں؟ تو گیاوی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے کہا کہ ”تحذیر الناس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار ہے اس لیے میں نے مولانا قاسم نانوتوی کی اس کتاب کو بطور حوالہ پیش کیا اور بار بار مولانا طاہر گیاوی صاحب سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو کچھ فرق آئے گا یا نہیں؟ نہ تو مولانا طاہر گیاوی صاحب میرے سوال کا جواب دیتے ہیں اور نہ ہی صاف طور پر یہ کہتے ہیں کہ ہاں میرا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔“

آپ نے کہا کہ ”موضوع مناظرہ کے مطابق میں نے تحذیر الناس اور مولانا قاسم نانوتوی کے غلط عقیدے کو پیش کیا ہے۔ لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب نے ابھی بے موقع اعلیٰ حضرت کی کتاب سبحان السبوح کے حوالے سے ایک بالکل نئی بحث چھیڑ کر اصل موضوع مناظرہ سے عوام کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی ہے اور امام احمد رضا کے متعلق کہا ہے کہ وہ نبی کیلئے کذب کے ممکن ذاتی کو مانتے ہیں۔“ آپ نے کہا کہ ”دیوبندیوں کے نزدیک تو اللہ کا کذب (جھوٹ) بھی ممکن ہے۔ جو اس مناظرے کا آخری موضوع ہے۔ انشاء اللہ جب اس پر گفتگو ہوگی تو میں یہ بتاؤں گا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب کے بزرگوں نے تو خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن مان لیا ہے۔ اور اُسی وقت میں اس ضمن میں امام احمد رضا کے متعلق کہی گئی طاہر گیاوی صاحب کی تمام باتوں کا جواب بھی دوں گا۔“

ابھی چونکہ گفتگو چل رہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے اور نہ ہونے کے موضوع پر تو میں مناظرے کے اسی پہلے موضوع پر بحث کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ کل سے مولانا

طاہر گیاوی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اقرار صرف اس لیے کر رہے ہیں کہ کہیں عام مسلمان بھڑک نہ جائیں، ورنہ میں نے تو ان کے بانی اور پیشوا کی کتاب سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کو جائز قرار دے کر ضروریاتِ دین کا انکار کیا ہے۔''

آپ نے کہا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب بار بار یہ بات کہتے رہے ہیں کہ مولانا قاسم نانوتوی کی مکمل عبارت پڑھی جائے۔ اوپر سے اُن کے الفاظ پڑھے جائیں۔ دو سطر اوپر سے تحذیر الناس کی عبارت پڑھی جائے۔ لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیے کہ مولانا قاسم نانوتوی کی عبارت کہیں سے بھی پڑھی جائے۔ ہر صورت میں اُن پر ختم نبوت کا انکار ثابت ہو جاتا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں تحذیر الناس کی متنازعہ عبارت کو مولانا طاہر گیاوی کے مطالبے پر پھر ایک بار اوپر سے پڑھ کر سناتا ہوں۔ مولانا قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ

> ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۳۴، مکتبہ تھانوی دیوبند)

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اس عبارت کو پیش کرنے کے بعد کہا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے پیدا ہونے کا عقیدہ ان کے بزرگوں سے منتقل ہوتا ہوا، مولانا طاہر گیاوی صاحب کے پاس پہنچا ہے۔'' آپ نے مولانا قاسم نانوتوی کی اس عبارت میں ذکر کیے گئے افراد مقدرہ کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ مولانا طاہر گیاوی صاحب شرح تہذیب سے ناواقف نہیں ہوں گے۔ ان کے مدرسوں میں بھی یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ وہ بھی دیکھیں کہ شرح تہذیب میں افراد مقدرہ کا کیا مطلب بیان کیا گیا ہے۔ شرح تہذیب کے صفحہ ۲۵ سے افراد مقدرہ کا معنی بیان کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ افراد مقدرہ افراد ممکنہ کو کہا جاتا ہے۔ یعنی جو وقوع تو نہیں ہوئے ہیں لیکن اُن کا واقع ہونا ممکن ہے۔

اس مطلب کو بیان کرنے کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے افراد مقدرہ پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دے کر مان لیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی دوسرے نبیوں کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ جبکہ ہمارے نزدیک جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا شرعاً ممکن ہی نہیں ہے تو پھر اُن پر فضیلت دینے کی کوئی وجہ ہی نہیں۔

آپ نے سُبحٰن السُّبوح کی عبارت سے متعلق جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مفہوم کی تین قسمیں ہیں۔ محال واجب اور ممکن، محال جو کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ واجب جو ہمیشہ ہی رہے۔ ممکن جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو۔ پھر ممکن کبھی ذات کے لحاظ سے ممکن ہوتا ہے مگر شرعاً محال ہو جاتا ہے۔ جیسے انبیائے کرام کی ذوات قدسیہ اللہ کی مخلوق ہیں اور ممکن ذاتی۔ اور ممکن ذاتی کے صفات بھی ممکن ذاتی ہی ہوتے ہیں تو انبیائے کرام کے صفات بھی ممکن ذاتی ہی ہوں گے۔ جن میں سچائی اور صدق بھی ہیں۔ پھر کسی کی ذات کے لیے جو چیز ممکن ذاتی ہو۔ اس چیز کی ضد بھی ممکن ذاتی ہی ہوتی ہے۔ اس لیے انبیائے کرام کی ذات کے لیے صدق ممکن ذاتی ہے تو صدق کی ضد کذب بھی ممکن ذاتی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو معصوم بنایا ہے۔ تو ان کی ذات کے لیے بلحاظ ذات کذب ممکن ذاتی ہونے کے ساتھ ساتھ محال شرعی ہوا۔ جو کبھی واقع نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لیے امام احمد رضا کا فرمانا درست و بجا ہے۔

اس کے برخلاف مولانا قاسم نانوتوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی پیدا ہو جانے کو محال شرعی بھی نہیں مانا ہے بلکہ ممکن اور جائز قرار دیا ہے جو کبھی بھی ہو سکتا ہے۔

آپ نے کہا کہ اللہ قادر ہے کہ ساری دنیا کو جنت میں ڈال دے اور اللہ قادر ہے کہ چاہے تو جہنم میں ڈال دے اسی طرح اللہ قادر ہے کہ آج ہی سب کچھ فنا کر دے اور آج ہی قیامت آ جائے۔ لیکن حدیث میں آ گیا ہے کہ قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ فلاں فلاں علامت ظاہر نہ ہو جائے۔ انہیں نشانیوں میں سے ہے کہ کانا دجال آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ مگر چونکہ ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری نہیں ہوئی ہے اس لیے ابھی قیامت نہیں آئے گی۔ قیامت کا آنا ممکن ہے مگر یہ ممکن ذاتی ابھی محال ہے۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کو بانی دیوبند مولانا قاسم نانوتوی ممکن ذاتی محال نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ ممکن وقوعی مان رہے ہیں۔ تحذیر

الناس میں جس نبی کو تجویز کرنے کی بات کہی گئی ہے اور اسے جائز مانا گیا ہے۔ وہاں امکان وقوعی موجود ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آج ہی کوئی نبی پیدا ہو جائے۔ ہو سکتا ہے۔ پانچ سال بعد پچاس سال بعد کوئی پیدا ہو جائے۔ غرض یہ کہ مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کی روشنی میں علمائے دیوبند کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی بھی کسی اور نبی کے پیدا ہونے کا امکان موجود ہے۔ جبکہ پوری امت اس عقیدے پر متفق ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا انور شاہ کشمیری کی کتاب اکفار الملحدین کے حوالے سے آپ نے بتایا کہ کفریات کی گنتی کرتے ہوئے مولانا انور شاہ کشمیری نے اس بات کو بھی کفر میں شمار کیا ہے کہ اگر کوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کو جائز سمجھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی تجویز کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اسی کتاب سے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے یہ بھی دکھایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوں گے بلکہ وہ تو پہلے سے ہی نبی ہیں اس لیے ان کے تشریف لانے سے کوئی اعتراض نہیں پیدا ہوگا۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اس کے بعد فرمایا کہ اب تو میں نے مولانا طاہر گیاوی صاحب کے گھر سے ہی بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کے کافر ہونے کی تصدیق کر دی ہے۔ مجھے اس جگہ فتویٰ لگانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی تجویز کرنے کے جرم کی بنیاد پر مولانا قاسم نانوتوی صاحب خود ہی دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب اُن کے اس کفری عقیدے کی تبلیغ واشاعت اور وکالت کے لیے یہاں آئے ہوئے ہیں اس لیے ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی یہ تقریر ابھی جاری ہی تھی کہ مناظرے کی دسویں سی ڈی ختم ہو گئی اس کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے مزید کیا کچھ کہا مجھے افسوس ہے کہ وہ میں عوام تک نہیں پہنچا سکا۔ مفتی صاحب کی یہ دوسرے دن کی آخری تقریر تھی چونکہ قانونی دشواریوں کے سبب تیسرے دن کا مناظرہ نہیں ہو سکا اس لیے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی یہی تقریر اس مناظرے کی اختتامی تقریر بن گئی۔

مشترکہ انتظامیہ مناظرہ کمیٹی (ملک پور ہاٹ) کی جانب سے مناظرے کے بعد ایک روداد پوسٹر کی شکل میں شائع کر کے پورے ملک میں بھیجی گئی۔ قارئین کیلئے اس رپورٹ کو بھی شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

مشترکہ مناظرہ کمیٹی کی شائع کردہ روداد، جو پورے ملک میں پہنچائی گئی،
قارئین کے لیے من وعن شائع کی جا رہی ہے۔

ملک پور ہاٹ ضلع کٹیہار کے مناظرہ میں کیا ہوا؟

بریلوی اور دیوبندی علماء کے درمیان متعدد اختلافی موضوعات پر ضلع کٹیہار کے ملک پور ہاٹ نزد دلکولہ بازار میں مورخہ ۸، ۹، ۱۰ مئی ۲۰۰۵ء کو سہ روزہ مناظرہ ہونا طے تھا۔ دیوبندی علماء کی طرف سے مولانا طاہر گیاوی، مولانا منظور مادھے پوری اور بریلوی علماء کی طرف سے مفتی مطیع الرحمٰن رضوی، مولانا عبدالستار ہمدانی بحیثیت مناظر نامزد تھے۔ مشترکہ انتظامیہ کمیٹی نے ۸ مئی کو حسب شرائط حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں یا نہیں؟ کے عنوان پر مناظرہ شروع کرایا۔

سب سے پہلے دیوبندی مناظر مولانا طاہر گیاوی کرسی پر آکر بیٹھے اور کہا..... ''علمائے دیوبند حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں جو قرآن سے ثابت ہے۔ حدیث سے بھی ثابت ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کے بعد بریلوی مناظر محمد مطیع الرحمٰن رضوی کھڑے ہوئے اور دیوبندی مناظر کے کرسی پر بیٹھنے اور سامنے نیچے پاؤں کے پاس اسلامی کتابیں اور احادیث اور خاص طور پر قرآن شریف رکھے رہنے پر احتجاج کیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو قرآن کی آیت کئی حدیثوں اور متعدد اسلامی کتابوں کے حوالے سے ثابت کرنے کے بعد کہا کہ..... ''اس کے برخلاف علمائے دیوبند کے پیشوا دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں قرآن کے الفاظ ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ماننے کو ناسمجھ لوگوں کا خیال بتایا۔ چنانچہ صفحہ ۳ پر لکھا ہے..... ''اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں سو عوام کے خیال میں تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''...... حالانکہ خاتم النبیین کے معنی آخر نبی ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔ تمام مفسرین نے، تمام اماموں نے، سارے صحابہ نے، خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کا یہی معنی سمجھا اور بتایا...... تو دیوبندیوں کے نزدیک پوری امت، تمام مفسرین، تمام ائمہ، سارے صحابہ اور خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناسمجھ ہوئے۔ (معاذ اللہ) یہ کھلی ہوئی توہین اور کفر ہے...... اس کے علاوہ مولانا قاسم نانوتوی ہی نے اس کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو جانے کو جائز بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس سے آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں

آئے گا۔ چنانچہ صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے...... اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''...... حالانکہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کو جائز جانے اور اس سے آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آنے کی بات کہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لہٰذا مولانا قاسم نانوتوی دائرہ اسلام سے خارج ہوئے اور اس بات میں ان کی تائید و حمایت کر کے مولانا طاہر حسین گیاوی اور دوسرے علمائے دیوبند بھی مسلمان نہیں رہے۔''

بریلوی مناظر مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی کی اس تقریر کے بعد دیوبندی مناظر مولانا طاہر حسین گیاوی نے نیچے اسلامی کتابیں، احادیث پاک اور قرآن شریف رکھ کر کرسی پر بیٹھ کے تقریر کرنے کے بارے میں کہا کہ...... ''کیا دو منزلہ مکانوں میں نچلی منزل میں قرآن اور اوپر کی منزل میں لوگ نہیں رہتے ہیں؟ اور تحذیر الناس کی عبارتوں کے جواب میں کہا کہ...... ''خاتم النبیین کے کئی معنی ہیں۔ مکانی، رتبی، زمانی، مولانا نانوتوی کی یہ عبارتیں مکانی اور رتبی کے بارے میں ہیں اور زمانی کے بارے میں تو مولانا نانوتوی نے اس کتاب کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی کئی مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی لکھا ہے۔''......

اس کے جواب میں بریلوی مناظر مفتی مطیع الرحمٰن رضوی نے کہا کہ...... ''دو منزلہ مکانوں میں چھت حائل ہوتی ہے جس کی وجہ سے پہلی منزل کا حکم الگ ہے اور دوسری منزل کا حکم الگ، اس لیے اس پر قیاس صحیح نہیں۔ ہمارے نزدیک بلکہ سارے مسلمانوں کے نزدیک پاؤں کے پاس، نیچے قرآن کریم رکھ کر اوپر کرسی پر بیٹھنا بے ادبی ہے''...... مکانی اور رتبی کے بارے میں جواب دیا کہ...... ''مولانا قاسم نانوتوی کے الفاظ صاف ختم زمانی کے بارے میں ہیں۔ وہ لکھتے ہیں...... ''تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں...... رہا آپ کا یہ کہنا کہ مولانا قاسم نانوتوی نے کئی کتابوں اور کئی مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی لکھا ہے تو ہمیں اس سے انکار کی حاجت نہیں۔ کیا کوئی ہزار بار اللہ کی وحدانیت کا قائل ہو اور ایک بار انکار کر دے تو کافر نہیں ہو جائے گا؟ کوئی ہزار بار چوری کی برائی بیان کرے اور ایک ہی بار چوری کا مرتکب ہو تو کیا اسے چور نہیں کہا جائے گا؟ وہ مجرم نہیں ٹھہرے گا؟

اسی بحث پر ۸ مئی کا مناظرہ ختم ہو گیا۔ دوسرے دن ۹ مئی کو پھر اسی عنوان پر مناظرہ شروع ہوا۔

دیوبندی مناظر مولانا طاہر حسین گیاوی نے تحذیر الناس کے عبارتوں کے بارے میں کہا کہ......

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اور وہ حضور کے بعد تشریف لائیں گے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ یہ تو تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

اس کے جواب میں بریلوی مناظر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی نے کہا کہ...... ''عیسیٰ علیہ السلام

بلاشبہ آئیں گے، مگر نبی ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ حضور کے امتی اور اس امت کے حاکم ہونے کی حیثیت۔ مولانا قاسم نانوتوی نے حضور کے بعد تشریف لانے کی بات نہیں، پیدا ہونے کی بات لکھی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، پیدا نہیں ہوں گے۔ تشریف لانے کا عقیدہ اسلامی عقیدہ ہے اور پیدا ہونے کا عقیدہ کفری عقیدہ''......

اس پر مولانا طاہر حسین گیاوی نے الزام دیا کہ...... مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا اور کہا کہ ''انکی نبوت مسلوب ہو جائے گی، وہ نبی نہیں رہیں گے''...... اور یہ کھلا ہوا کفر ہے۔ پہلے مفتی مطیع الرحمٰن توبہ کریں تب مناظرہ کی کارروائی آگے بڑھے گی۔

اس کے جواب میں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی نے کہا کہ...... ''یہ الزام سراسر جھوٹا ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں رہیں گے، بلکہ یہ کہا کہ وہ نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے۔ نبی نہیں رہنے کا عقیدہ غلط ہے اور نبی کی حیثیت سے نہ آنے کا عقیدہ رکھنا صحیح''

اس پر مناظرہ کمیٹی نے بحث روک کر مفتی مطیع الرحمٰن رضوی کی ویڈیو کیسٹ میں ریکارڈ کردہ تقریر کو ری پلے کر کے دیکھا، مگر مولانا طاہر حسین گیاوی کا لگایا ہوا الزام اس میں نہیں ملا۔ اس کی بجائے مفتی صاحب کے یہ الفاظ ملے...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے''...... اب بریلوی اسٹیج کے صدر مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب کے طرف سے مطالبہ ہوا کہ...... ''مولانا طاہر حسین گیاوی صاحب نے مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب پر تقریباً ایک لاکھ کے مجمع عام میں کفر کا الزام لگایا، جو ثابت نہیں ہو سکا اور جھوٹ نکلا۔ تو اب خود مولانا طاہر حسین گیاوی توبہ کرے۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ ''جو کسی پر حکم کفر لگائے اور وہ ثابت نہ ہو سکے تو وہ کفر حکم لگانے والے پر پلٹ آتا ہے'' اس پر پورا مجمع ان کا ہمنوا ہو گیا۔ اور مولانا طاہر حسین گیاوی سے توبہ کا مطالبہ کرنے لگا۔ قریب تھا کہ حالات بگڑ جائیں اس لئے مشترکہ انتظامیہ مناظرہ کمیٹی نے مجمع پر قابو پانے کے لئے یہ اعلان کیا کہ ہم لوگ رات میں پھر ویڈیو کیسٹ دیکھیں گے مفتی صاحب کی تقریر میں یہ الفاظ...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت مسلوب ہو جائے گی وہ نبی نہیں رہیں گے''...... نہیں نکلے تو کل مناظرہ سے پہلے مولانا طاہر حسین گیاوی سے توبہ نامہ لکھوا لیں گے اور وہ الفاظ ملے تو مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب سے...... اس پر مجمع کنٹرول میں آیا۔

اب مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ...... میں کل سے آج تک مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' دکھاتا چلا آ رہا ہوں۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ...... ''بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے

گا"...... حالانکہ اسلامی عقیدہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو ہی نہیں سکتا، پیدا ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ختم ہو جائے جب کہ آپ کی خاتمیت ختم نہیں ہو سکتی۔ اب مولانا طاہر حسین بتائیں کہ ان کے عقیدہ کے مطابق اب کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور پیدا ہو جائے تو حضور کی خاتمیت میں فرق آئے گا یا نہیں؟ بس دو جملوں میں جواب دیں"

ابھی مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کا تقریر کا وقت باقی تھا مگر مشترکہ انتظامیہ مناظرہ کمیٹی نے ان کی تقریر روک کر مولانا طاہر حسین گیاوی کو اس کے لیے دو منٹ کا وقت دیا۔ لیکن مولانا طاہر حسین گیاوی نے کئی منٹ لے لیے پھر بھی اس سوال کا کوئی صاف جواب نہیں دیا۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے تشریف لانے کو اور حضرت الیاس علیہ السلام کے زندہ رہنے کو بتانے لگے۔

اخیر میں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے کہا کہ...... "کل سے آج تک کی گفتگو سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مولانا قاسم نانوتوی معاذ اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نا سمجھا اور آپ کے بعد نبی پیدا ہونے کو جائز بتا کر اسلام سے خارج اور کافر ہوئے۔ اور ان کفری عبارتوں میں ان کی تائید وحمایت کر کے مولانا طاہر حسین گیاوی اور دوسرے علمائے دیوبند بھی اسلام کے دائرہ سے خارج ہو گئے۔ البتہ وہ لوگ کافر نہیں ہیں جو دیوبندی مولویوں کی ان کفری عبارتوں سے واقف نہیں، صرف ان کے ظاہر کلمہ و اسلام کو دیکھ کر ان کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں"......

اسی پر آج کے مناظرے کا وقت ختم ہو گیا اور مشترکہ انتظامیہ مناظرہ کمیٹی نے اعلان کیا کہ بات واضح ہو گئی۔ اب کل دوسرے عنوان پر مناظرہ ہوگا۔ حکومت کی طرف سے تین دن کے مناظرہ کا پرمیشن تھا مگر افسوس کہ دوسرے ہی دن اس کی پچویشن دیکھ کر تیسرے دن کے مناظرہ کا پرمیشن رد کر دیا گیا۔

دونوں طرف کے علماء اور قریب ایک لاکھ سامعین سے کیا ہوا وعدہ کے مطابق ہم لوگوں نے پھر سے ویڈیو کیسٹ میں محفوظ شدہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی کی وہ تقریر دیکھی، مگر اس میں مولانا طاہر حسین گیاوی کا لگایا ہوا الزام نہیں ملا۔ لہٰذا وعدہ کے مطابق ہم لوگوں پر لازم تھا کہ مولانا طاہر حسین گیاوی سے توبہ نامہ لکھوا کر مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب کے سپرد کرتے، مگر چونکہ تیسرے دن کے لیے مناظرہ کا پرمیشن رد ہو گیا تھا۔ اور دفعہ ۱۴۴ لاگو کر دیا گیا تھا اس لیے مولانا طاہر حسین گیاوی ۹ رمئی کو یہاں سے گئے تو اور نہیں آئے۔ اس طرح ہم ان سے توبہ نامہ لکھوا نہیں سکے جس کے لیے مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی اور عوام سے معذرت خواہ ہیں۔

منجانب: مشترکہ انتظامیہ مناظرہ کمیٹی، ملک پور ہاٹ (ڈلکولہ)، ضلع کٹیہار، بہار

فاضلِ دیوبند مولانا عبدالحکیم کی دیوبندی مسلک سے توبہ

ملک پور بہار ہاٹ کا یہ مناظرہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پوری دُنیا کے اسلامی حلقوں میں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں یا نہیں؟ اس عنوان پر دو دنوں تک اس مناظرے میں بحث ہوتی رہی۔ بریلوی اور دیوبندی مکاتب فکر کے مناظر حضرات نے اس موضوع پر جو مدلل بحث کی ہے۔ وہ دنیا بھر میں سی ڈی کے ذریعے پہنچ چکی ہے۔ ملک پور ہاٹ بہار کے مسلمانوں اور مناظرہ کمیٹی کے اراکین کو مبارکباد پیش کی جانی چاہیے کہ جنہوں نے تمام تر قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قابل قدر اہتمام کے ساتھ اس مناظرہ کا انعقاد کروا کے ساری دنیا کے مسلمانوں کو حق و باطل کی پہچان کا ایک موقع نصیب کر دیا ہے۔

اب سے پہلے جتنے مناظرے ہوا کرتے تھے۔ ہر جگہ کا حال یہی ہوتا تھا کہ اپنی گستاخیوں اور بدعقیدگیوں کے سبب ذلت وشکست کا داغ اپنے ماتھے پر لگا کر علمائے دیوبند مناظرہ گاہ سے نکلا کرتے تھے۔ لیکن باہر آتے ہی اپنی جیت کا شور وغوغہ مچا دیا کرتے تھے۔ اس بار بھی یہی کوشش کی گئی۔ لیکن ہر جگہ ان کی قلعی کھلتی گئی۔ ماضی میں جو کچھ مناظروں میں ہوتا تھا اس سے صرف شرکائے مناظرہ ہی واقف رہا کرتے تھے۔ لیکن اس مناظرے کی ویڈیو شوٹنگ نے اس بار کیفیت کو پورے طور پر بدل دیا ہے۔ ہر کوئی بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کے انکار ختم نبوت کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ مناظرے کے بعد ہزاروں مسلمانوں نے دیوبندی مسلک سے توبہ کر کے اہل سنت و جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ ان میں عوام کے ساتھ ساتھ علماء کا بھی شمار ہے۔ آئندہ صفحات میں دارالعلوم دیوبند کے ایک فاضل مولانا عبدالحکیم صاحب کا رجوع نامہ پیش کیا جا رہا ہے اسی کے ساتھ دارالعلوم دیوبند سے موصوف کو ملنے والی سندوں کا عکس بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان ہزاروں ہزار افراد اور علماء کے جذبۂ صادق کو سلامت رکھے۔ جس کی بنیاد پر انہوں نے اس پرفتن دور میں شرم وجھجک، اور عہدہ وعزت کی پرواہ کیے بغیر اللہ ورسول کی رضا کیلئے نہ صرف حق کو قبول کیا بلکہ اعلانیہ توبہ بھی کی۔ توبہ کرنے میں کوئی شرم وجھجک اور عار محسوس نہ کرنا ہی ایمان کی دلیل ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو اہل سنت وجماعت پر استقامت عطا فرمائے اور ہر فتنہ وفساد اور شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

توبہ نامہ کے عکس کی نقل

میں (عبدالحکیم ولد محمد رمضان ساکن فیلوٹولہ نرائن پور راج محل ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ) نے سنہ ۸۳ سے دارالعلوم دیوبند میں رہ کر تعلیم پائی اور ۱۹۸۶ء میں فراغت حاصل کی۔ میرا سند نمبر ۳۱۳ ہے۔ ۸، ۹ مئی ۲۰۰۵ء کو ملک پور ہاٹ، ضلع کٹیہار میں علمائے دیوبند اور علمائے بریلوی کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے موضوع پر مناظرہ ہوا۔ علمائے دیوبند کی طرف سے مولانا طاہر حسین گیاوی اور بریلوی علماء کی طرف سے مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی مناظر تھے۔ دونوں دن کے مناظرہ میں مناظرین کی گفتگو اور بحث سن کر اور مناظرین اور مناظرہ کی کیفیت دیکھ کر میرے ضمیر نے مجھے جھنجوڑا اور ہزار ٹھنڈے دل سے غور وخوض کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا کہ بریلوی علماء کا مولانا قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس پر اعتراض بجا ہے۔ واقعی مولانا سے اس کتاب کی زیر بحث عبارتوں میں ختم نبوت کا انکار ہو گیا ہے۔ جس کی کوئی صحیح تاویل نہیں ہوسکتی ہے۔ اور مولانا طاہر حسین گیاوی ہزار منہ زوری اور ہٹ دھرمی سے اس کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش میں ناکام رہے۔ جب یہ بات تمام سامعین پر واضح ہوگئی تو انہوں نے جان بچانے کیلئے فریب کا سہارا لینے کی کوشش کی اور بریلوی مناظر مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے مسلوب ہو جانے کا الزام دیا۔ جو بالآخر جھوٹ ثابت ہوا۔

اس لیے میں نے اور میرے ساتھ بہت سے لوگوں نے بریلوی مناظر مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی کا موقف جو اہل سنت کا موقف اور صحیح اسلامی موقف ہے، اسکو اختیار کرلیا، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو حق پر استقامت دے اور اسی پر خاتمہ کرے اور ہمارے ہی طرح دوسرے بہت سے غلط فہمی میں مبتلا اشخاص کو بھی حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

فقط والسلام

العبد الاحقر

عبدالحکیم ولد محمد رمضان

فیلوٹولہ نرائن پور، راج محل، ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ

توبہ نامہ کا عکس

[illegible]

فقط والسلام

العبد الاحقر

عبدالحکیم ولد محمد رمضان

فیلوٹولہ نرائن پور راج محل

ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ

دفتر تعلیمات دار العلوم دیوبند

DARUL-ULOOM DEOBAND U.P.

MARKS SHEET

This is to certify that ABDUL HAKIM S/o MOHD. RAMZAN has passed the **FAZIL** Examination of Darul-uloom Deoband held in 198[illegible]

He has obtained the following marks in this examination

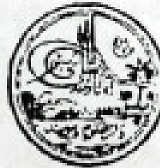
S No	Subject	Max. Marks	Pass Marks	Marks Obtd	
1	Bukhari Sharif	50	30	٤٥	
2	Muslim Sharif	50	30	٤٧	
3	Tirmizi Sharif	50	30	٥٠	Passed in
4	Abudaud Sharif	50	30	٥٠	1st
5	Nasai Sharif	50	30	٤٥	Division
6	Ibne Maja Sharif	50	30	٤٧	[illegible]
7	Tahavi Sharif	50	30	٤٥	
8	Shamail Tirmizi	50	30	٥٠	
9	Motta Imam Malik	50	30	٤٥	
10	Motta Imam Mohd.	50	30	٤٧	
	Total	**500**	**300**	٤٧٧	



[illegible]

Nazim Majlise Talimi
Darul-Uloom Deoband

بسم الله الرحمن الرحيم



التاريخ ٢٩-٧-١٤٠٧هـ الرقم ٢[illegible]

شهادة الفضيلة

ان الاخ عبد الحكيم بن محمد رمضان

المولود بتاريخ اول فبرائري عام ١٩٦٨م المتوطن فيلوتوله

من مديرية صاحب كنج قد تدرس في الجامعة الاسلامية دار العلوم

ديوبند ، ومكث فيها منذ عام ١٤٠٣هـ الى عام ١٤٠٦هـ واتم المنهج

الدراسي للجامعة ، وفاز في امتحان الفضيلة بتفوق وامتياز بدرجة

اولى/ ثانية/ ثالثة ولم يزل ايام دراسته حسن السيرة والسلوك .

رئيس الجامعة الاسلامية دار العلوم ديوبند الهند



تحدیث مکرّر

بہار کا قصبہ ملک پور ہاٹ اس مناظرے کے سبب پورے ملک کے اسلامی حلقوں میں معروف ہو چکا ہے۔ قارئین ان حالات کو ضرور جاننا چاہیں گے جو اس مناظرے کے انعقاد کا سبب بنا۔ کٹیہار ضلع میں واقع یہ علاقہ بہار و بنگال کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ کا آبائی گاؤں ہے اور تقریباً تیس کلومیٹر دور حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی کا دولت کدہ ہے۔ اس لیے آج تک کسی بھی وہابی مولوی نے یہاں اہل سنت کو نام لے کر چھیڑنے یا کھلے طور پر توہین رسالت کی جرأت نہیں کی تھی۔ حالانکہ مولوی طاہر گیاوی صاحب بھی کئی بار اس علاقے میں پہنچ چکے تھے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ اگر یہاں شدت کے ساتھ اہل سنت کی مخالفت کی گئی تو یہ وہابیت کی موت کی دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ لیکن گذشتہ ذوقعدہ میں جب مولانا طاہر گیاوی صاحب یہاں آئے تو اُن کا رنگ ڈھنگ بدلا ہوا تھا۔ (جس کی قیمت انہیں ذلت و رسوائی کی صورت میں مناظرۂ کٹیہار سے چکانی پڑی) حالانکہ مولانا طاہر گیاوی صاحب نے نام لے کر اہل سنت کو تو کچھ نہیں کہا، مگر میلاد و قیام، نیاز و فاتحہ اور اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ پر چادر پوشی کے تعلق سے نہایت ہی گندی اور اشتعال انگیز تقریر کی۔

مولانا طاہر گیاوی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ میلاد کی محفلوں میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اس لیے قیام کرنا ضروری ہے۔ (حالانکہ یہ محض الزام و افترا ہے) علمائے دیوبند سے وراثت میں ملی بدتہذیبی اور بدزبانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گیاوی صاحب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجمع عام میں تو کہیں نظر نہیں آتے کہیں ایسا تو نہیں کہ مقرر کی کرسی کے نیچے چھپے رہتے ہوں۔ (معاذ اللہ)۔ اسی طرح اس بے ادب نے یہ بھی کہا کہ جو لوگ سامنے شیرینی رکھ کر فاتحہ دیتے ہیں کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کھانا مردوں کو پہنچتا ہے؟ اگر وہ ایسا سمجھتے ہیں تو کیا مردے کھاتے بھی ہیں؟! اگر مردے کھاتے ہیں، تو پاخانہ بھی کرتے ہوں گے، تو بدبو بھی پھیلتی ہوگی؟ شاید اسی لے لوگ چادر پوشی کرتے ہیں کہ کچھ تو بدبو دبی رہے......

عمر کی آخری منزلوں میں پہنچ چکے اس لاغر وہابی مولوی کی پوری زندگی سڑک چھاپ باتوں میں گذر گئی۔ یہاں وقت نہیں ورنہ تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کرتا کہ پیشاب پاخانوں اور غلاظتوں والا دین تو دیوبندی دھرم ہے۔ مولانا طاہر گیاوی صاحب کو چاہیے کہ دیوبند کے کتب خانے میں جا کر وہ اپنے علماء کی لکھی ہوئی کتابیں لے کر آئیں اور اپنی تقریروں میں پڑھ پڑھ کر اسے اپنے عوام کو سنائیں۔ جن میں تبلیغی

جماعت کے بانی مولانا الیاس کاندھلوی صاحب سے نسبی تعلق رکھنے والی بڑھیا کی غلاظتوں اور پیشاب پاخانوں میں بھرے بدبودار کپڑوں سے علمائے دیوبند کو ایسی مہک اور خوشبو آتی تھی جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ بہر حال مولانا طاہر گیاوی کی یہی وہ زہر افشانیاں تھیں جو اس مناظرے کے انعقاد کا سبب بنیں اور پھر سب نے دیکھ لیا کہ مناظرے کے لیے متعین کیے گئے تین دن پورے ہونے سے قبل ہی مولانا گیاوی صاحب کو ملک پور ہاٹ سے مناظرہ کمیٹی کو اطلاع دیے بغیر بھاگنا پڑا۔

یہاں مولانا طاہر گیاوی اور علمائے دیوبند کی یہ دلیل کچھ معنی نہیں رکھے گی کہ تیسرے دن کا مناظرہ چونکہ پرمیشن نہ ملنے کی وجہ سے رد ہو گیا تھا اس لیے گیاوی صاحب چلے گئے۔ میرا کہنا تو یہ ہے کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اور دیگر علمائے اہلسنت کی طرح گیاوی صاحب کو بھی تیسرے دن ملک پور ہاٹ میں قیام کرنا چاہیے تھا۔ اس لیے کہ کوئی ضروری نہیں تھا کہ بقیہ مناظرہ بھی مجمع عام کے سامنے ہو۔ پورے مناظرے کی ویڈیو شوٹنگ ہو رہی تھی۔ اگر گیاوی صاحب تیسرے دن موجود ہوتے تو ممکن تھا کہ کوئی ایسی بات سامنے آتی کہ بقیہ بحث ایسے کسی ہال یا مقام پر کر لی جائے جس میں مناظرہ کمیٹی کے علاوہ مخصوص افراد شریک ہوتے اور پھر بعد میں اس کو کیسٹوں کے ذریعے عام کر دیا جاتا۔ لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب پر تو زمین تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ اُن کی ہر شاطرانہ چال بے وقوفی کی دلیل بنتی جا رہی تھی اسی لیے انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ جانے سے پہلے مناظرہ کمیٹی سے اجازت طلب کر لی ہوتی یا اپنے جانے کی اطلاع مناظرہ کمیٹی کو دی ہوتی اُن کی خاموشی کے ساتھ بھاگنے کی تین وجوہات میرے نزدیک بنتی ہے۔ پہلی تو یہ کہ اگر مناظرہ کمیٹی کو وہ اپنے جانے کی خبر دیتے تو مناظرہ کمیٹی اُن سے تحریری طور پر توبہ نامہ اور معذرت نامہ طلب کرتی اس لیے کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پر ان کا لگایا ہوا الزام غلط ثابت ہوا تھا۔ اس صورت میں مناظرے کے شرائط و ضوابط کی روشنی میں انہیں تحریری توبہ ہر حال میں مناظرہ کمیٹی کے سپرد کرنے پر مجبور ہونا پڑتا۔ اور یہ بات گیاوی صاحب کی اور دیوبندی مسلک کی سب سے بڑی شکست اور ذلت بن جاتی۔ اور دوسری وجہ دوران تقریر مولانا طاہر گیاوی کے انکار ختم نبوت کی زد میں آنے والے وہ جملے تھے جسے تحریری طور پر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے مناظرہ کمیٹی سے طلب کیا تھا۔ اور تیسری وجہ وہی جس کا ذکر میں نے ابتداء میں کیا کہ کہیں پھر مناظرہ کمیٹی پکڑ کر انہیں مطیع الرحمٰن صاحب کے سامنے نہ بٹھا دے۔

میں تو کہوں گا کہ مناظرے کے تیسرے دن کی پرمیشن کا رد کر دیا جانا مولانا طاہر گیاوی صاحب کی ہی سازش کا حصہ ہو سکتا ہے۔ علمائے دیوبند کی کتابیں کفریات اور گستاخیوں سے بھری پڑی ہیں۔ تحذیر الناس کی جن کفری عبارتوں پر بحث ہوئی ان سے قارئین اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ اب مولانا قاسم

نانوتوی کی اس کتاب سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء اور رسولوں کی توہین و گستاخی کو اپنے سر کی آنکھوں سے مسلمان ملاحظہ فرمائیں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے اس جگہ بھی وہی بات لکھ دی جس کا ثبوت پوری امت کے علمائے دین کی کتابوں سے نہیں لیا جاسکتا۔ لکھتے ہیں

''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل۔ اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔'' (تحذیر الناس صفحہ ۳۰)

کیا اس طرح کی گستاخانہ عبارتیں پڑھنے کے بعد علمائے دیوبند کی کوئی قدر و منزلت قلب مومن میں باقی رہنا چاہیے؟ اس کا فیصلہ یوم احتساب پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں کو ضرور کرنا ہوگا۔ اس لیے کہ وہ اپنی اور اپنے دیوبندی مسلک کی لٹیا ڈوبتے ہوئے کب دیکھ سکتے تھے۔ اپنی عزت بچانے کی خاطر انہوں نے ہی اپنے افراد کو مناظرے کا پرمیشن رد کروانے کیلئے انتظامیہ پر دباؤ ڈالنے کا حکم رازداری کے ساتھ دیا ہوگا۔ میرا یہ الزام اس سبب سے ہے کہ مناظرہ کمیٹی اور علمائے اہلسنت کے علاوہ سارے مسلمانوں کی یہ خواہش تھی کی یہ مناظرہ یوں ہی تیسرے روز بھی جاری رہے۔ تو اب بھلا بتایا جائے کہ مناظرہ رد کروانے کی سازش کا ذمہ دار کسے سمجھا جائے گا؟ یقینی طور پر وہی مجرم ٹھہرے گا جو پرمیشن رد ہونے کا اعلان سن کر مناظرہ کمیٹی اور عوام کو مطلع کیے بغیر بھاگ کھڑا ہوا۔ جب کہ علمائے اہلسنت تیسرے روز تک جمے رہے؛

بہر کیف آپ نے روداد مناظرہ پڑھی۔ دیکھ لیا اور اچھی طرح سے جان لیا کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کے ایک کفری عقیدے کو ثابت کرنے میں دیوبندی مناظر مولانا طاہر گیاوی صاحب پورے طور پر ناکام رہے نہ ہی وہ ختم نبوت کے انکار میں کہی گئی مولانا قاسم نانوتوی کی متنازعہ عبارتوں کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے صحیح ثابت کر سکے۔ نہ ہی تفسیر و حدیث کی کتابوں اور علمائے دین کے حوالوں سے اس کفری بات کو صحیح ثابت کر سکے۔ آپ نے دیکھا کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اپنی ہر تقریر میں تحذیر الناس کی کفریات کے لیے دلیل اور ثبوت کا مطالبہ کرتے رہے۔ لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب اصل موضوع سے بھاگتے رہے۔ اور ادھر اُدھر کی گفتگو میں وقت ضائع کرتے رہے۔ اسی طرح آپ کو یہ بھی معلوم ہو چکا کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے اس مناظرے میں تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں کی موجودگی میں دیوبندی مسلک کو قادیانیت کا سرچشمہ قرار دیا۔ لیکن مولانا طاہر گیاوی صاحب میں یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اس الزام سے انکار کردیتے۔ اور پھر اس کے بعد میں نے قادیانی مذہب کی دو کتابوں سے حوالے نقل کرکے اس بات کا ثبوت فراہم کردیا کہ غلام احمد قادیانی کا صرف قادیانی فرقہ ہی بانی دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس کے کفری عقیدے کی تائید و حمایت کرتا ہے۔

اس کے باوجود بھی اگر کسی کے دل میں علمائے دیوبند کی قدر و منزلت بچی ہوئی ہو تو اُن کے احساس

کو سچائی کا آئینہ دکھاتے ہوئے پھر ایک بار میں حق کی طرف پلٹ جانے کی دعوت دوں گا کہ حضرت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اور علمائے اہل سنت کی باتوں پر اگر انہیں اعتبار نہیں تو دیوبندی مسلک کے ہی نامور عالم مولانا اشرف علی تھانوی کی شہادت سے اور اس بات کا یقین کرلیں کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں خاتم النبیین کی جو من گھڑت اور کفر بھری تشریح کی ہے وہ پوری امت کی حمایت سے محروم ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''جس وقت مولانا نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کی موافقت نہیں کی''
(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۸)

کیا اس کے باوجود بھی یہ تسلیم کرنے میں کسی حق پرست مسلمان کو دیر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرکے مولانا قاسم نانوتوی کافر ہو چکے اور ان کے اس غلط عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کرکے سارے دیوبندی علماء بھی ان کے ساتھ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے۔ جو لوگ مال و زر کی ریل پیل اور بڑی بڑی بلڈنگوں کو دیکھ کر حق و باطل کا فیصلہ کر لیتے ہیں اُن سے مجھے ایک لفظ بھی نہیں کہنا ہے۔ لیکن وہ مسلمان جو قرآن و حدیث اور شریعت کے حکم پر صدق دل سے ایمان لانے کے بعد حق اور سچ کو مان لینے کا جذبہ دل میں رکھتے ہیں اور روز حشر اللہ عزوجل کی گرفت پر یقین رکھتے ہیں ان سے عرض کروں گا کہ وہ بتائیں جب آفتاب سے زیادہ روشن دلیلوں سے مولانا قاسم نانوتوی اور علمائے دیوبند کی کفریات واضح ہو چکی ہیں تو انہیں کیوں کہ مسلمان جانا جاسکتا ہے؟

یہاں تو صرف ایک ہی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ غیر جانبداری کے ساتھ اگر مسلکی اختلافات کی اصل نوعیت کو جاننے کی آپ نے کوشش کی تو واضح طور پر یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ اہل سنت و جماعت کے مقابل مختلف ناموں سے جتنے بھی فرقے وجود میں آئے۔ اُن سب کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ امت کو ضروری عقائد کا منکر بنا کر اسلام کا باغی اور مسلمانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت و جاں نثار صحابہ کے ساتھ بزرگان دین و صالحین کا گستاخ بنا دیا جائے۔

اپنی گفتگو کو ختم کرتے ہوئے میں اللہ عزوجل کا شکر گذار ہوں کہ مولیٰ پاک نے مجھے اس کام کی توفیق بخشی میں خود کو ہرگز اس قابل نہیں پاتا۔ لیکن مرشد گرامی جانشین حضور مفتی اعظم آقائے نعمت حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری صاحب مدظلہ العالی کی دعائیں میرے ساتھ رہیں۔ اللہ پاک حضور تاج الشریعہ کا سایہ کرم اہل سنت پر دراز فرمائے اور مجھے خلوص کے ساتھ دین کی خدمت کا جذبہ عطا فرمائے۔ (آمین)

شکیل احمد سبحانی

شرک و بدعت کے موضوع پر کتاب
''مولانا! اندھے کی لاٹھی'' پر اہل علم کے تاثرات

برطانیہ میں مقیم ''محمد میاں مالیگ'' کی برطانیہ کے دو غیر مقلد عالم مولانا عبدالاعلیٰ درّانی اور مولانا شفیق الرحمن شاہین اور ایک دیوبندی عالم مولانا عتیق الرحمن سنبھلی سے شرک و بدعت کے موضوع پر مراسلت ہوئی۔ ۳۱۶ صفحات پر مشتمل اس مراسلت کو نوری مشن مالیگاؤں نے کتابی شکل میں شائع کیا۔ عالمی سطح پر کتاب کی پذیرائی ہوئی اور اہل علم و دانش نے اپنے تاثرات سے نوازا۔ ذیل میں چند تاثرات کے اقتباس پیش کئے جاتے ہیں۔
کتاب ملنے کے پتے: (۱) مدینہ کتاب گھر ماولا آگرہ روڈ، مالیگاؤں (۲) رضا اکیڈمی، ۸۵۴۳، اسلام پورہ، مالیگاؤں

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)

''محمد میاں مالیگ نے ''شرک و بدعت'' کے حوالے سے تین علماء سے تحریری گفتگو کی ہے اور اتنے معقول، مدلل اور پیار بھرے انداز میں بات کی ہے کہ روٹھا ہوا آدمی بھی رام ہو جائے، کتاب کے جستہ جستہ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد میاں مالیگ کی تحریرات وزنی اور معقول ہیں، جب کہ ان کے مدمقابل علماء جذباتیت کا شکار ہو جاتے ہیں......''

ڈاکٹر صابر سنبھلی (وظیفہ یاب صدر ریڈر شعبۂ اردو ایم ایچ (پی۔ جی) کالج، مراد آباد)

''مولانا! اندھے کی لاٹھی'' کے مضامین خاص طور سے مولانا محمد میاں مالیگ کے خطوط اتنے پرکشش ہیں کہ میں نے برسوں سے اردو کی کسی کتاب کو اتنی دلچسپی سے نہیں پڑھا جتنی دلچسپی سے اس کتاب کو پڑھا.....''
''شرک و بدعت کے مباحث پر میری رائے میں یہ کتاب حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔''

سیّد وجاہت رسول قادری (مدیر اعلیٰ، ماہنامہ معارف رضا، کراچی)

''کتاب مطالعہ کی مولانا محمد میاں مالیگ نے ''شرک و بدعت'' کے حوالے سے بڑے دلچسپ سوالات قائم کئے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث نبوی کے علاوہ مسکت دلائل و براہین سے کام لیا ہے...''

پروفیسر ڈاکٹر سیّد محمد طلحہ رضوی برق (ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف اردو اینڈ پرشین، ویرکنور سنگھ یونیورسٹی، آرہ بہار)

''کتاب لاجواب کا نام ''مولانا! اندھے کی لاٹھی'' بیک نظر وقیع و پرکشش نہیں معلوم ہوتا مگر پڑھنے کے بعد اس کی معنویت کھلتی جاتی ہے اور اس تلمیح کا لطف آتا ہے....''

مبارک حسین مصباحی (ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور)

''محمد میاں مالیگ صاحب کے خطوط میں زبان و بیان کا ٹھہراؤ ہے، دعووں کے پیچھے عقل و نقل کے استدلالات کی فراوانی ہے، ہر تحریر مرکزی موضوع پر گردش کرتی ہوئی نظر آتی ہے، غم و غصے سے لبریز بھونڈی تحریروں کے جوابات میں بھی لب و لہجہ کا اخلاقی بانکپن تبسم ریز ہے اور پیرایۂ بیان اور لفظوں کے انتخاب میں حلم و بردباری کے ساتھ فہم و تفہیم ہی کا رنگ غالب ہے۔''